کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تذکیۂ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ



دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ضیاء القلوب	۲۔فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔نالہ امداد غریب
۴۔ارشادِ مرشد	۵۔جہادِ اکبر	۶۔مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔غذائے روح	۸۔دردِ غمناک	۹۔گلزارِ معرفت
	۱۰۔وحدۃ الوجود	

جو تصوّف وسلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

مصنفہ:
سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانی

ہندو پاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندو پاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے۔ وہ انہی کا مرہون منت ہے۔ آپنے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت وطریقت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بالسیف کے لیئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۷۴ھ کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاملی ضلع مظفر نگر کے محاذ پر جہاد کرکے اسلام کا علم بلند فرمایا۔[1]

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ بروز دوشنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نواسہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپکو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لیئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحبؒ کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپکو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپکا روحانی مقام اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کرسکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاء کا رہنا مشکل ہوگیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۷۶ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرماگئے۔ اور وہیں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲ یا ۱۳ جمادی الاخری ۱۳۱۷ھ بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جاملے آپکا مزار جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپکی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مثنوی مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے۔ جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپکی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امدادیہ عوام وخواص میں مقبول ومشہور ہوچکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہوگئی تھی اسلئے بنام خدائے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید عکسی ایڈیشن تصحیح وصلاح کے بعد شائع کیا جارہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کردیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہوجائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرۂ آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۴ محرم ۱۳۹۷ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء

[1] یہ حالات امداد المشتاق صفحہ نمبر ۴ از مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد انوار الحسن سے لے گئے ہیں جو حضرات تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شمائم امدادیہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

مکمل فہرست مضامین

کلیاتِ امدادیہ



ابتدائیہ از مصنف رحـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور جو اپنے وجود میں قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے سے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائمقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش کرے ۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولنا ومرشدنا وہادینا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہٗ کا ایک ادنی خادم اور ان کی درگاہِ اقدس کا ایک کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے ۔ کہ میرے بعض مخلصین دیاران طریقت علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن[1] شہید فاروقی چشتی کے لختِ جگر ہیں ۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندانِ چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال میں مشغول ہوئے تھے ۔ اور جو اذکار ومراقبات اُن کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے ۔ جس پر عمل کیا جائے ۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاروب کشی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہوگئی ہے ۔ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم وتعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہوسکتی ہے ۔ اگرچہ اس کمترین اور نالائق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی اصرار سے روتابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہِ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا ۔ اور بحکم الٰہی اس کی کتابت پر مامور کیا ۔ (کیونکہ عادت الٰہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان وقلم سے لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے ۔) اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیر ومرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار واشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں ۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بارآور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو واللہ یہدی من یشاء[2] الی صراطِ مستقیم ۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ چونکہ قادریہ حضرات ومشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال واذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہوگئے ہیں اور امتیازی فرق فنا ہوگیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال واذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مراد دونوں کی متحد ہے اس واسطے میں ان دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں اور سمجھدار پر فرق اور امتیاز خود ظاہر ہوجائیگا ۔ اور اس کا نام ضیاء[3] القلوب رکھا واللہ ولی التوفیق

[1] خلیفہ خاص حضرت مرشدؒ ۔ [2] اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے [3] ۱۲۸۲ھ نام تاریخی مرغوب دل

مقدمہ

جان تو اے خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہدی اللہ لنورہ من یشاء اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے معاصی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سائی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندرونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ، ریا، غیرہ) کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۱] دوسری جگہ فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ[۲] ان دونوں آیتوں میں صیغہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ[۳] ایضاً اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ[۴] جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ[۵] الحدیث ونیز پیشوایان اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العلمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نائبین رسول ہیں اس لئے اُن کی

---

۱ اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ ؛ ۲ جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو ۱۲ ؛ ۳ اے محمدؐ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں ۴ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہید ۵ شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابریں جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کردیگا اور اپنے نفس کا اختیار کلی اس کو دیدیگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہوجائے۔ تنبیہ اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابریں سلوک کے طریقے لاتعداد ہوگئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اخیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہاد، حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کجرویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درود اشتیاق ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطۂ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور اپنے وقت کو موتوا قبل ان تموتوا[۵] کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس[۱۰] ہیں

(۱) اوّل توبہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے۔ **دوسرے** زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے۔ **تیسرے** توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کردے جیسا کہ موت کیوقت کرتا ہے **چوتھے** قناعت یعنی جیسا کہ موت کیوقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کردیتا ہے **پانچویں** عزلت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کیوقت کرتا ہے **چھٹے** توجہ یعنی جسطرح موت کیوقت خدا ہی کیطرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے **ساتویں** صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑدے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے (۸) **آٹھویں** رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑدے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اس کے ازلی احکام کا پابند ہوجائے جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے **نویں** ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کردے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے **دسویں**[۱۰]

عـــ۵ مرنے کے قبل اپنے کو مرا ہوا سمجھو ۱۲

مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت واختیار کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہیئے کہ پہلے اتباع شیخ سے تمام بداخلاقیوں سے کہ لوازم مادیت سے ہیں اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات ومحاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے ۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہیئے کہ جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو باادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للّٰہ[1] نحمدہٗ سے انما یبایعون اللّٰہ تک پڑھکر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھدے اور پھر خود ید اللّٰہ فوق ایدیھم[2] سے بارک اللّٰہ لنا ولکم تک پڑھے اگر مرید ہونیوالی عورت ہو تو بجائے طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دیدے اور ہر مرید سے یہ کہلانا چاہیئے کہ میں تمام ان دینوں سے جو شرک وکفر کے حامل ہیں اظہار بیزاری کرتا ہوں اور اللّٰہ اور اسکے سچے رسولؐ پر ایمان لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور اِنسے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضامندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللّٰہ الخ[3] اسکے بعد کلمہ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فلاں ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر فلاں سلسلہ میں بیعت کی اور دعا کرے بارالٰہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھ کو برکت اور فیض حاصل کرنیدے اور قیامت کیدن مجھ کو انہیں کیساتھ اٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھ کر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہیے اور پیر کو چاہیئے کہ سلوک طریقت کے آداب اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اسکے گوش گذار کردے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہوسکتی اسواسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرے اور بتادے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب اور کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتادے کہ تمام اشغال پر احکام شرعی مقدم ہیں ۔

---

[1] سب تعریفیں خداہی کے لئے ہیں ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم خدا کیواسطے پناہ مانگتے اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے کیوں کہ جس کو خدا ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو خدا گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی رہبر نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کے رسول اور اس کے بندے ہیں مسلمانو ایمان لاؤ اور خدا تک رسائی کے وسائل بہم پہنچاؤ اور جہاد کرو خدا کی راہ میں یقیناً تم فلاح پاؤگے اے محمدؐ جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ۱۲ [2] خدا کا ہاتھ ــــ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑیگا اس کا نقصان اس کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جو خدا کے وعدے کو پورا کریگا اسکو بڑا اجر دیا جائیگا ۔ اللہ ہم سبکو نفع دے اور بیعت مبارک کرے ۱۲ [3] خدا کو اس کے پروردگار ہونے اور اسلام کو دین متین ہونے اور محمدؐ کو رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں ۱۲

[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا وَابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔

[2] یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَنَفَعَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ۔

[3] رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

باب۱ حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات ضو

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہیئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دو زانو مؤدب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن بآسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضربیں ایک ایک سو ایکبار ہونا چاہیئے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیئے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیئے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایکبار مرشد پڑھ جائے اور مرید سنتا رہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جسکی وسعت صرف لیٹنے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی کجی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یا حی یا قیوم الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں فکر اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہریہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہوا ہو اور لذت ذکر سے بے خودی ہو مشغول

ﻋﻪ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اللہُ یَا اللہُ یَا اللہ

ہونا چاہیئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدار شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کیوجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں دفع ہو جائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا مظہر بنے اور حقائق اشیا اس پر منکشف ہو جائیں اور عالم ارواح سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہود حق حاصل ہو جائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ پہلے[1] کوئی عضو ایسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تحریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہیئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذاکر پالئے گا۔ اور تمام اعضا قلب کے ہمسر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذاکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے۔ ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذاکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذاکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذاکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتدائے کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن ابتک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضورِ قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ [2] انا مع عبدی الخ

[1] ذاکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

[2] جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہو جاتا ہوں اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہمنشین اور جلیس ہوں ۱۲

عہ أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ وَ أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي۔

اور بحکم سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا[۱] پوری توجہ سے یادِ الٰہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بیخبر ہو جائے اور اَلَّذِیْنَ[۲] یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ[۳] الخ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جاننا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے تو جس عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جا سکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذاکر اپنے کو مٹا نہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے۔ جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ الٰہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواس خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذاکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہجائیگا شَھِدَ[۳] اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ چونکہ حدیث میں اَفْضَلُ[۴] الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اوّل ناسوتی جیسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے ملکوتی جیسے اِلَّا اللّٰہُ تیسرے جبروتی جیسے اَللّٰہُ چوتھے لاہوتی جیسے ھُو ھُو اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذاکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَآ اِلٰہَ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور الا اللّٰہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکر جہر نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

---

[۱] خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ [۲] جو خدا کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتے ہیں [۳] خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں [۴] چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ (سب ذکروں میں لا الٰہ الا اللّٰہ کا ذکر افضل ہے)

عہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ

ہاتھ اٹھا کر اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ الخ[۱] پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الخ اکیس بار پڑھ کر درود اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الخ تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھدے اور قبلہ رو ہو جائے اور اِلَّا اللّٰہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھا دے اور اِلَّا اللّٰہ کہتے وقت انگلی رکھدے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس توڑ کر الا اللہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دو سو بار کہے اور اسکو چہار ضربی کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد محمدٌ الرسول اللہ کہے لیکن مبتدی کو الا اللہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوضات الہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں جاننا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانے میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر الا اللہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و ادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

---

[۱] اے اللہ اپنے غیر سے میرا دل پاک کردے اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کردے ۱۲ [۲] اپنے گناہوں کی بخشش اس خدا سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۱۲ [۳] صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اس کے نبی [۴] جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے [۵] کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۲ -

[ع] اللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ [عہ] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ [ع] اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔

مرشد کو نفی کلی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہوجائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا الٰہ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچکر اور لفظ الٰہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کرکے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کرکے اس کو پس پشت ڈالدیا اور پھر الا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور جو ملاحظات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کیے گئے ہیں وہی یہاں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں (ذکر حبس یا بغیر حبس ذکر جاروب ذکر ارّہ) میں چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرّد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہئے اپنی کمر سیدھی کرکے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لے جاکر الا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور لَا اِلٰہ کہتے وقت لَا موجود لیسَ مَعَہٗ غیری کا تصور کرے اسی طرح چارسو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کو اصطلاح صوفیہ میں ایک اضربی کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اَللّٰہ کی (ہ) کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللّٰہ کی (ہ) کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کرکے سر داہنے شانے کی طرف لے جاکر اسمائے صفات اُمہات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللّٰہ کی ضرب لطیفہ روح پر لگائے دوسری لفظ اللّٰہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللّٰہ اللّٰہ اور دسویں مرتبہ اَللّٰہُ حاضِرِی اَللّٰہُ ناظِرِی اَللّٰہُ معی میں سے کوئی ایک کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللّٰہ حاضِرِی اور دوسری میں اللّٰہ ناظری اور تیسری کے بعد اللّٰہ معی اور پھر ہر دس کے بعد اللّٰہ حاضری الخ عروج و

ا میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے ۲ اللّٰہ سمیع اللّٰہ بصیر اللّٰہ علیم ہے ۳ جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۲
۴ اللّٰہ میرے پاس ہے اللّٰہ مجھ کو دیکھتا ہے اللّٰہ میرے ساتھ ہے ۱۲ شہید ۵ اَللّٰہُ نَاظِرِی اَللّٰہُ مَعِی

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو۔ اور سستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمۂ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھکر درود و استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصال[۱] ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ[۲] کرے اور جس ذکر میں اس کو لطف[۳] آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اِلَّا اللّٰہ میں لفظ اللّٰہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اِلَّا اللّٰہ کا اعادہ بڑی تعداد میں کرے اور ذکر کرنیکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بفحوائے اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ الخ[ع] چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی (جو اجسام سے متعلق ہے) میں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہیئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہیئے کہ اس ذکر یعنی لَا اِلٰہَ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز اِلَّا اللّٰہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر اِلَّا اللّٰہ ہے اسواسطے اسکو

---

[۱] کیونکہ ایصال ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شیوخ کا محبط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہید [۲] مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغتاً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ [۳] اگر ذاکر ذکر جہری سے گھبرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آوے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

[ع] اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی عہ اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ نُوْرٌ وَفِی النُّوْرِ اَنَا

الا اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہئے اور اپنی ذات وصفات کو جناب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کردے کہ الا اللہ سے استثنا کی نفی[۵] ہوجائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کرلیتا ہے۔ تو مرتبہ دل سے متجاوز ہوکر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اسطرح متوجہ ہوجائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچ کر سالک سراپا ذکر ہوجائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کرکے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اسقدر منہمک ہوجانا چاہیئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہوجائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہوجانے پر وہ سراپا نور ہوجائے گا۔ اور مرتبہ بی یسمع و بی یبصر یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہوجاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہوجائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہوجاتی ہے یعنی مرتبہ عبدیت لا الٰہ الا اللہ بخوبی ظاہر ہوجائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ، مشغول ہونا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہوکر طالبانِ حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت[۱] اور مشیخت[۲] مسلم ہوجائے گی۔

فائدہ:- وصال محبوب ہونے میں جس قدر دیر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب اور خواہش وصل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جد وجہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل وکرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس[۳] انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہوسکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور

[۱] ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ [۲] عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید [۳] پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید [۵] یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید ؎

اور سانس باہر کرتے وقت جہراً یا سراً (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اِلاَّ اللّٰہ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت کا اِلٰہَ کہے لیکن ذکر سری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہیے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت **ھو** کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اسقدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتوں سے پاک کر کے انوار الٰہی کا مہبط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ :- اگر ذاکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل ناآشنا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ اس کو اپنے سامنے مودب اور دو زانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزنے لگے گا۔ یا بیتابانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہو گا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم[1] اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہیے اور اسکا اسم اعظم بھی یہی ہے اور مرشد کو چاہیے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

[1] تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں سر در یا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شہید ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ......

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نورِ الٰہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے (یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے) اگر اس پر قدرت نہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ[۱] ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے (کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے) اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، یک ضربی کا طریقہ آنکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے۔کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں یک ضربی اور دو ضربی تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور ششش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

---

[۱] بعضوں کے نزدیک مرید کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہئے ۱۲ شہید ؂

باالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دل پر باالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جدہر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہوجائے اس ذکر سے ذاکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور ان من شیٔ الا یسبح بحمدہ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہوجاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کرکے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف[1] اور کشف القبور حاصل ہوجائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کرکے ناف پر اللہ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو محکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور گر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہوجائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے لَا اِلٰہَ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لاکر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہیے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچکر لَا اِلٰہَ کا دور داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

---

[1] اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہوجائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہوجائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کرکے پوری قوت سے ۲ لا ۲ اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار[1] کے ہاتھوں کی حرکت ہتوڑا اٹھانے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تھانیسری کے متعلق امام ابوالحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر ارّہ کا طریقہ

سانس کو الٹا کرکے پوری طاقت سے لَآ اِلٰہ کا ورد داہنے کاندھے تک پہنچاے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر ا لآ اللہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آرہ کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچکر داہنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھئی لکڑی پر آرہ[2] کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات[3] سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جسطرح لکڑی کاتتے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ محویت کل اور مشاہدہ تمام حاصل ہو جائے اور ذاکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے

فائدہ:- اذکار جہر یہ میں غذا کو اسقدر کم نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور یبوست کی تکلیف نہ ہو اور راہِ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت واعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

[1] غالباً اسی مناسبت سے یہ ذکر ذکر حدادی کہلاتا ہے ۱۲ شہید [2] غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر ارہ کہتے ہیں ۱۲ شہید [3] باری تعالیٰ کے صفات وجہات علم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں۔ ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید۔

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشے اور اس کا مونس رہے۔

شعر کارکن کار بگذر از گفتار ؛ کاندریں رہ کار دارد کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جہر میں ذاکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروزہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی (یعنی حبس دم) ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول حبس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اژدہے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ:۔ جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لَآ اِلٰہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اژدہے کی طرح بیٹھا ہے لَآ اِلٰہ کی قینچی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر اِلَّا اللّٰہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہوگیا۔ اور وہ دل سے باہر ہوگیا اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہوجائیں گے اور شیطان ہلاک ہوگا۔ اور دل نور ذکر سے منور ہوجائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کئے بھی یہ ذکر مفید ہوگا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھیرادے اور کلمہ لا[۱] اِلٰہَ کو بائیں زانو سے شروع کرے داہنے زانو پر لاکر شانے تک دورہ کو ختم کرکے اِلَّا اللّٰہ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور (اللّٰہ وِترٌ یُحِبُّ الوِترَ اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے) کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہوجائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہوجائے گی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہوجائے گا۔ اور عشق الٰہی کی آگ دل میں روشن ہوجائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ:۔ حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کردے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر سیر ہوکر کھائے کہ مضمحل ہوجائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہوجائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کرلے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

[۱] اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضغہ صنوبری دل کا پس جب وہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور دماغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا ۱۲ تشہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لا کر ام الدماغ میں ٹھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لا کر لفظ اِلٰہَ کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ وسلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لَا مَحْبُوبَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانسیں لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَانًا نَّصِیْرًا (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکر ام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اَللّٰہُ سَمِیْعٌ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ۔ سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا ہے) کہے اور بی ینطق (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اور ناف پر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الٰہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔ **شعر**

برزخ وذات وصفات[۲] وشد ومد تحت وفوق | می نماید طالبان وکل نفس ذوق وشوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

---

[۲] صفات سے مراد صفات اثبات ہیں جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۱۲ شہید

ذاتی ہیں۔ اوّل قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذاتِ باری کا تعین ہے۔

فائدہ:۔ قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے قم باذنِ اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجود الٰہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سُلطاناً نصیراً کا طریقہ

خواجہ معین الدینؒ سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب وغریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منور ہو جائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

شغل سُلطاناً مَحمُوداً کا طریقہ

جس طرح سلطاناً نصیرا کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود

استغفار اور اعوذ و بسم اللہ پڑھ کے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا[۵] الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے) تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور با ہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لینے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہو الحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رواں اور ہر ہر بال ذاکر ہو جائے گا اور انوارِ تجلی سے منور ہو جائے گا۔

ذکرِ سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس[۱] خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دلِ مدوّر میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشندہ کے خیال میں جو دل مدوّر میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفیٰ کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک مخفی نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں۔ جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ (خدا جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل سُر[۲] مدی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کرے اور حواس[۳] خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

---

[۱] بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذاکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عامل ہو ۱۲ شہید

[۲] بعض لوگ اس ذکر کو بخدو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید۔ [۳] حواس خمسہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

[۵] اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔

شعر در راہِ عشق وسوسہ اہرمن بسے است ؛ ہشدار وگوش دل بہ پیام سروش دار

اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن و ہمس کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وخشعت[عہ] الاصوات ۱۲ لا یۃ خدا کے لئے آوازیں پست ہو گئیں تو تم سوائے پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔ یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھنٹے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظ فرماتے ہیں **بیت**

کس[۱] ندانست کہ منزل گہ آں یار کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اور کبھی دوسرے[۲] قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بے خودی اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذات[۳] کی طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جس کو دل مدور اور حضرات صوفیہ اس کو اخفیٰ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتی رح کو آں حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور اسی

[۱] کسی کو نہیں معلوم کہ اس شوخ کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض وقت حرف گھنٹے کی آواز آتی ہے ۱۲ شہید [۲] کبھی بھڑ کی اور کبھی طائر کی اور کبھی ڈھول کی طنبورے کی یا اور کبھی دیگچی کے ابلنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شہید [۳] اس مقام کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دنیا سے گویا نجات پا جاتا ہے۔ شیخ عبدالقدوس رح تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رح کو یہ تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

عہ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ (علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو ہو کو سرمئی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہوگیا ہے۔ گو یا اس کا جسم فنا ہوگیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے، قائم ہوگیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل ان انوار و مراقبات کے بیان میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار جہر یہ و سریہ سے سالک منور ہوجاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر سرایت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہوجاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دی جاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو زانو جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے، بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کرکے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ یعنی (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ یعنی (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے بعد ۲ اللہ حاضری، ۲ اللہ ناظری، ۲ اللہ معی۔ کہہ کر مراقب ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہوجائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہوجائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتدا میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہوجانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہوجاتا ہے۔ لیکن اس

[1] جو چیز مطلوب حقیقی تک پہنچانے والی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مدنظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہوجائے ۱۲ شہیدی

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہیے۔
شعر ہمہ کارے کہ ہمت بستہ گردد ⁂ اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات اجہات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبۂ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے) پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔
مراقبۂ معیت وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زائد قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔
مراقبۂ وحدت ہمہ اوست اور ھوالاول ھوالآخر (اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا میں وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔
مراقبۂ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ الآیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور

ے۱ جو کام ہمت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلدستے ہو جائیں گے ۱۲ شہید

ے۲ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے) اور کَانَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الٰہیہ متجلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ ہُوا[1] کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر ہوا پر کر کے مدتوں عالم تحیر میں رہتے ہیں

مراقبہ - تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الٰہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

مراقبہ - بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ[2] کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

مراقبہ - بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

مراقبہ - بعض اس نور مطلق کو نور غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہلک خیال کرتے ہیں۔

---

[1] ہُوا میں سر عظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستدیم ہے اور قول اللہ کا فی خلق الرحمٰن من تفاوت اسی کلام کا ہمسر ہے اور ہوا عالم خدا اور عالم صفات ہے کون و مکان وکوان یعنی منزہ ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لامکان ہے جس کا۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ اور تو ہوا کہتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین [2] حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید۔

مراقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چون اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے **تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرا**[1] اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے موہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر وصال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہونچ جائے۔

فائدہ۔ جب مذکورہ بالا ذکر جہریہ اور سریہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہونچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی (جس کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں) منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبۂ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش ہو جائے گا۔[2] ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزومند ہونا چاہئے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔[3] اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائے گا۔ اور قرار پکڑ لے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا۔[4] **وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ** دیکھنا سننا[5] غرض اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

---

[1] خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید [2] بے ہوشی کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہید [3] جب حضرت موسیٰ کے ایسے جلیل القدر رسول ایک ارنی انجلی میں بے ہوش ہو کر پہاڑ پر گر پڑے تو یہ بیچارہ کس طرح متحمل ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جاتا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی محلی ۱۲ [4] تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہید [5] اس مقصد کو شیخ المتصوفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں یوں ادا کیا ہے۔

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار ✻ ہر ورقے دفتر است معرفت کردگار۔ یعنی سبز درختوں کے چھوٹے چھوٹے پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں پتوں میں خدا کو دیکھتا ہے یہی ہمہ اوست کے معنی ہیں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بنی ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللہَ فِیْہِ

شعر۔ علم حق در علم صوفی گم شود ✣ ایں سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئیے کہ ان انوار کو انوار الٰہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے میں پہونچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللہَ فِیْہِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئیے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور مَنْ عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کا تصور کرے گا نور روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور رَأَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ ✣

ف حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھئے۔ سلہ یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی نہ دے ۱۲ شہید سلہ خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید سلہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید سلہ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید سلہ جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت (باقی صفحہ ۳۵ پر)

اس پر شاہد ہے سالکِ خدا کو اس کے نورِ ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معین حد ہے (جس طرح ذکر جسم، ذکر نفس، ذکر دل، ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں جن کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبۂ ذکر ربانی (جس کو ذکر جسمی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بُرے اخلاق (جو نفس امارہ کی صفتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکر ہی کے غلبہ سے (جس کو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں[سه] اور جو نفس لوّامہ کی صفتیں ہیں۔ وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ملہم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف وافعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف وافعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شئے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ[سم] کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سری کی زیادتی میں جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جانے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا فنائیت بھی فنا ہو جائے گی اور فناء الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی لی مع اللہ وقتٌ وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(بقیہ ص۲۴) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کرلے گا ۱۲ شہید سه تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید سه اس وقت بھی ویسا ہی ہے جب پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید سه میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

سه یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بُرے کاموں میں مشغول ہو جاتے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مر جاتا ہے اور انسان کو کسی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اور مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰی الْحَقَّ[1] کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر تو دریں گم شود کہ توحید ایں بود[2] گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کرکے مقصد اصلی حاصل کرکے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جبتک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبے کی تجلی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑجائے تو ولی کامل ہوجائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنائیت ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں ؂

فائدہ۔ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے" پہونچ گیا۔ جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَمَا رَاَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فِيهِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

---

[1] جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

[2] تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کردو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں پہلے فنا کو فنا کردو کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچا تا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں مَرَجَ[1] الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ اس مرتبہ پر پہونچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سخّر[2] لكم ما فی السموات وما فی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ مزیّن ہے اور اس نے جمال اسبغ[3] علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ کو دیکھا ہے اور نورٌ علیٰ نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

ہیچ[4] کس ایں درد را درماں نیافت — ہیچ کس ایں راہ را پایاں نیافت

اے برادر بے نہایت درگہے ست — ہرچہ بروی می رسی بروی ماست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور مجمع میں باآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہیئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذاکر کے دل پر لا تعداد انوار و اسرار الہٰی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلّی حق حاصل ہو گی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہو گی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہیئے اور مراقبہ کرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہیئے ورنہ کفر اور زندیقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور برے انوار آثار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

[1] جو دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید [2] جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [3] خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [4] اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے (باقی صفحہ ۳۸ پر)

اور غیرِ خدا سے دل بالکل پاک وصاف ہوجاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہوجاتا ہے تو انوارِ الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل۔ سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داہنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراماً[1] کاتبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدیؐ ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کاتب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لاحول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لاحول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق وطلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ۔ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۶) وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہونچ جائے اور خیال کرلے کہ یہیں وصال حق نصیب ہوگا وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی:

[1] کراماً کاتبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھہراتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطانا نصیرا و سلطانا محمودا کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہیئے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الٰہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرداگرد باریک اور مکدّر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آثاری افعالی وصفاتی تجلی (جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراریِ عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فناء الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار واوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہیئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب وغریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہیئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الٰہی اور مرشد کی توجہ سے عرش وکرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منوّر اور آفتاب کی مانند روشن پائے گا سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہیئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہیئے اس مرتبہ میں مرید عنصریت[1] سے

[1] انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق اور تجرد مادہ کی حالت پیدا کرے گا۔ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ ۱۲ شہید

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کرلے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الٰہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اسی حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا از روئے وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں محو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بیخبر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر منصور[1] کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فناء الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنائے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظِ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمۂ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الٰہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر سو کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ رو بہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور داہنے شانے تک پہنچا کر الٰہ کو ام الدماغ سے نکالے اور الا اللہ کی بہت

[1] حضرت منصورؒ رحمہ اللہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اسی رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کرکے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ الہ کو دماغ سے نکال کر دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گذر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت الا اللہ دل سے کہے

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھیر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دو ضربی میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دوسری دائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی میں تو دو زانو اور چہار ضربی میں چوزانو بیٹھنا چاہیئے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کرکے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کرکے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس بیں کرے اور اس خاندان کے ذکر آرہ کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اوّل یہ کہ حبس دم کرکے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر ہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا (جو تمام قیدوں سے پاک ہے) تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب[۱] صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے دو زانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیرؐ کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کرکے ندریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیرؐ کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیرؐ کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیمؐ کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

[۱] اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو ماسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمتر پن سمجھ کر باادب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے الاحسان ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اور قرآن مجید کی آیت کُلُّ مَنْ علیہا فان ویبقٰی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام گویا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم (جیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۳] خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس اِنَّ الْمَوْتَ[۴] الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلَاقِیْکُمْ

آیت کا مراقبہ

اور اَیْنَمَا[۵] تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار

---

[۱] بہتری اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [۲] دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا۔ ۱۲ شہید [۳] خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ [۴] موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ [۵] تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

وکیفیات ظاہر ہونے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اوّل مراقبۂ توحید افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات وسکنات کو خدا کے حرکات وسکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعلِ حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔ رباعی

مردانِ نفس ہوا شکستند — از نیک و بد زمانہ رستند
در بحرِ فنا چو غوطہ خوردند — جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھیرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں۔ دربارِ الٰہی میں عجز وانکساری سے دعا کرکے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرضِ اصلی سمجھ کر ٹھیر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے باآسانی طے ہو جائیں گے اور ذاتِ مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب وغریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقامِ سلوک ومعرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے۔

لہ جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دریائے فنا میں غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شہید ؒ۔

تیسرا مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہوسکتا ہے مجملاً یوں سمجھنا چاہیئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہیئے۔

ذکر برائے شفائے مریض

درراست یا اَحَدُ چپ یا صَمَدُ وطرف آسمان یَا وِتْرُ در دل یَا فَرْدُ ہزار بار بگوید۔

فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہیئے تاکہ یہ حالت ہوجائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور محویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہوجائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہوجانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داہنے سُبُّوْحٌ اور بائیں قُدُّوْسٌ اور آسمان کی طرف رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ اور قلب پر وَالرُّوْحِ کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہوجائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کردینے والا ذکر

داہنے یَا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور سر شانے کی طرف پھیر کر یَا حَیُّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا وتر دل میں یا فرد ایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آیندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داہنی طرف یا حی بائیں طرف یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وھاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الروح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر ۲ اکشف لی یا نور اور قبر پر عن حالہٖ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا احمدُ اور بائیں طرف یا محمدُ اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کیواسطے یَا شَافِی اور موذی جانوروں سے بچنے کے واسطے یَا حَفِیظُ اور فاتحہ کے لئے یا صمدُ اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا مُذِلُّ اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ وعلیٰ ہذا القیاس

باب ۳ حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے صدق دل سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ[۱] ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدیؐ کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع و خضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہ الٰہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے میں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطہ لطائف ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ۶ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف[۲] کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفس اس کی جگہ

۱؎ میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید

۲؎ مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفۂ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفۂ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائدہ۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہاں تک ذکر ہونا چاہئیے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفۂ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود ہمت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبۂ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم وبیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائدہ:۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشیمن ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدء فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئیے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئیے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئیے اور لطیفہ قلبی میں نفی واثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ الٰہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لاکر الا اللہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہونچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مدّ و شد کا خیال رکھے تاکہ اثر

ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہٰی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوۂ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر حبس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس رد کے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفۂ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارّہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے الٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہئے اور خود بھی، توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے بآسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروانہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر رابعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی واثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی واثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی واثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور لا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے الٰہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور مبتدی لامعبود الا اللہ اور متوسط لامقصود الا اللہ اور منتہی لاموجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر (یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی) دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو تکرار اسمی کے اذکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار ہیں جواب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنائے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنائے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث کُنْتُ لَهُ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ ؎۱ کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنائے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سراسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر قوار پر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ ؎۲ اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبۂ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت

؎۱ حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جاتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شبیر ؎۲ جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شبیر

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبۂ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک متصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبۂ نایافت و دراء الوراء میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورۂ بالا ادرادات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔ شعر

اے[1] برادر بے نہایت درگہیست ہرچہ بروے میرسی بروے مایست

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور وراء الوراء اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم:۔ شعر

ہر[2] کہ را از فضل حق باشد مدد ؛ ایں ہمہ نعمائے حق اور ارسد

جب مرید لطیفۂ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الٰہی اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور

---

[1] اے بھائی اس درگاہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرتبے کو تم سمجھے ہو کہ یہاں مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہید

[2] خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہید

وراءالوراء کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہوسکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی یہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی بو ضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بجز خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک ہے (تعالی اللّٰہ عن ذالک علواً کبیرا) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزومند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلو زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔ محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی کلی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تلک[1] الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض جب اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجملاً بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذ نا شیخ محمد فاروقیؒ تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

---

[1] یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوقیت اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔

انہار اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہیئے اور وہ ہوش در دم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقوف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش در دم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلقوا باخلاق اللہ[1] کے معنی ہیں اور خلوت در انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جب بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہیئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور وراء الوراء کو مد نظر رکھے یادداشت ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

---

[1] خدائے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کرو ۱۲ شبیر [2] اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شعر ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل ؛ مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا ۱۲ شبیر

کے نزدیک محبت ذاتی (جو یاد داشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے،) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور ذکر خدا کی طرف پوری توجہ ہے، پوری فنا اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں تشکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں وقوف عددی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہوچکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے، اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے۔ کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القا مرید پر منظور ہو متوجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات و لطائف کے القا میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے

اور درود و استغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الٰہی میں ملتجی ہو کے مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گرا رہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچاننے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آیندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار (جس طرح پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے) حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملاء اعلیٰ یا ملاء اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے ہمت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف مائل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لیئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہیئے

باب ۷ قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1] کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکر ان میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف واحادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لا انتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے پہلے طالب کو کلمہ طیبہ کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک قدم لَآ اِلٰہَ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا اِلَّا اللّٰہُ سے جناب الٰہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لا تعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

---

[1] کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جا چکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اوّل قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استحباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل[1] کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی (جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھیرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرات کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر رونگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

[1] ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آ جائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ تسہیل

ہیں مستغرق ہو جب اس میں مل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سُن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الٰہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت دقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین[۱] جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع وسجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور قرات کی درستی ہیں جبتک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہو گی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

ان[۲] اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم جب قلب ناپاک ہے تو جسم

---

[۱] جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید ؛

[۲] خدا تمہاری صورتوں اور کارگذاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکار ہیں جو جامۂ سالوس زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اسواسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو ہرگز قبول نہ کیجائیگی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف دو ہی رکعتیں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائینگی ۱۲ شہید ؛؛

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہیے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور وجّہت وجھی کہتے وقت قلب کا منہ سمت سے خدا کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور الرحمٰن الرحیم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور مالک یوم الدین میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور الامر یومئذ للہ (قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا) کا یقین کرے ایاک نعبد کہے تو لا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ایاک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیھم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت وطریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق[1] کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹاؤ جب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے من طلب شیئاً وجد وجد[2] کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من برآید یا من رسم بہ جانان یا جاں زتن برآید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہو گی۔

---

[1] کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاوز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے [2] جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پاتا ہے ۱۲ شہید [3] جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲ شہید

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہوکر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہکر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کرکے فنا کردیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللھم الخ) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے توخدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور جب ایاک نعبد وایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور جب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندہ کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہوجائے اور رکوع میں پاؤں کی پیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاکساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اسی حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہوگیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراہ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال ذہن میں آئے تو لاصلوٰۃ الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے

لے الحمد کا ترجمہ:۔ سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اے خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے غصہ کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شبیبہ

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں نتھنے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المومنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے واللہ یرزق من یّشاء اے خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اٹھا بمنہ وکرمہ بحق النبی وآلہ واصحابہ اجمعین آمین آمین آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کیطرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام یانبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اللھم صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللھم صلی علی محمد کما ھو اھلہ اللھم صلی علی محمد کما تحب وترضٰی لہ[۱] اور سوتے وقت اکیس[۲۱] بار سورہ نصر پڑھ کر آپؐ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے اگرچند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

---

[۱] اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تونے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرتؐ پر ایسا درود بھیج جس کے وہ قابل ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سو اسو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھ کر برہنہ سر ہو کر داہنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ وزاری سے درگاہ الٰہی میں، پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندان چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے، مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا الآیۃ[ع۵] اور دوسری میں قل ہو اللہ الآیۃ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰهُمَّ[ف۱] اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ

[ف۱] اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جاننے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر دے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے ۱۲

[ع۵] یعنی آخر صورت تک ۱۲ عبدہٗ۔ ⁂ ⁂ ⁂

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ تین بار پڑھے سلام کے بعد اوّل و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلام سلمنی تین سو ساٹھ ۳۶۰ بار پڑھے اس کے بعد یا علیم علمنی یا بشیر بشرنی یا خبیر خبرنی یا مبین بینلی[1] چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منھ قبلہ کی طرف کرکے اور سر قطب کی طرف اور پیر دکھن کی طرف کرکے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے اور اس عمل کو دوشنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہوگا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۂ فاتحہ ایکبار سورۂ ناس تین بار سورۂ فلق تین بار سورۂ اخلاص تین بار سورۂ کافرون تین بار (چاروں قل اور الحمد) سورۂ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونیوالے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور اد و ظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس[2] بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دوشنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

[1] اے جاننے والے مجھ کو بتا دے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنیوالے مجھ سے بیان کر دے ۱۲ شہید [2] اے سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف اسقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورۂ یٰسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد الخ جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد انا فتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل دلائل الخیرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیہ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورۂ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورۂ ملک یا سورۂ سجدہ اور ایک سو بار یاحی یاقیوم برحمتك استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللھم انت السلام ومنك السلام وعلیك یرجع السلام حینا ربنا با السلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یاذالجلال والاکرام اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورۃ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین بار اور سورۂ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلے اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ چونتیس ۳۴ بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الہ[1] الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئ قدیر پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین تین بار اور سورۂ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث اور نکل کر غفرانك اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر و اللھم انی اسئلك رضاك

[1] کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہو گا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر و عصر کے مسبعات عشر[1] پڑھے اور بہت سے اوراد ہیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں ہیں جیسے حصن حصین ہیں دیکھے باقی ہر حالت ہیں اشغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۂ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۂ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المہمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ ولا منجا من اللہ الا الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو نفلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورہ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۂ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی

[1] یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۂ فاتحہ سورۂ ناس سورۂ فلق سورۂ اخلاص سورۂ کافرون آیۃ الکرسی کلمہ تمجید درود شریف اور اللھم اغفرنا الاحیاء منھم والاموات اور اللھم یا رب افعل لی ولھم عاجلا واٰجلا فی الدین والدنیا والاخرۃ انت اھل ولا تفعل بنا یا مولینا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم ۱۲ شہید

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر برے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت (جس میں شور و غل کی آواز نہ آسکے) میں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الخ تین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ پڑھ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دوگانہ پڑھے اور جتنی بار ہوسکے اللھم طھر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یانور اور داہنی طرف یانور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کرکے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی و اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدد و شد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فتاح (یا فعال) یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ھو الاول ھو الاخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شیئی علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی یہ صورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزومند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی اور حواس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت چھوڑ دے۔

جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرات نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال وزر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منھا[1]۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور لاتقنطوا من رحمۃ اللہ[2] پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہتا ہے جس کی تاریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور قے کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غرباء پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اسکا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھا لینا ہوتا ہے اسکا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی (جو شیطان سے ہوتی ہے) کیوجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور جسقدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اسکا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنیکے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہیئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

[1] اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ شہید [2] اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ ۱۲ شہید

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کیواسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمۂ تمجید پڑھ کر مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ اور داہنا قدم رکھے اسکے بعد اللھم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نفلیں ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے[1] اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہیئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس، انتیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دوگانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

[1] کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلتے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ باوضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب[لہ] کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہوجاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کردینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کردے اور اسقدر کم نہ کرے کہ ضعف کیوجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہوجاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس من ذکرنی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کردیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہوسکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آثار صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

[لہ] لیکن اگر ابر ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

ہونا چاہیئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ **رباعی**

خواہی[1] کہ شود دل تو چوں آئینہ ∴ دہ چیز بروں کن از درون سینہ

حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت ∴ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہیئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ **رباعی**

خواہی[2] کہ شوی بمنزل قرب مقیم ∴ نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم

صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ∴ تفویض و توکل و رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہیئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدوں کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

[1] اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لالچ[1] آرزو[2] غضب[3] جھوٹ[4] غیبت[5] کرنا کنجوسی[6] حسد[7] ریا[8] کبر[9] کینہ[10] ۱۲ شہید [2] اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو چیزوں کی تعلیم دو صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شہید۔

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اور مردانہ وار گامزنی کرے اور خوشی وغم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسولؐ کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے برُے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مدنظر رکھے نہ اس قدر کھائے کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسیطرح ہر کام میں افراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زائد نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے[1] اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاء کا مرتبہ مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے مہربانی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگذر کرے اور ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت[2] سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور مہمانوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء[3] اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر مجھ کو فخر ہے ۱۲ شہید [2] قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ شہید [3] حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سیراب و شاداب ہو جاتی ہے اسیطرح مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہو جاتے ہیں ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہونچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور ہستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مدنظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب[ف] فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کرنیوالا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکوکار اور باوقار اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں[ف] کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہرو باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

[ف] گناہوں کا حساب ۱۲ [ف] شبہ تر ۱۲ کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

اللّٰھمَّ[1] اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا ولمشائخنا ولاحبابنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منھم والاموات برحمتك ویا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلۂ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہیئے کہ حقیر فقیر ننگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا رو سیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفاں نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجانوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضدالدین اور ان کو شاہ محمد مکی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانیسری اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردولوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابرؒ اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجری اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زندنی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابو اسحاق شامی اور ان کو خواجہ ممشاد علو دینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابوہبیرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

[1] اے خدا بخش دے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری

مرعشی اوران کو خواجہ ابراہیم ادہم بلخی اوران کو خواجہ اجمال الدین فضیل بن عیاض اوران کو خواجہ عبد الواحد بن زید اوران کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اوران کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اوران کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبد القدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اوران کو سید بڈھن بہڑائچی اوران کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اوران کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اوران کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہیؒ کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم اودھی سے اور ان کو سید بڈھن بہڑائچی اوران کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ علبید بن علیشی سے ان کو شیخ علبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالمکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید مخزومی سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ سے ان کو سید عبد الحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید قمیص العالمؒ سے ان کو سید الیاس مغربیؒ سے ان کو سید عبد الحق مغربیؒ سے ان کو مولانا مغربیؒ سے ان کو سید احمد قدسیؒ سے ان کو سید عبد القادر راسیؒ سے ان کو سید عبد الوہاب سے ان کو

سیّد یحییٰ زاہد سے ان کو سیّد زین الدین سے ان کو سیّد عبدالرزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رح سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی ہے۔

سلسلۂ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجمل بہڑایچی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبیداللہ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخی سے ان کو خواجہ علاءالدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد باباسماسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامتینی سے ان کو خواجہ محمود الوالخیر فغنوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف ہمدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی[1] سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سیّد الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصری رح سے ان کو حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میانجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سیّد احمد شہید رح سے ان کو شاہ عبدالعزیز رح سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیم رح سے ان کو شاہ عبداللہ رح سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی رح سے ان کو خواجہ باقی باللہ رح سے ان کو خواجہ ملنگی رح سے ان کو مولانا درویش رح سے ان کو مولانا نر۲ ھد رح سے ان کو خواجہ عبیداللہ رح احرار سے حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز: فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا ہادینا حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلوی رح سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق رح دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاءاللہ رح سے ان کو خواجہ محمد زبیر رح سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانی رح سے ان کو خواجہ محمد معصوم رح سے ان کو حضرت مجدد رح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

[1] نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بایزید بسطامی سے ان کو امام جعفر صادق رح سے ان کو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسی رح سے انکو امیرالمومنین حضرت ابوبکر بن الصدیق سے انکو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کما قال المعفی ۱۲ منہ

سلسلۂ سہروردیۂ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجمل بہرائچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ان کو اپنے والد صدرالدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجیہہ الدین عبدالقاہر سہروردی سے ان کو شیخ ابومحمد بن عبداللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو ممشاد علو دینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبرویۂ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمیدالدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایائے خالدی سے ان کو شیخ احمد باباکمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یاسر سے ان کو ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابوبکر نساجؒ سے ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابوعثمان مغربیؒ سے ان کو ابوعلی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رودباریؒ سے ان کو سیدالطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

لہ نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ۔ کبرویہ۔ مداریہ۔ قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبدالقدوسؒ گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاءُ ۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

تمت بالخیر

فیصلہ ہفت مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ونشہد انّ سیدنا ومولانا محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔

اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط وتعلق رکھتے ہیں۔ عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعثِ برکاتِ دینوی ودینی اور نااتفاقی موجب مضرت دینوی ودینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہو جائے ۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اوّل تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اوّلاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل وقال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل در آمد مناسب ہے لکھدیا۔ حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمادیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

واللہ ولی التوفیق

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معیّن کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے بارہ ۱۲ ربیع الاوّل مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشاں پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اسوقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معیّن پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر اُن امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہیئت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے کہ بے اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدوں دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہوسکتا محض قرائن تخمینہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہرچند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہا نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و علوت خواہ عادت دنیوی ہو یا ملی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بدعقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لاویں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشددین رجعت قہقری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیساکہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض مواعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوے گی ع بہر کیکے تو گلیمے راسوز۔ رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لیئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجائے مثلاً خود کشف ہو جاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کردے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں رہا عملدرآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت وضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض وکینہ نہ رکھیں نہ نفرت وتحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق وتضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی وشافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات ومکاتبت وسلام وموافقت ومحبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید ومباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بذریانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ مہر دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہوگا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہوگا یا انتظاماً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تاویل کر لیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبۂ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کیوجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئے کہ جس عالم کو متدین ومحقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں دور فریق کے لوگو سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علما پر بدگمانی اور مسائل میں شبہہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عملدرآمد کیا گیا ہے کچھ اس
مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں
ذکر ہے اور جو اسکے امثال ہیں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ
ذکر اور تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پابوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنمیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب
امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متنفع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات
میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع
ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز
میں سورۂ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل
سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلادیا اور دل سے ایصال
ثواب کی نیت کرلی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہرچند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و
لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسیطرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا
ثواب فلاں شخص کو پہونچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشارٌ الیہ اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ
استحضار قلب ہو کھانا رو برو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی
بھی پڑھا جاوئے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاویگا کہ جمع بین العباد
تین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب
میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے
کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاویگا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی
کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے
کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر
جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا
سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انمیں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی
مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں
منع کیا جائے ثانیاً انکا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ

شبہہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اسوقت تک رہتا ہے جبتک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوئے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی دسویں بیسویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندری رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا اور عملاً آمد اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ و قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تیسرا مسئلہ عرس و سماع کا

لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کیطرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت و تزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کرلے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار مخفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدید حال اور ازدیاد ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونیلگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علما نے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہگیا شبہہ حدیث لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کا سو اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آراستگی و دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہوونی بالخصوص

حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً واجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت وطعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیۂ فاستمعوا لہ وانصتوا کی مخالفت ہوتی ہے سواوّلاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر مستحباب کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کردیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص مروجہ وسجدۂ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہیئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث ازبس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہا فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کیئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اسوقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بہرحال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گوتاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا ازبس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہرسال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخشدیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو شخص ریاکار ومدعی ہو وہ بُرا مگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملدرآمد فریقین کا یہی ہونا چاہیئے جواوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد واغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسر کبھی منادیٰ کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلّی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے اشعار۔ دید مجنوں را یکے صحرانورد ؛ در بیابان غمش بنشستہ فرد ؛ ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم ؛ می نمودے بہر کس نامہ رقم ؛ گفت اے مجنوں شیدا چیست ایں ؛ می نویسی نامہ بہر کیست ایں ؛ گفت مشق نام لیلیٰ میکنم

خاطر خود را تسلی دمید ہم ہا۔ ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کما لا یخفی علی المتبحر المتسع النظر اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اسطرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور روبرو نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچیگی یا ذریعہ معین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افتراء علی اللہ اور دعویٰ علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بیدھڑک اسکو شرک و کفر کہدینا جرأت ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچاوے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہوگا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء اسخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندا سے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انما الاعمال بالنیات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر ندا کرنیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کردی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل رد کر دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کردے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کیوقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کرنیسے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور عملدرآمد وہی رکھنا چاہیئے جو اوپر تینوں مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت و امام ابو یوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اسمیں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تقلیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہگئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لاابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے ادا کریگا علمدرآمد اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کیوجہ سے محجوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا وقوف علم حقائق پر ہے اور راز بس دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہما ان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تبریہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسقدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی دقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری ادلۂ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و قال کرنیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی علمدرآمد نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اسیکا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالتعیین ثبوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں سورۂ فاتحہ احدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاتزغ قلوبنا پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیۂ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار: چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو۔ گر ایں مدعی دوست بشناختے ؎ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ فقط

مہر: فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانۂ تاریک بود	عرضہ را آوردہ بودندش ہنوز
از برائے دیدنش مردم بسے	اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے
دیدنش با چشم چوں ممکن نہ بود	اندراں تاریکیش کف می بسود
آں یکے راکف بحرطوم او فتاد	گفت ہمچوں ناوُ دانستش نہاد
آں یکے را دست بر گوشش رسید	آں بروچوں باد بیزن شد پدید
آں یکے راکف چو بر پایش بسود	گفت شکل پیل دیدم چوں عمود
آں یکے بر پشت او بنہاد دست	گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست
ہمچنیں ہر یک بجز دے چوں رسید	فہم آں می کرد ہر جا می شنید
از نظر کہ گفت شاں بُد مختلف	آں یکے دانش لقب دال آں الف
در کف ہر کس اگر شمعے بُدے	اختلاف از گفت شاں بیروں شدے

چشم حس ہمچو کف دستش و بس
نیست کف را بر ہمہ آں دسترس

نالۂ امداد غریب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعی

اے ذات تو بارحمت و الطاف قریب
دے رحمت و لطفت بمناجات مجیب
اکنوں بطفیل احمد و یارانش
مقبول شود نالۂ امداد غریب

الہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقش قدرت نمودار تیرا
عجب رنگ ہے رنگ ہر رنگ میں ہے
یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا
بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو
چمکتا ہے جلوہ قمر وار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے
تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا
تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی تو ہے یا کہ آثار تیرا
نہیں دیکھتا کچھ ولی دیکھتا ہوں
ہر اک جا پہ نقشہ طرحدار تیرا
عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری
اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا
مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا
الہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا
کہاں جاوے جسکا ہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے ہے جو ہو طلب گار تیرا
نہ پہنچے سوا نیک کاروں کے گر تو
کہاں جا تباہ بندہ ناچار تیرا
رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا
لگیگا جو رحمت کا بازار تیرا
سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں
نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
برے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم
جو ہوئے کرم مجھ پہ اک بار تیرا
ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو ابر رحمت نمودار تیرا
لگیں کرنے کافر بھی امید بخشش
لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے
ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا
تو شادی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یا رب
ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے
کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا
تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یا رب
تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
الہی میں ہوں بس خطا وار تیرا
مجھے بخش ہے نام غفار تیرا
الہی بتا چھوڑ سرکار تیری
کہاں جاوے یہ بندۂ ناچار تیرا
دوا ہے رضا کیا کروں میں الہی
کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا
میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
تو مختار میرا میں ناچار تیرا
سوا تیرے کوئی نہیں میرا یا رب
تو مولیٰ ہے میں عبد بے کار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور مجھ کو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا
سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا
چلا نفس و شیطان کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا
نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی
نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا
خبر لیجئے میری اس دم الہی
کھلے جب کہ بخشش کا اخبار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب
تجھے چاہیے رحم بسیار تیرا

نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے	کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا	تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم	کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی	ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا	الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری	بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا	تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا	تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا	ترا فعل میرا مرا کار تیرا
نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں	تو ہے نور میرا میں آثار تیرا	میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجود میں ساجد زار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو	کہ ہے عفو و بخشش کرم کار تیرا	یہ جور و جفا ظلم یہ ہے کیسا یارب	نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا	نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں	کہ ہے نام قہار و جبار تیرا
حکومت ہوئی اس کو حاصل جہاں کی	ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا	فنا ہو گیا جو تیری دوستی میں	تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا
دو عالم خریدار ہو اس کا بیشک	جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا	کھلیں اسکی آنکھیں کریں بند جستے	عیاں ہو نہاں اس پہ اسرار تیرا
رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا	الٰہی ہوا جو کہ ہوشیار تیرا	الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا
تو کر بیخبر ساری خبروں سے مجھ کو	الٰہی رہوں اک خبردار تیرا	میں ہر درد و مرض سے چھوٹ جاؤں	جو ہووے محبت کا آزار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا	جو سویا سو جاگا جو جاگا سو سویا	سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا
بھکاری ترا جائے محروم کیونکر	کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا	ترا خوان انعام سے عام سب پر	ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر	نہیں کرنا معمول انکار تیرا	کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش	ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا	نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب	تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر	میسر ہوا ے کاش دیدار تیرا	مرے دل میں ٹک جلوہ فرما الٰہی	کہ تجھ بن ہے ویران یہ اب دار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت میں میری	میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا	تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے	ولی آہ ملنا ہے دشوار تیرا
ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا	ستاتا ہے یہ ہجر خونخوار تیرا	یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا	نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا
حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے	کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا	ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو	کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے	کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا	زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو	وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
اٹھا غم رکھو امید امداد حق سے	تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا	نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے	کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
اسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہر دم	تو جا کر ہے اس کا وہ سردار تیرا	تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی	کہ تا جاوے ہر غم ہر آزار تیرا
	الٰہی قبول ہو مناجات میری	کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا	

خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و قیل — عقل بحث و علت و معلول ہیں زار و علیل
انت کافی فی مہمات و فی رزقی کفیل — خذ بلطف یا الٰہی من لہ زاد قلیل
مفلس بالصدق یاتی عند بابک یا خلیل

دوسرا کوئی نہیں ایسا سیہ کار زدا ثیم
وہ سراپا عاصی وخاطی تو غفار و رحیم
ہے وفور جرم عصیاں سے سزاوار جحیم
ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم

اِنّہٗ شخصٌ غریبٌ مذنبٌ عبدٌ ذلیل

حیف پیری وجوانی سب ہوئے مصروف لہو
یا الہ العالمین دیے مستی عصیاں سے سہو
روز و شب وقف جہالت ہی رہا غفلت میں محو
منہ عصیانٌ ونسیانٌ وسہوٌ بعد سہو

منک احسانٌ وفضلٌ بعد اعطاءٍ جزیل

خواب وخورہی میں کٹی اک عمر مثل دام ورد
دیکھ کر انبارِ عصیان وجرائم بے عدد
ہیں عمل سارے نکو ہیدہ سبھی افعال بد
قال یاربّی ذنوبی مثل رمل لا تعد

فاعف عنی کل ذنب واصفح الصفح الجمیل

ہیں سب افعالِ ذمیمہ زندگی کا ماحصل
کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل
یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل
کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

غم الم اندوہ وحسرت یاس دوری بیکسی
ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری
ناتوانی اضطرابی بے قراری بے کلی
عافنی من کل داء واقض عنی حاجتی

انّ لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل

خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور
یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے قصور
جتنے مقصد ہیں بر آئیں گے الٰہی بالضرور
انت شافی انت کافی فی مہمات الامور

انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراطِ مستقیم
جس طرح خاصوں پہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عمیم
کر دیا از دیاد مرض نے زار و سقیم
ربِّ ہب لی کنز فضلک انت وہابٌ کریم

اعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

صورت شبنم ہوں گریاں روز و شب صبح و مسا
جیتے جی ہر دفت خوف آتش دوزخ رہا
غنچۂ خاطر برنگ گل نہ اکدم بھی ہنسا کھلا
قلّ لنارِ ابردی یا رب فی حقی کما

نلت قلنا نار کونی انت فی حق الخلیل

عمر بھر کرتا رہا فرمان حق سے انحراف
جرم وعصیان وخطا یکلخت سب کردے معاف
رہ ہوا بھر کے جو شان عبدیت کے تھا خلاف
ہب لنا ملکاً کبیراً نجنا مما نخاف

ربنا اذانت قاضی والمنادی جبریل

ہوش میں آ اے غریب سرخوش جامِ صبوح | کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعالِ قبوح
کیا بھروسا زندگی کا ہے مسافر تن میں روح | ابن موسیٰؑ ابن عیسیٰؑ ابن یحییٰؑ ابن نوحؑ

انت یا صدیق عاصی تب الی المولے الجلیل

غزل در شوقِ زیارت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم

سبز و شاداب گلستان نمنا ہووے | کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے
ہند میں گرم تپش یوں دلِ مضطر ہے مدام | دام میں جیسے کوئی مرغ تڑپتا ہووے
مجھ کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت ہو نصیب | زہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے
جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو | شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے
ننگے پانوؤں وہیں ہو جاؤں میں اٹھ کر ہمراہ | تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے
یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا | جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے
گرم جولان روش برق ہوں شاداں خنداں | پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے
کانٹے تلووں میں چبھیں برگِ گلِ تر سمجھوں | خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے
ایسی صورت سے در شاہ عرب پر پہنچوں | حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے
گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر | ایک تہہ بند پھٹا سا کوئی کرتا ہووے
خار پاؤں میں چبھیں بال ہوں سر کے بکھرے | فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے
باندھ کر ہاتھ کروں عرض بصد عجز و نیاز | خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو | وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور | خود در حجرۂ والائے نبیؐ وا ہووے
دوڑ کر سر قدمِ پاک پہ رکھدوں اپنا | دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم | خاکِ پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے
گوہر اشک نثارِ قدمِ پاک کروں | جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے
اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں | جلوۂ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
سُن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب | فضلِ حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

مناجات

یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے | آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل　اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے　تم سے اے نور خدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے　یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے
درد ہجراں سے لب پر جان ہے مری　انتو کیہ کیجئے دوا فریاد ہے
گردن و پا سے مری زنجیر و طوق　یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے
یا نبیؐ احمد کو در پر لو بلا　اس لئے صبح و مسا فریاد ہے

مناجات دیگر

آپکی فرقت نے مارا یا نبیؐ　دل ہوا غم سے دو پارا یا نبیؐ
حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو　کون ہے ہمسر تمہارا یا نبیؐ
باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز　مجھ کو وہ کوچہ تمہارا یا نبی
لیجئے در پر بلا کب تک پھروں　در بدر یاں مارا مارا یا نبی
طالب دیدار ہوں دکھلائیے　روئے نورانی خدارا یا نبیؐ
درد ہجراں کے سبب مجھ سے کیا　صبر و طاقت نے کنارا یا نبیؐ
مرتے دم گر دیکھ لوں روضہ شریف　زندگی ہووے دوبارا یا نبیؐ
چین آتا ہے مرے دلکو تمام　نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمدؐ کا سب بیچ ظہور محمدؐ کا　جبریلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا
جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمد کا　نا ہے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمدؐ کا
وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیاء کا ہے　وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے　کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا　کہیں صابر وہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں موسیٰؑ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا　کہیں ہارون وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ابراہیمؑ خلیل ہوا اُس راز قدیم علیل ہوا　کہیں صادق اسماعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے　کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں غوث ابدال کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے　کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

مناجات دیگر

مرا جان و دل سب فدائے محمدؐ　ہیں اسپر فدا جان اور دل سے قربان　اگر خواب میں منھ دکھائے محمدؐ　مرا طالع خفتہ جاگے یقین ہے
اگر منھ سے پردہ اٹھائے محمدؐ　خجل ہو کے خورشید کا رنگ فق ہو　خدا کی رضا ہے رضائے محمد　محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی
عطا ہوا سے خاکپائے محمدؐ　تمنا یہ ہے رہی کی یا الٰہی　ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ　نہوتے تو کچھ بھی نہوتا یقین ہے

تمت

ارشاد مرشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ بجمیع محامدہ کلہا ما علمت منہا و ما لم اعلم و صلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

اما بعد فقیر حقیر امداد اللہ غفر اللہ ذنوبہ و والدیہ یہ کہتا ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصاً جو اس فقیر سے رابطہ محبت و ارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شاغل اشغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات اور سنن کے بعضی عبادات اور طاعات اور اوراد و وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہوں عمل میں لاوے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس تک اور چار رکعتیں سنت قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التسبیح[1] اگر فراغ ہو پڑھے اور تین روزے ایام بیض[2] اور روزہ پنجشنبے و دوشنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اول ماہ ذالحج کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے اولیٰ یہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت و فرض صبح کے اکتالیس بار سورۂ فاتحہ حضور دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم[3] دس بار اور سورۂ یٰسین ایکبار اور استغفار سو بار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ[4] سو بار اور ایکسو ایکبار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مع بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیب[5] اور اکتالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یا اللہ بحضور قلب پڑھے اور درود شریف[6] سو بار۔ وظائف ظہر اور

[1] فائدہ صلوٰۃ التسبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطاءً اور عمداً اور سراً اور علانیۃً کے حدیث میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے۔ چار رکعتیں ہیں ہر رکعت بعد قرارت کے پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور جلسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیٹھ کر دس بار پس ہر رکعت میں پچہتر بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاقت ہو تو اس نماز کو روز پڑھے دیا ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور مروی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الہٰکم التکاثر۔ والعصر۔ قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور سورتیں بھی مروی ہیں جیسے سبح اسم یا اور مسبحات مگر یہ سہل تر ہیں ۱۲۔

[2] یعنی ہر چاند کی تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ روزہ رکھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہٗ

[3] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

[4] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۲

[5] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۱۲ [6] اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۱۲

بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا فتحنا اور منزل دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اللہ الصمد اور اکیس بار سورۂ اذا جاء۔ **وظائف عصر** اور بعد نماز عصر کے سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیہ کریمہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین **وظائف مغرب** اور بعد نماز مغرب کے سورہ واقعہ اور سو بار کلمہ طیب اور درود شریف سو بار اور اللھم طھر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے۔

وظائف عشاء اور بعد نماز عشاء کے سورۂ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بحضور قلب پڑھے۔ **وظائف صبح وشام دو وقتہ** اور صبح اور شام کو سید الاستغفار[1] ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمنت باللہ اور نود و نام اللہ جل شانہ کے اور آیۃ الکرسی اور آیات آمن الرسول سے تا آخر سورۂ اور اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تین بار اور آیات[2] سورہ حشر ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا تین بار لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الٰہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الٰہ الا اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اللھم اجرنی من النار سات بار اور اللھم انی اسئلک الجنۃ سات بار اور دعائے حزب البحر کو اگر ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب مسبعات[3] عشر کو پڑھے۔

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیۃ الکرسی ایک بار سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر تینتیس ۳۴ بار اور کلمہ چہارم ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیئ قدیر۔ اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام۔۔۔

[1] اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۱۲ منہ قدس سرہ [2] اول اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم تین بار پڑھے پھر یہ آیت پڑھے ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ۰ ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم ۱۲ [3] یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھتے ہیں اول سورۂ فاتحہ سات بار سورۂ والناس سات بار سورۂ فلق سات بار سورہ اخلاص سات بار سورہ کافرون سات بار آیۃ الکرسی سات بار کلمہ تمجید سات بار درود شریف سات بار اللھم اغفرلی والاحیاء منھم والاموات سات بار اللھم یا رب افعل لی وبھم عاجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ ما انت لہ اھل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رءوف رحیم اس دعا کو سات بار پڑھے۔

حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ایک بار اور اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَمِنَ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع کھانے کے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ اور بعد فراغ طعام کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی اور تینوں[۱] قل تین تین بار اور اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اور وقت جاگنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور ممکن ہو تو معشرت[۲] السبع بھی پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اور اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَمِنْكَ معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اوراد مطلوب ہوں تو کتب حدیث حصن حصین وغیرہ سے لیکے عمل میں لاویں بہر حال اذکار اور اشغال قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر محبت اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگانِ طریقت نے تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کے واسطے تجویز کئے ہیں ان میں بارہ تسبیح ہیں جو حضرات چشتیہ کرتے ہیں۔ طریق ان کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کرکے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا بحضور قلب اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا يَا اللّٰهُ تین بار یا سات مرتبہ تکرار کرے اور گیارہ بار درود شریف پڑھ کے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جو انگلی اس کے پاس ہے اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کمر سیدھی رکھے۔ پھر دل جمعی سے ہیبت اور حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ ذکر شروع کرے اور بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین بار کلمہ طیب[۳] اور کلمہ شہادت[۴] پڑھ کے سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمہ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچ کر اور الہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کرکے تصور کرے کہ

---

[۱] یعنی قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق ۱۲ [۲] فائدہ معشرت السبع وہ سات کلمہ ہیں۔ کہ ایک کو دس دس مرتبہ پڑھتے ہیں وہ یہ ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوسرا الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ وبحمدہ دس بار چوتھا سبحان اللہ الملک القدوس دس بار پانچواں لا الہ الا اللہ دس بار چھٹا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ دس بار ساتواں اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اعوذبک من ضیق المقام الدنیا وضیق یوم القیامۃ دس بار پڑھیے ۱۲ منہ [۳] یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ منہ

[۴] یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ ۱۲ منہ

غیر اللہ کو دل میں سے نکال کہیں پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ الا اللہ کی زور آور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الٰہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نو بار لا الٰہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن مبتدی کلمۂ لا الٰہ[۱] میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الٰہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات مجرد پھر دوزانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لیجا کے لفظ الا اللہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب[۲] کرے اسکو چار سو بار دمادم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایکبار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات پھر ذکر اسم اللہ اللہ کرے اس طرح سے کہ اوّل حرف ھاء لفظ اللہ کو پیش اور دوسری ھاء لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کرکے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار دمادم کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری[۲] اللہ ناظری[۲] اللہ مَعِی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کج کرکے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دمادم ضرب کرے بعدہٗ تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہہ کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الٰہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر مجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول نام درگاہ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گذرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا[۲] الٰہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ الا اللہ

---

[۱] کلمہ لا الٰہ میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اسواسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بارھویں لفظ اللہ کے ساتھ اس کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۱۲ عفی عنہ

کہیے، دہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذاکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے
طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ ھُو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذاکر اور مستغرق بذکر ہو جائے[۱]

بیان ذکر اسم ذات ربّانی

طالب کو چاہیئے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس[۲] ہزار بار کہ اوسط[۳] مرتبہ ہے کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے،

طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو بقبلہ باادب تمام بیٹھے اور آنکھیں بند کرکے لا نفی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کرکے داھنے مونڈھے تک لیجا کے اله کو دماغ سے نکال دے اور الا اللہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لَا اِلٰہَ سے نفی معبودیت اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور اِلَّا اللّٰہ سے اثبات وجود مطلق حق سبحانہ تعالےٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر[۴] اسکا ظاہر ہو اور اس ذکر کو اسی طرح حبس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔

طریق شغل نفی و اثبات کہ حبس[۵] دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمہ لَآ اِلٰہَ کو دل سے نکال کے اور داھنے مونڈھے پر لے جا کے اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

---

[۱] فائدہ یعنی سوتے اور جاگتے ہر حال میں ذاکر رہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک او صاف اور نورانی ہو کر مُترِ تجلیات اور وارداتِ غیبی کا ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ [۲] فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدمی رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا ہے تو گویا کہ ہر دم ذاکر رہا اور ذاکرین میں داخل ہوا ۱۲ عفی اللہ عنہ۔ [۳] اثر یعنی لذات در محبوبیت اور بیخودی ظاہر ہو اور تصفیۂ قلب اور تجلی روح حاصل ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ [۴] فائدہ کشمکش دم اور خطرہ بندی کے لیے خلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتدائے حال میں اور بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پُر شکم ہو کر کاہل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور حبس دم میں سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضا میں جاری ہو اور محبت اور عشق الہٰی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دو زانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اوّل اعوذ بسم اللہ پڑھ کے تین بار اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقب ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعورِ غیرِ حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہو گا۔

مراقبہ دوسرا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ انوار الہٰی کو کہ ہر زمان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستّہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کر کے بزبانِ خیال دل صنوبری سے اللہ اللہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس حیثیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھئوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ[1] لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوارِ الہٰی سے لبریز ہیں۔

اوّل لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستانِ چپ کے واقع ہے اور نور اُس کا سُرخ ہے

دوسرا لطیفہ روحی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستانِ راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سرّی ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیئے کہ ان چھئوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر[1] ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

---

[1] فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محویت اور انوارِ الہٰی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

اپنے سے ہمت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغل عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیر اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔ آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم برحمتک یا ارحم الراحمین ہ

محررہ ۲ جماد الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ را نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی والیشاں را از حضرت حاجی عبد الرحیم از شاہ عبد الباری از شاہ عبد الہادی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد مکی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابو سعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ جلال الدین از شیخ عبد قدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبد الحق ردولوی از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابو یوسف از خواجہ ابو محمد محترم از خواجہ احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابو ہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبد الواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبد القدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈہن بھڑایچی۔ از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ از شیخ عبید ابن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی از شیخ ابو الفرح از شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم اللہ وجہہ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

و نیز حضرت سیّد اجمل بھڑائچی را از مُرشدِ خود شاہ عبدالحق از خواجہ عبیداللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤالدین عطار از خواجہ بہاؤالدین نقشبند از خواجہ سیّد امیر کلال از خواجہ محمد بابا سمّاسی از خواجہ عزیزاں علی رامیتنی از خواجہ ابوالخیر فغنوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالخالق از خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی از خواجہ ابوعلی فارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قیشری از خواجہ ابوعلی وقاق از خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سیّد الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیرالمؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرۂ سہروردیہ

و نیز سیّد اجمل بھڑائچی را اجازت و خرقہ از سیّد علاالدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والدِ خود صدرالدین از والدِ خود شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاالدین ابوالنجیب سہروردی از شیخ وجیہہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبداللہ از شیخ احمد دنیوری از ممشاد علی دنیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولا و مرشدنا نصیرالدین مجاہد دہلوی و اوشاں را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از عبیداللہ احرار تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم باقی کیفیتِ سلاسل بہ تفصیل و تحقیق تمام در رسالۂ ضیاء القلوب نوشتہ شد از اں بگیرند۔

تمام شد

شجرۂ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم

تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے　　عرض کرنا شاہ یوں اوّل خدا کے واسطے

حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے　　اور سب اصحاب وآلِ مصطفےٰ کے واسطے

فضل کر ہم پر الٰہی مجتبےٰ کے واسطے

دربدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے　　آسرا تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے

رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے

اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول　　کیجیو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول

ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے

پاک کر ظلماتِ عصیاں سے الٰہی دل مرا　　کر منوّر نورِ عرفاں سے الٰہی دل مرا

حضرتِ نور محمّد پر ضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید　　اپنی تیغِ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید

حاجی عبدالرحیم اہلِ عزا کے واسطے

کردہ پیدا درد غم میرے دلِ افگار میں　　بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں

شیخ عبدالباری شہِ بے ریا کے واسطے

شرک عصیان وضلالت سے بچا کر اے کریم　　کر ہدایت مجھ کو اب راہِ صراط المستقیم

شاہِ عبدالہادیِ پیر ہدیٰ کے واسطے

دین ودنیا کی طلب عزت نہ سرداری　　اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت وخواری مجھے

شاہِ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے

دے مجھے عشق محمدؐ اور محمدیوں میں گن　　ہو محمدؐ ہی محمد وِردِ میرا رات دن

شہ محمدؐ اور محمدی القبا کے واسطے

حُبِ حق حُبِ الٰہی حُبِ مولا حُبِ رب　　الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب

شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے

گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادت سے بعید　　پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو تو سعید

بوسعید اسعدِ اہلِ ورا کے واسطے

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام

شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو با جاہ و جلال

شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے

حُبِّ دنیا دی سے کرکے پاک مجھ کو اے حبیب اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب

عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے مری اور منور چشم کر روئے محمدؐ سے مری

اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطا راہِ شریعت رائے احمدؐ سے مجھے اور دکھا نورِ حقیقت خوئے احمدؐ سے مجھے

شیخ احمد عارفِ صاحب عطا کے واسطے

کھول دے راہِ طریقت قلب پر یا حق مرے کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے

احمد عبد الحق شہ ملکِ بقا کے واسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال

شہ جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے

ہے مکدر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دیں کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں

شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار

شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے

دے ملاحت مجھ کو حق نمکینیٔ ایمان سے اور حلاوت بخش گنج شکر عرفان سے

شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے

بے ترے ہے نفس و شیطاں درپے امان و دین　　جلد ہو آ کر مرا یا رب مددگار و معین

شہ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے

یا الٰہی بخش ایسا بےخودی کا مجھ کو جام　　جس سے جز عشقِ نبیؐ مجھ کو نہ ہووے اور کام

خواجہ عثمانؓ با شرم و حیا کے واسطے

دُور کر مجھ سے غمِ موت و حیاتِ مستعار　　زندہ کر ذکرِ شریفِ حق سے اے پروردگار

شہ شریفِ زندنی با اتقیا کے واسطے

آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھڑکا دے ودود　　ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود

خواجہ مودودِ چشتی پارسا کے واسطے

رحم کر مجھ پر تو اب چاہِ ضلالت سے نکال　　بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یا رب ملک و مال

شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے

مست اور بےخود بنا بوئے محمدؐ سے مجھے　　محترم کر خواری کوئے محمد سے مجھے

بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے

صدقے احمدؐ کے یہ ہے امید تیری ذات سے　　کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے

احمد ابدال چشتی با سخا کے واسطے

حد سے گذرا رنجِ فرقت اب تو اے پروردگار　　کر میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار

شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے

شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر　　اپنے دردِ غم سے یا رب دل کو میرے شاد کر

خواجہ ممشاد علوی بو العلا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر　　بخش وہ نورِ بصیرت جس سے تو آوے نظر

بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب مجھے　　چشمِ گریاں سینہ بریاں کر عطا یا رب مجھے

شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کے واسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے　　　　بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے

شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے

راہزن میرے ہیں دو قزاق باگز گراں　　　　تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعان

شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے

کر مرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور　　　　دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سر بسر وحدت کا نور

خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے

کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن　　　　تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن

شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب　　　　کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب

ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے　　　　کر مشرف مجھ کو تو دیدار پُر انوار سے

سرورِ عالم محمد مصطفےٰ کے واسطے

آپڑا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہو ملول　　　　کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول

یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

ان بزرگوں کے طفیل یارب غرض ہر کار میں　　　　کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں

مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے

اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے　　　　کر دوئی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے

تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے

کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے　　　　کر ذرا اس ہوش سے بیہوش مستانہ مجھے

یا حق اپنے عاشقانِ باوفا کے واسطے

کشمکش سے نا امیدی کی ہوا ہوں میں تباہ　　　　دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ

یارب اپنے رحم واحسان وعطا کے واسطے

چرخِ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ الم　　　چار سُو ہے فوجِ غم کر جلد اب بحرِ کرم

کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں　　　پر ترے در کو تو اب چھوڑ کر جاؤں کہاں

کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے　　　اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے

ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب　　　نے عبادت نے زہد نے خواہشِ علم و ادب

دردِ دل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعماءِ دنیا بے شمار　　　کی عطا تو نے مجھے، پر اب تو اے پروردگار

بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ عالم میں الہٰی میں سعی بسیار کی　　　پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی

جان و دل لایا دلے تجھ پر فدا کے واسطے

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابلِ منظور ہے　　　پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دُور ہے

کُشتگانِ تیغ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا　　　کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا

اپنے لطف و رحمتِ بے انتہا کے واسطے

تمت

نصائحِ متفرقہ

منقول ست از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ که من دوازده کلمه از توریت اختیار کرده ام و هر روز سه نوبت دران تامل میکنم وآں این ست

کلمۂ اوّل:- حق جل وعلا می فرماید اے پسر آدم که البتہ نترسی از هیچ شیطان حاکمی مادام که سلطانی من باقی است۔

کلمۂ دوم:- اے پسر آدم نترسی از قوت روزی مادام که خزانۂ من پُریابی وخزانۂ من هرگز باقی است

کلمۂ سوم:- اے پسر آدم باید که در هرچه درمانی مرابخوانی که البتہ بیابی که اجابت کنندۂ همه بادنیکوکار آنم

کلمۂ چهارم:- اے پسر آدم بدرستی که من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش ومرا دوست دار۔

کلمۂ پنجم:- اے پسر آدم از مکر من ایمن مباش مادام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمۂ ششم:- اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک ونطفہ علقہ ومضغہ وعاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونہ عاجز شوم که دوگردۂ نان بتو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمۂ هفتم:- اے پسر آدم آفریدم همه اشیاء را برائے تو وترا آفریدم از جهت عبادت خود و تو خود را اندرائے چیزے کردی که برائے تو آفریده ام وخود را از من دُوری کنی جهت غیر من۔

کلمۂ هشتم:- اے پسر آدم همه چیز و همه کس مرا می خواهد از برائے نفس خود و من ترا می خوانم از جهت نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمۂ نهم:- اے پسر آدم تو خشم میگیری بر من جهت نفس خود وخشم نمی گیری بر نفس خود از جهت من۔

کلمۂ دهم:- اے فرزند آدم مراست بر تو فریضہ وتراست بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضۂ من و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمۂ یازدهم:- اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی و من فریضۂ فردا از تو نمی طلبم۔

کلمۂ دوازدهم:- اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزے که من ترا قسمت کرده ام و راحت افتادی و آسوده شوی در همه حال و دوست دارنده شدی واگر راضی نہ شوی بانچه ترا کرده ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند و چوں سگ بر درہا خوار گردی و تو نیابی مگر آنچه مقدر کرده ترا ام

جہاد اکبر

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی تو ہے وحدہٗ لاشریک
بنایا ہے تو نے ہر اک شے کو ٹھیک
عدم سے تو ہستی میں لایا ہمیں
یہاں آب و گل میں پھنسایا ہمیں
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
بچے نادان ہم تو نے دانا کیا
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور
ولے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور
عطا کر وہ بینائی ہم کو الٰہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

الٰہی الٰہی الٰہی الٰہ
میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
الٰہی میں عاجز ہوں بندہ ترا
گناہوں سے ہے حال بدتر مرا
الٰہی سراپا ہوا میں گناہ
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
الٰہی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
کہ غافل رہا جو رہِ وصل سے
خرد وہ کہ جو بندۂ یار ہو
بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
رہا میں سدا بحر غفلت میں غرق
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
الٰہی مری عمر دشمن نے لی
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
الٰہی نے کی گرچہ کوشش بڑی
ولے ساری تدبیر الٹی پڑی
الٰہی میں بھٹکا بہت در بدر
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
کروں جس سے جا التجا کون ہے
الٰہی نہ تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
الٰہی نہ جانی تیری قدر آہ
کری عمر لہو و لعب میں تباہ
ہے افسوس عمر جوانی چلی
جوانی تو کیا زندگانی چلی
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
الٰہی میں لائق ہوں اس کے مگر
الٰہی ہے کیا تیری رحمت کا جوش
کہ دیکھے گناہ اور ہو پردہ پوش
الٰہی میں پردۂ غفلت میں ہوں
الٰہی بہت اس سے خجلت میں ہوں
الٰہی ہر اک آن حاضر ہے تو
میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
بیاں کیا کروں اپنی شرمندگی
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
الٰہی گنہگار و شرمندہ ہوں
الٰہی بہت ہی برا بندہ ہوں
الٰہی خبر لے مری تو شتاب
ہوا حد سے زیادہ بس اب تو خراب

الٰہی ہوا ہوں سراپا خطا
ترے در پہ آخر سرافگندہ ہوں
نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ
الٰہی عجب تیری رحمت ہے آہ
کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
الٰہی ہے تیرے کرم سے امید
الٰہی تری ہے نظر عفو پر
ترے عفو کے آگے میرے گناہ
تو ہوں سنگ ریزے بھی رشک قمر
گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسماں
مرا عذر ہو اب الٰہی قبول
الٰہی ترے در پہ رکھا ہے سر
کرے میں گنہ جہل اور سہو سے
بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے
نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
کہاں جاوے اب بندہ تیرا ابتا
الٰہی کروں عرض پھر کس سے جا
ترے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
تو بس ہو چکا میں الٰہی تباہ
کیا میں جو لائق مرے کار تھے
کرم عفو بخشش ترا کام ہے
الٰہی بحق محمد رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا
ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
کرے میں گناہ آہ بے خوف و ڈر
عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ
کرم تیرا اگر دستگیری کرے
سیاہی کو میری کرے تو سفید
خس و خار سے تیرہ ہو بحر کب
شب تار جوں پیش خورشید و ماہ
کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا
برابر کہاں ہو سکے اے خدا
کہاں ظلمتِ شب کہاں آفتاب
مجھے خوار و رسوا نہ کر اور ملول
نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں
اور اس حرص نفسانی و لہو سے
گنہ میرے جانے ہے تو علم سے
الٰہی تو رکھیو مری شرم داں
بڈارے مجھے یا بلا دے مجھے
کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا ابتا
الٰہی برا یا بھلا ہوں تیرا
مرا ہے بتا کون تیرے سوا
بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
تو وہ کر جو تجھ کو سزاوار ہے
بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
دعا ہووے امداد کی اب قبول

ہوں گر نیک یا بد ترا بندہ ہوں
شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت
الٰہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
رہی وہ ہی رحمت کی مجھ پر نظر
ہیں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے
گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب
تو وہ خوار ہے تیری پڑے گر نظر
ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا
الٰہی کہاں جرم بخشش کہاں
کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب
بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
سوا تیری درگاہ والا کے میں
ولے تیری رحمت سے امید ہے
کرے پردہ پوشی سدا حلم سے
الٰہی ہمارا بد و نیک اب
الٰہی نہ چھوڑوں گا در کو ترے
نہ تو نے سنی گر مری التجا
سوا تیرے ہے کون تبلا مرا
نہ کی تو نے گر اب کرم کی نگاہ
الٰہی بتا پھر میں جاؤں کدھر
گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
تجھے عفو بخشش سزاوار ہے
الٰہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

الٰہی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح و غفار و رزاق ہے
الٰہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الٰہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
الٰہی یہ طالب تو مطلوب ہے
بحق محمدؐ شہِ دوسرا

الٰہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الٰہی تو رازق یہ مرزوق ہے
الٰہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
الٰہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الٰہی محب یہ تو محبوب ہے
الٰہی دعا ہو یہ اس کی قبول

الٰہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
الٰہی تری ذات رُتبے میں جلیل
الٰہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الٰہی تو راحم یہ مرحوم ہے
الٰہی تو ہی اس کا مقصود ہے
الٰہی تو کر اس کی حاجت روا
بحق صحاب اور آلِ رسولؐ

نعت شریف

محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا
اسی کا طفیل ہے یہاں جون ہے
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا
محمدؐ کی طاعت سے جا دلکا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی

محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
پڑے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمدؐ نے دی ہم کو اُن سے نجات
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ ور
محمدؐ کی الفت سے اور جاہ سے
ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ
ہر اک ہے ہدایت کا بدرِ کمال

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہِ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عدوؤں کو مات
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو سرکشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اُس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے کی اور جواب درجواب اس کے

سنو دوستو گوشِ دل سے ذرا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا

سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
رہو تم خبردار دونوں کے اب

کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
رہوگے بچے نفس و شیطان سے
مجھے آگیا جو خیال ایک رات
سدا کوس رحلت بجاتی ہے عمر
نہ سویا شب اس فکر میں ایک دم
شش و پنج کرتا رہا تا سحر
کہا نفس کو آخر شب میں نے رات
کہ آیا تھا یاں کس لیے اے لعین
بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا
محبت کا جامہ پنھایا مجھے
کہا میں کہ اے نفس بد زشت خو
تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
جو ایمان و اُلفت میں صادق ہے تو
نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
کروں میں گناہ پھر توبہ کروں
دغا کی ہو توبہ سے کیا فائدہ
تو اس جہل اور مکر ہی سے نکل
میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
کہا میں وہ ہے حجتِ بے فروغ
کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا
مت اس پر تو اتنا اب اصرار کر
تو وہ جہل سے بھاگ گئے بے گفتگو

نہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
رہا رات بھر اس میں چشم نم

کروگے گر اُس پر عمل جان سے
کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں
کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
کہ کی دولتِ عمر برباد کیوں
اسی میں گئی رات ساری گذر

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو

کہ کیا ہوگیا تجھ کو اے بدصفات
کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
کیا حق نے پیدا تجھے جس لیے
مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
یہی آدم آئینہ اُس کا ہُوا
بس ایمان اُس پر رکھوں ہوں مدام
ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے تو
کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
وہیں پل میں مقبول ہوگا ہوں
گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
طریق شریعت پہ چل اے دغل
کہا حق نے تجھ کو ظلوماً جہول
مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
نہ مغرور ہو کام کا کار کر
نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں

خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
کدھر جائے ہے کس پہ شیدا ہوا
تجھے جس لیے حق نے پیدا کیا
نہیں کرتا وہ کام تو کس لیے

جواب دینا نفس کا

یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
ہے توحید سے اس کی دل شاد کام
بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
کہاں ہے وہ تجھ میں جو دے نشاں
کرے ہے کب عاشق خلافِ حبیب
گنہ میرے سب بخشدے گا ضرور
کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
نصیحت سے تیری ہو اب کیا حصول
ظلوماً جہول حق نے تجھ کو کہا
کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
کسی کو اگر کہیئے جاہل ہے تو
پڑھوں کس طرح علم کا اہل ہوں میں

گدھے کے جو چابک لگے خوب چست
تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست
اور ہووے اگر اسپ نیک نہاد
اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد
یہ سُن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا
گویا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا
جو اس باب سے اُس کو دیکھا خموش
میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش
اب ایک اور چابک لگا جلد تر
کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر
کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست
تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست
وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا
کری حق نے مجھ تجھ سے پہلے نوشت
نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت
لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے
نہیں مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا
تو جاہے سو کر اب بُرا یا بھلا
کرے گرچہ شیطاں کی جو تو سجود
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود
کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
یہ مکر و فریب اور لایا نیا
نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حیلہ گر
اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر
عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں
مقدر کا ہووے عمل ہی نشاں
عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا
خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
ہوا دور رحمت سے وہ بر ملا
عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
رضا کا نشاں ڈھونڈ گمرہ نہ ہو
کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور
کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور
کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل
رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار
ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار
ہے تف تیری عقل اور فہمید پر
خیالِ عبث پر جو باندھے کمر
کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
کرا ابلیس و بلعم کے اوپر قیاس
اسی سے مرے دل میں ہیں سو ہراس
اگر عمر ساری عبادت کرے
جو آوے قضا بد شقاوت کرے
مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط
اسی کفر سے عقل ہے میری خبط
کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر
ہوا عمر میں اُن سے جو اک قصور
کہا حق نے درگاہ سے اُن کو دور
نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ
کیا اک گنہ سے انھیں یوں تباہ
سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان
کرے ایسے بندوں کو جو بے نشاں
ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب
کروڑوں مسلمان طاعت کریں
ہوئے حق کے مقبول اور کاملیں
بہت عابد و زاہد و متقی
ہوئے نیک اعمال سے جنتی
نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر
گیا تو دو عابد کے نقصان پر
پکڑ کے دو ملعون کی تو سند
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
کرے تو گناہ اور چاہے نجات
عجب ہے حمق تیرا اے بدصفات
ہزاروں کرے جرم شام و سحر
سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر
اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان

نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بیشک ہے رب الرؤف الرحیم
گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر
کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں
کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں
اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ
ہے تو اک طرف اپنے آرام کو
گناہوں پہ کرنا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں
خدا کے لئے مت پڑا اندر خلل
یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑیں گے رنج
کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا
ہوں عفو و کرم اس کا پہچان تا
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں
وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشے گناہ
بلاشک وہ ایسا ہی غفار ہے
برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں
جو ہو ایسا سُن ارحم الراحمیں
نکو دوست عافی ہے اور نیک ذات
جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم

ترے آگے درندہ ہو شیر گر
غفور اور حلیم اور نکوکار ہے
گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا
وہ غفار ہے بخش دے گا مگر
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم
جمال اور جلال اس کی ہیں دونوں شان
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھا ولے اس کے انجام کو
کرے ہے گناہ آہ بے خوف و ڈر
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں
کر اچھے عمل یار شام و پگاہ
کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے
تری خود ہے اس میں سراسر خطا
گنہ میرے گرچہ ہیں کوہ گراں
وہ اللہ ہے اکرم الاکرمیں
کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ
کریم اور رحیم اور ستار ہے
ولے حیف ہے ایسے غفار کو
وہ آزردہ کرنے کے قابل نہیں
وفادار سمجھے کرے پھر گناہ
وہ لائق عبادت کے ہے اے لئیم
وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو

نہ بھاگے تو دے جان اسکو مقر
ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم
پر اس سے ہے سو درجہ رحمت سوا
کہاں میں تو نازاں نہ ہوا اے لعیں
ولیکن ہے قہار بھی اے لئیم
کرے سہو و غفلت سے گر تو گناہ
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو
نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
ذرا کر کے توبہ کر اچھے عمل
اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج
بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے
میں نیک عادت اس کی گو ہوں جانتا
ولے اُس کی بخشش ہے جوں آسماں
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ
ولے ایسے باطل ارادہ سے بچ
گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں
کیا تو نے آزردہ اے زشت خو
جو جانے ہے تو حق ہے نیکو صفات
خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ
کرے ذات ایسی کو آزردہ جو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اس سے

جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی
گیا آخرش میں طرف روح کی
کری عرض جا کر کہ اے نیک بخت
تجھے ملک تن کا ملا تاج و تخت
خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو
پہنچ بہر حق میری فریاد کو
کہا تنگ ہے اس شقی نے مجھے
پکڑ جلد اور مار گردن اسے
کہا یہ کمینہ کہاں میں کہاں
مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان
کہا ہیں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو
کہ لیوے یہ باغی ترے ملک کو
رعیت سے محصول لیوے بزور
زمین بدن میں پڑے شر و شور
کرے ہفت اقلیم تن میں مرے
تصرف تسلط بہت ظلم سے
اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ
رعیت کو کر دے گا دم میں تباہ
یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر
کرے قتل یا رکھے اُن کو اسیر
ترے سب امیروں کو بہکا کے وہ
کرے ملک تن میں عمل آ کے وہ
رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے
دکھا دے بہت سی وہ ذلت تجھے
تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا
یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا
تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر
ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
وزیر خرد کو بلا کر کہیں
کرو ایسی تدبیر اے شاہ دیں
کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد
رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد
مری عجز و زاری کو سُن کر بہوش
شہ روح کو آ گیا ووں ہی جوش
بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ
کہا میں مٹاتا ہوں میں اُس کا راگ
کیا حکم تا جلد آوے وزیر
کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر
یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا
سب آداب شاہانہ لایا بجا
مرا حال سن اور افسوس کر
وزیر خرد بھی ہوا چشم تر
یہ سلطان روح سے کہا اُس نے جا
کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا
کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم
رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
یہ ہو حکم آویں امیران فوج
کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج
کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ
غرور اس لعیں کا وہیں جائے ٹوٹ
جو ہو جائے عاجز تو پھر یوں کریں
رکھیں شرع کی بند زنجیر میں

خبر کرنی جاسوس وسواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہتا ہے نفس کو

تھے اس میں کہ جاسوس وسواس نام
کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدام
سنی چھپ کے جو یہ حکایت تمام
کری نفس سے جا شکایت تمام
کہا کیا تو سووے کہ سلطان روح
شہ ملک دل وہ مہ پر فتوح
کرے تری ہے قتل کے واسطے
تمام اپنے لشکر کو آراستے
کوئی دم میں لیوے گا تجھ کو پکڑ
شہ لعنت کی زنجیر میں لے جکڑ
یہ سُن کر خبر نفس نے رو دیا
اسی فکر میں جان کو کھو دیا

کہا ہائے تدبیر اب کیا کروں
کہ تا اُس کے صدمہ سے بچتا رہوں
کروں اس طرح میں بھی سامان جنگ
عدم کا ہیں رستہ بتاؤں اُسے
سنو رہزنی کا ہے میرا شعار
کہیں چھوڑ رکھتا ہے اس کو جو یوں
مچاؤں فساد ایسا اور شر و شر
تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ
کہ سلطان روح کی بڑی شان ہے
کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر
یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب
ہماری ہو مشکل سب آسان کا
ہو آسان سب تیرے اقبال سے
کروں حرص کی قید میں اس کو بند
دہی بخشی ملک کافی ہے بس
سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے
جو تھے ملک تن کے نگہبان چند

کہ تا ہاتھ سے اس کے جیتا رہوں
کروں میں بھی اب اس سے لڑنے کا فکر
جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے دنگ
بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں
فساد اور فتنہ مرا کار و بار
جو اس وقت اپنے پر آجاؤں میں
کروں ملک کو اس کے زیر و زبر
یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام
نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے
بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح
بجالایا آداب شاہانہ سب
یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے
پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے
امیر ہے تری فوج میں حرص نام
خرابی کو اُس کے وہ وافی ہے بس
شہ نفس نے دیکے خلعت اسے
کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند
لئے ساتھ غصہ کی فوج گراں

ولیکن بمقدور کوشش کروں
عدوؤں سے اپنے جھگڑنے کا فکر
جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے
میں روز ازل سے ہوں قابض یہاں
غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں
تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں
کیا ہے اگر اس نے سامان جنگ
پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام
جو شیطان سنگھ ہے قدیمی وزیر
کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح
کہا لطف سے تیرے اے نامدار
کہ جس سے تو ایسا دل افگار ہے
ترے پاس لاکر کے اے ارجمند
کرے کام سلطان روح کا تمام
میں بھیجوں اُسے تا تباہی کرے
روانہ کیا ملک کو روح کے
وہ چشم سے آگیا ناگہاں

خبر ہونی وزیر عقل کو اس معرکہ سے اور بھیجنا امیر قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیر خرد نے سنا یہ جو حال
گیا روح کے پاس با احترام
کہا شہ نے لشکر سے وہ چھانٹ لیں

ہوا فکر کا اُس کے اُس کو خیال
کہاں حال حرص اور غصہ کا سب
کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں

امیروں کے لشکر کو لے کر تمام
کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب
کہا عقل نے اے شہ نامدار

مقابل ہیں ان کے پئے کار زار
اگر فوج غصہ کی ہے اُس کے سنگ
کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ
امیرِ قناعت کو تو بھیجدو
کرے لشکر حلم جا اُس کو تنگ
جو ہونے لگی دونوں جانب سے جنگ
کرے حرص کو دم میں ناپید جو
کرو مستعد ایسی جنگی سپاہ
ہوا حرص و غصہ پہ میدان تنگ

امیرِ قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیرِ عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر
کہ ان دو سے ہوگا نہ یہ فتنہ رد
ہے تجویز شہوت کی جاوئے سپاہ
کرو اس کے ہمراہ تم بے قصور
کرے عقل کو جا کے زیر و زبر
تو ہو روح کا ملک سارا تباہ
تب دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر
وہ اب جا ہئے بھیجنی فوج سخت
کرے عقل کے ملک کو جا تباہ
لگا بے حیائی کے ہتھیار سب
ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر
کہا لائی دیکر کے خلعت اسے
کہا نفس سے اُن کی ہووے مدد
کہ ہو جائے شہ روح سے تاج و تخت
جمع کرکے سب فوج فسق و فجور
چلے شہوتِ سنگھ بہر حرب
جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ
روانہ کریں جنگ کو روح کے

بھیجنا وزیرِ عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہنزورشہ روح کو
کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیجدو
سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لے
کرو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل
غرض آکے میداں میں قائم ہوئے
نہ زمیں آسماں رہ گئے دیکھ دنگ
خبر پہونچی اس حال کی یار جو
ہو فوج صلاحیت اس کی مدد
خبر جا کے اہل شقاوت کی لے
شہِ روح کا حکم پھر اُن کو ہو
لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے
کبھی یہ تھے غالب وہ غالب تھے گاہ
کہا خاص اُس بخشیٔ ملک کو
کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد
حیا جنگ اُس کا جو ہے اک وکیل
کریں لشکر نفس کو قتل جو
لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ
لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیا لا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
سیہ کار شیطان مکار کو
کری تو نے سستی جو اے روسیاہ
شہ روح کو جس سے کرلیں اسیر
جوان میں سے ہوں سخت تر بید رنگ
پکڑ کرکے لاوے مرے پاس جو
عزازیل بولا کہ اس جنگ میں
ہیں ہوں اور ہو لشکر بے شمار
ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
لیا نیزۂ مکر بھی اپنے ہاتھ

وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی
کہا تجھ پہ لعنت ہو اے سست کار
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب
شہ روح سے وہ کریں جاکے جنگ
ہیں دے کر بہت خلعت و مال وزر
کروں گا نہ ہرگز قصور اب کے میں
تو پھر دیکھنا اس صف جنگ کو
کروں قتل یا قید دیکھو تو میں
لی گردن میں تلوار غفلت کی ڈال
ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ
چلا مستعد ہو پئے کارزار

بلایا وزیر نبہ کار کو
کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار
کراب ایسی تدبیر تو اے وزیر
پھر اُن میں سے لے چھانٹ اہل حرب
وزیر خرد اور شہ روح کو
بٹھاؤں برابر اسے تخت پر
اگر ہوشہ نفس بھی خود سوار
کروں پانی میں اُس دل سنگ کو
یہ سُن کر شہ نفس خوش ہو کے یار
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سُنی
لئے خنجر و تیغ و تیر و تفنگ
نکل آوے سب لشکر دین دراد
وزیر اس کا شیطان ہے راہزن
کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو
لڑائی کا تم بھی کرد اہتمام
وزیر خرد نے زمین چوم کر

کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
وزیر خرد کو بلا جلد نر
زمین جسد سے اکھاڑے فساد
کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر
کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کیا عرض یہ اے شہ والا قدر

اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ
کہا کھول دے سب خزانوں کے در
ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن
جہنم میں داخل کرو سر بسر
جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
سیہ کار شیطان مکار کو
کری تو نے سستی جو اے روسیاہ
شہِ روح کو جس سے کرلیں اسیر
جوان ہیں سے ہوں سخت تر بیدرنگ
پکڑ کر کے لادے مرے پاس جو
عزازیل بولا کہ اس جنگ ہیں
ہیں ہوں اور ہو لشکرِ بے شمار
ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو ہیں
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
لیا نیزۂ کمرہی اپنے ہاتھ

وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی
کہا تجھ پہ لعنت ہوا ئے سست کار
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب
شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ
ہیں دے کر بہت خلعت و مال و زر
کروں گا نہ ہرگز قصور اب کے میں
تو پھر دیکھنا اس صفِ جنگ کو
کروں قتل یا قید دیکھو تو ہیں
لی گردن ہیں تلوار غفلت کی ڈال
ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ
چلا مستعد ہو پئے کارزار

بلایا وزیرِ تنبہ کار کو
کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار
کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر
پھر اُن ہیں سے لے چھانٹ اہلِ حرب
وزیرِ خرد اور شہ روح کو
بٹھاؤں برابر اسے تخت پر
اگر ہو شہ نفس بھی خود سوار
کروں پانی ہیں اُس دلِ سنگ کو
یہ سُن کر شہِ نفس خوش ہو کے یار
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار

اگاہ ہونا سلطانِ روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطانِ روح نے خبر یہ سُنی
لئے خنجر و تیغ و تبر و تفنگ
نکل آوے سب لشکرِ دین و داد
وزیر اس کا شیطان ہے راہزن
کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو
لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام
وزیرِ خرد نے زمین چوم کر

کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
وزیرِ خرد کو بلا جلد تر
زمینِ جسد سے اکھاڑے فساد
کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر
کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کیا عرض یہ اے شہِ والا قدر

اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ
کہا کھول دے سب خزانوں کے در
ہے تکلیف ہیں نفس سے ملک تن
جہنم ہیں داخل کرو سر بسر
جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل
کہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے
رہو دل سے مصروف اسلام پر
کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین
بہم ہو کے جا کر لڑو اس قدر
پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو
مدد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل
رکھو اس کو شامل لڑائی میں تم
کرو جی فدا اپنا اس کام پر
مٹا کر کے کفر اور بدعات کو
کہ ہو نفس کا کار زیر و زبر
مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ
صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے
کہ ہو دشمن شوم تا یاں سے گم
کرو ایسی ہمت کہ ہو زیب دیں
شریعت کی ظاہر کرو بات کو
نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو
شریعت کی زنجیر ہیں یوں جکڑ
رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام
میں دوڑاؤں جس طرف چاہوں مدام

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول امل سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا
کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر
وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ
کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر
ہے لشکر میں اس کے وزیرِ خرد
کہ جو کاٹ سر اس کا لا دے مجھے
خرد اپنے قابو میں ہووے اگر
کروں قید دونوں کو میں بے محن
وہ دیں کیسے وعدہ بہت خوب تر
کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور
تو شیطاں کے جا پاس سر کو دھنا
شہِ روح نے یہ کیا اہتمام
کہ تا دشمنوں کا کرے کار تنگ
یہ شیطاں نے سُن کو دلاسا دیا
میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد
نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے
تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر
میں بھیجوں ہے طول امل جس کا نام
کرے پیر کا کام زیر و زبر
چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے
کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر
کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام
شہِ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر
کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا
مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے
ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے
وزیر خرد اور دیوان تن
کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام
کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور
کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے
ہوا رخصت اس سے جو طول امل + پڑے پیر کے کام میں تا خلل

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طول امل کے شر سے

جو رخصت ہو طولِ امل سنگھ چلا
تو جاسوس دیں نے سنا بر ملا
ہیں جاسوس دیں مفتیان یقین
خبر دی یہ جاکر کہ اے شاہ دین
کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے
اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے
خبر رکھیو اس کی تم ہر حال میں
عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں
وزیر اور دیوان تن کو مگر
نہ پہنچاوے صدمہ کوئی حیلہ گر
نہ دیکر کے زہر اُن کو مارے کہیں
پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین
ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر
کہ طول امل نام ہے اُس سے ڈر
ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی
کرے غم الم داں جہاں ہو خوشی
ہے دشمن وزیر اور دیوان کا
نگہبان رہیو تم اُن سے سدا
شہِ روح نے جب یہ قصہ سنا
تو اس بات کی فکر میں وہ لگا
کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور
کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دُور
تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد
بلا کر کہا اُس کو اے خوش نہاد
رکھو تم نگہبانی ہر آن کی
وزیرِ خرد اور دیوان کی
رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم
کرو اس سوا اور نہ کچھ بات تم
کیا حکم تا چار شخص پاسباں
نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں
رہے ایک یادِ نزع جنگ خاں
اور ہو دوسرا یادِ مرگ اے جواں
رہے تیرا یادِ تنگئِ گور
خرد پیر کے ہوں نگہبان بفور
ہے چوتھی رہے یادِ روزِ قیام
یہی چار کافی ہیں در انتظام
نزع موت اور قبر اور روزِ حشر
رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر
یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار
نہ طول امل کا ہو اُس پر گذار
رہیں جو کہ یہ چار جس کے حضور
رہے اس سے طولِ امل دُور دُور
غرض آیا چھپ کر کے طولِ امل
کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل
بہت گرد راہ حسد سے پھرا
کہ تا عقل کو زہر دے بر ملا
جو چاروں طرف تھے نگہبان چار
عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گذار
طرف پیر کے پھر گیا عزم کر
کہ تا لے حسد سے کچھ اس کی خبر
ولیکن جو وہ عقل کے پاس تھا
عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا
وہی پاسباں چار اُس کو نگاہ
عدووں سے رکھنے تھے شام و پگاہ

ناامید ہو کے پھرنا طول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور ریا سنگھ اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض ناامید ہو کے طولِ امل
گیا پاس شیطان کے بے خلل
کہا گرچہ میں خوب کوشش کری

چھری میری لیکن نہ خون میں بھری
کئے سیکڑوں حیلے اور داؤ میں
نہ آیا مرے کوئی پر داؤ میں
ہیں کیں گرچہ چھپ چھپ کے تدبیر دس
ولے میراں پر چلا کچھ نہ بس
نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ
کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ
نہیں مار سکتے انھیں چھپ کے پر
لو میدان میں چل کے اُن کی خبر
میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا
ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا
نہ رکھ مجھ سے امیدؔ کچھ اب مگر
تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر
جمع کرکے سب فوج و لشکر سپاہ
کرو جا کے روح و خرد کو تباہ
جو یہ بات شیطان سنگھ نے سُنی
گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی
حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ
یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ
کہ بے رنج اور جان بازی کے اب
ہماری بھلا جاں بری ہووے کب
جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل
مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل
گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں
جدھر چاہے دوڑائے ہم کو زبوں
رہے ملک تن میں وہ نت کامراں
مرا اور ترا کچھ نہ ہوئے نشاں
یہ سن کر خبر نفس رونے لگا
غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا
کیا نفس باغی نے پھر انتظام
بلائے مددگار اپنے تمام
کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں
لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں
اکھٹے ہوں میداں میں اہل حرب
لڑائی کا سامان ہو جمع سب
حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں
ریا سنگھ اور عجب خاں پہلواں
غرور اور طمع اور فضولِ کلام
ہوئے جمع میداں میں آکر تمام
ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو
لڑائی میں شیطان کے ساتھ رہو
لڑائی کو تیار سارے رہو
بنو چست و کاہل نہ پائے رہو
نکل کر کے شیطاں وزیر عدو
ہوا آ کے میدان میں جنگ جو
حسد بخل قائم کئے اک طرف
ریا کو کہا کر عمل کو تلف
کہا عجب کو مستعد یاں رہو
رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو
رہے روح کے جب نہ حسنِ عمل
تو پھر ملک میں اس کے ڈالو خلل
یہی چارا میر اب کریں جا کے جنگ + خرد پر ہر اک سُو سے برساویں سنگ

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے اور نصیحت اولیاء کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیرِ خرد نے سُنی یہ خبر
کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر
جمع ہو کے سب دشمنانِ وغل

لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل
غرض سوچ کر اس نے بالاہتمام
کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
امیروں سے اپنے کیئے انتخاب
یہی چار سردار والا جناب
امیر سخا کو کہا اے جواں
بخل سنگھ کی لے تو خبر اس زماں
سخاوت سے ہو تو حبیب خدا
اور ہو بخل سے رنج میں مبتلا
نصیحت کہ ہے خصلتِ اولیا
حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا
نصیحت سے مردوں کی ہو فتحیاب
اور ہو خان وہاں سب حسد سے خراب
ریا سنگھ مردود کے قتل کو
جواں صدق اخلاص تیار ہو
ریا سے تو ہو خوار اور مستمند
کرے صدق واخلاص درجہ بلند
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ
کرے جا کے خوف و رجائے آگہ
اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے
تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
اگر ہووے خوفِ خدائی تجھے
تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے
سمجھ لے کہ حق سے ہیں یہ کام سب
جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب
خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں
جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں
تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو
عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
خدا نے دی توفیقِ طاعت تجھے
ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے
نہ کر کارِ حق کو قیاس آپ پر
خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر
غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ
چلے دونوں جانب سے تیر وتفنگ
شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
ندی نالے خوں کے بہانے لگے
شجاعانِ دیں جب ہوئے جنگجو
پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو
ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں
لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں
یہاں تک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوئے
کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتہ ہوئے
غرض غالب آیا وزیر خرد
ہوئے دونوں مغلوب بغض وحسد
جو اک لشکر دیں نے حملہ کیا
گئے بھاگ یک لخت بغض ور یا
کیا زور جب لشکر پاک نے
لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
کیا جب کہ مردانِ دیں نے ہجوم
گیا بھاگ سب لشکر نفس شوم
لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ
دیا کفر و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام
نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام
جو دیکھا یہ شیطان ملعوں نے حال
لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال

چھپائی گو اُس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا دربدر

خبر ہوتی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہراول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا
تو سن کر کے حسرت سے سر کو دھنا
کہا لاؤ دستور ہے نور کو

کہ تا دوں سزا خوب اس زور کو
غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست
کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست
کیا کار کیا تو نے اے رو سیاہ
کیا فوج ساری کو تو نے تباہ
نہ تجھ سے ہوا کام کوئی درست
ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست
اگر ہے یہی سستی اے سست رائے
میں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے
تجھے چھوڑ اس کی اطاعت کروں
میں اب حکم میں اس کے ہر دم رہوں
شہ روح سے شاہ والا جناب
کہ جس کی اطاعت سے ہے فتحیاب
یہ سن بولا شیطاں وزیر لعیں
میں لڑنے اے شاہ عاجز نہیں
مرے پاس حاضر ہیں سردار اور
بہت ان کو آتے ہیں لڑنے کے طور
شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں
مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں
نہ کھا غم نہ ہو جا کے اس کا مطیع
کروں لا کے اس کو ہی تیرا مطیع
شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے
اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے
کروں لشکر عقل و روح کو تمام
ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام
زمیں چوم کر الغرض عرض کی
عدو پر مجھے حکم ہو اس گھڑی
کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب
میں دوں عقل اور روح کو جا ادب
غرض پھر آیا بمیدان جنگ
کرے تا خر روح پر عرصہ تنگ
ہراول طمع کو بلا کر کہا
سواروں کو اپنے تو جا جلد لا
کہ کر سارے لشکر کے آگے جدال
طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال
طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور
طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور
کیا پیچھے قائم غرور لعیں
کہ دشمن ادھر سے نہ آ جا کہیں
طرف داہنے ہو لشکر حب جاہ
اور ہو حب دنیا کی بائیں سپاہ
فضول کلام اب مدد کو رہے
جدھر چاہئے جا ادھر دوڑ کے
جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست
ادھر جلد جا وے وہیں کر کے جست
غرض اس طرح سے کیا بندوبست ⁂ شہ روح کو تا کہ دیوے شکست

بھیجنا وزیر عقل کا امیر توکل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زہد و تقویٰ کو حب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیر خرد سن کے یہ بے ہراس
گیا مصلحت کو شہ روح کے پاس
کہ جنگ عظیم آیا ہے پیش اب
عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب
شہ نفس نے فوج سے چھانٹ کر
لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور
کہ جو جو تھے اس کے چھٹے پہلواں
وہ آئے ہیں لیکر کے فوج گراں
کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا
کہو جلد تم اب ہے تاخیر کیا
بجا لا کے آداب بولا وزیر
یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر
کہ لو لشکر خاص سے چھانٹ اب
شجاع اور دلیر اور اہل حرب
علیحدہ کروں ان میں جو مرد ہوں

شجاعت کے احکام میں فرد ہوں
کرو مستعد جنگ کو بے دلیل
امیروں سے اپنے تو کر انتخاب
امیرِ توکل سپہدار کو
کرے دفع پیچھے سے فوج غرور
طرف دہنے جاوے امیر کبیر
کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام
امیرِ خموشی کو قائم کرو
سوا آکے میداں میں پھر ازدحام
امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے
لڑائی تھی مردوں کو سیرِ چمن
قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ

نکال اپنے لشکر سے تم پہلوان
نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ڈھیل
کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو
طمع کے مقابل میں آگے کرو
طرف بائیں جا زہد و تقویٰ کی فوج
کرے جا کے جو حبِّ جاہ کو اسیر
فضولِ کلام اس طرف ہے اگر
سخن بیہودہ کو کرے قتل جو
لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام
لگے کرنے میداں میں جان کو نثار
گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن
ہوا حملہ جب لشکرِ دین کا

مقابل کرو ایک کے اک جوان
کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب
ہراول کو جو سخت مضبوط ہو
امیرِ خضوع کو ہو حکم حضور
کہ تا دے مٹا حبِّ دنیا کی کھوج
کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام
ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر
ملے جس جگہ پر فضولِ کلام
جواناں شجاعت دکھانے لگے
سمجھتے تھے زخموں کو باغ و بہار
نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ
گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا

گئی بھاگ فوج عدو اس زماں + لبوں پر ہوئی اس کے دشمن کی جان

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا

شہِ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا
سپر تیغ و زر مال بے انتہا
ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر
کہ فوجِ خرد کو کرے تا کہ زیر
ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ
تکبر کو لایا تواضع پکڑ
کہا لشکر اسلام یکبارگی
کریں جیسا چاہیں پھر ہم انتظام

وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا
کہا اب تو امداد کرنی ضرور
مرے حکم کی اب اطاعت تو کر
ادھر لشکرِ روح سے با سپاہ
تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ
خرد نے جو دیکھا کہ کارِ عدو
کرے حملہ جس سے ہو آوارگی
غرض کر کے ہر طرف سے ازدحام

بلا بخشی کبر کو بھیج دیا
تو خود جا کہ لشکر میں آیا فتور
تکبر اٹھا جیسے غراتا شیر
امیرِ تواضع ہوا جنگ خواہ
کمند ایک گردن میں ڈال اور جکڑ
ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو
کہ تا ہووے آوارہ دشمن تمام
مٹانے لگے نفس و شیطاں کا نام

کیا حملہ ہر طرف سے آن کر برسنے لگے اُن پہ تیر و تبر چھری گرز و شمشیر تیر و کماں
تبر خنجر و نیزۂ و ہم سناں برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف عدو کا لگا ہونے لشکر تلف
ہوئے قتل سردار لشکر فرار عزازیل بھی بھاگا ہو بے قرار پکڑ لائے نفس تبہ کار کو
سیہ بخت و مکّار و غدّار کو گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال بنا کر کے اس کا بہت زشت حال
شہِ روح کے لاکے آگے کیا کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا یہ حاضر ہے جو چاہیے کیجئے
کریں قتل یا قید میں دیجئے بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے یار نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار
بدی کی بنا کر کے صورت بھلی دکھا دے اگرچہ یہ نفس دنی نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو
چلا جا طریقِ شریعت پہ تو یہ بکرِ شیاطین نہ آوے بکار ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیر عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا شہِ روح کے پاس جکڑا ہوا شہِ روح جا کر کے پیشِ خدا
لگا سجدۂ شکر کرنے ادا خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا کہ یہ دشمنِ بد پشیماں ہوا
ہوا قید نفس اور لشکر تمام ہے شکر خدا کی فتح ہم کو عام وزیرِ خرد نفس کو زیر کر
ہوا ملک میں تن کے فرخندہ فر ہوا شرع کے حکم کا خوب زور گیا کفر اور فسق کا شر و شور
وزیرِ خرد کر کے مردوں کا کام شہِ روح کے یاں ہوا نیک نام غرض نفس کو جب کہ آگے کیا
تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا کہ حاضر ہو جلّاد تقویٰ شتاب کرے قتل اس بد کو باصد عذاب
وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں فساد اور فتنہ کا ہے گا نشاں رہا زندہ گر یہ تو پھر وقت پا
کرے گا فساد اور فتنہ بپا تو پھر دفع کرنا ہوا اس کا محال ہے بہتر کہ دو مار کر یاں سے ٹال
وزیرِ خرد نے بجا کر ادب کیا عرض اے شاہ والا حسب ہے قرآں میں فرما دیا جا بجا
خدا عفو کے حکم کو بر ملا نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے
کرو اب معاف اس کی تقصیر کو مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند
رہے حکم کے طوق میں روز چند رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا سفر کے لئے اپنا خادم بنا
جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے

کہ تا حکم میں تیرے ہر دم رہے
کرے پہلے اس پر عطا شہر یار
دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
زبیر جنگ اور بندگی بیگ کی
ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز
ترے حق میں جو وعدۂ وصل تھا
کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
رہِ حق میں ہو چست تو اے غبی
نہ ہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر
وزیرِ خرد سے کہ اے خوش ادا
عزازیل نے مجھ کو پر کھو دیا
وہیں اُس نے آ مجھ کو گمرہ کیا
ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع
کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب
جو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام
تو ملکِ جگر میں کروں میں نزول
جو روحِ طبیعی ہو تابع مرے
کروں جا کے واں اپنا میں انتظام
کہا عقل نے نابکار دروغ
رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ
بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا
پکڑ کر قلعہ پھر بغاوت کرے

جو مارے اُسے نیر النقصان ہے
تو پھر پشت پر اُس کے ہووے سوار
ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر
ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
کہا عقل نے نفس سے اے عمو
گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
تو کر سانجھ ہو کر کے اب شاہ کی
چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی
شہِ روح دے تجھ کو تکلیف سخت
ہوا قبر میں روح کے ناگزیر
ہوں روزِ ازل سے میں شہ کا غلام
مرے کام سیدھے کو الٹا کیا
اُسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں
ولیکن کروں تجھ کو اپنا شفیع
مجھے ملک سے شاہ کے با فراغ
رہوں شہ کی خدمت میں مثلِ غلام
کہ روحِ طبیعی کا ہے وہ مکان
تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ
سخن کو نہیں تیرے ہرگز فروغ
کہا نفس نے اے وزیرِ خرد
جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر
امیری اُسے دی ہے پھر اب بھلا
ہے بہتر کہ رکھیں سدا قید ہم

وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے
غرض اس کی تقصیر کر کے معاف
گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
لگا رہنے زنداں میں با درد و سوز
پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رو
بس اب توبہ کر اور ہو شہ کے ساتھ
عبادات و طاعات اللہ کی
دگرنہ ہمیشہ رہے گا تو قید
ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت
تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا
مخالف ہوں گر شہ کا کافر ہوں میں
کہ سلطان دے مجھ کو کچھ ملک اب
ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
اگر یہ شہنشہ نہ رکھے قبول
مجھے حکم رہنے کا ہووے وہاں
مجھے شاہ ان دو سے دے اک مقام
یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
مقید ہے تس پر بھی اندر دماغ
تجھے اس سے کیا جو کرے ردّ و کد
وزیرِ خرد نے کیا عرض جا
کدھر ہے تری عقل اب اے وزیر
کہ تا ملک میں جا شرارت کرے
اسے پانی اور دانہ دیں بیش و کم

ضرورت کبو وقت اس سے لیں خوب کام
جدہر چاہوں دوڑاؤں میں اُسکو سخت
نہ یہ مکر بھی نفس کا جب چلا
قبولا بدل راہ حج و زکوٰۃ
ولے وقت بے وقت پاکر کے راہ
توکرتا شرارت کچھ اس وقت پر
کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہیں اُس کو شرع میں اصغر جہاد
میں تفصیل اور شرح اس کی تمام
نبیؐ نے کہا اس کو اک حرف میں
یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کردیا
چلا جاوئے جنّت میں تابے خلل
رہے تیرا دشمن تری گھات میں
تو رکھ اپنے لشکر کو آراستہ
کہ جو شاہ لڑنے میں کامل ہے ہوباز
کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر
لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی
خبردار دونوں کے رہ حال سے
جو غفلت میں تیر گئی عمر سب
ذرا اس خوابِ غفلت سے ایجاں شتاب
کرو ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد
مٹا دل سے تو خوابِ غفلت کا حرف
رہے موت ہردم تری گھات میں
اس عالم سے آخر گذرنا تجھے

سفر اور حضر میں رہے پھر غلام
وہ ملکوت و جبروت اور لات میں
تو ناچار یادِ حق کی کرنے لگا
غرض قیدیوں کی طرح سے سدا
طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
کہ ہے گا جہادِ اکبر اس سے مراد
یہاں سے نبیؐ نے رجعنا[1] کہا
بیاں کی ہے کر غور اے نیک نام
کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو
نہاں راز کو اب عیاں کردیا
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں
رئیسانِ لشکر کی تو رکھ خبر
وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو یاں
تو ہشیار ہر لحظہ رہنا ضرور
نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
جوان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر
ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد
کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ
تو مشغول اُس کی ہے ہر بات میں
تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز

مددگار ہو میرا طاعت کے وقت
رہے میری خدمت میں بالراس والعین
لگا کرنے طاعات صوم و صلوٰۃ
وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
کبھی داؤ لگتا تھا اُس کا اگر
کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا
جو مومن کریں کافروں پر جہاد
بیاں کردیا اس کا میں مدعا
کری عمر تفصیل میں صرف میں
کہ تا روزِ محشر میں ہو سرخ رو
کیا کر تو اس پر ہمیشہ عمل
نہ سو خوابِ غفلت میں بیدار رہ
کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے
کہ تا پاوے دشمن کے اوپر ظفر
نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
امیروں سے تو نفس اور روح کے
تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقر
یہ بس نفس ہو روح پر فتحیاب
بدی پر سزا اس کی دینے رہو
تو کر یاد میں حق کی ہر سانس صرف
رکھے مستعد فوج کو بیدرنگ
جو ٹھہرا ہے اے یار مرنا تجھے
نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ تمیز

[1] حدیث شریف میں ہے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ۱۲

یہ سب ہوگا معلوم مرنیکے وقت
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت واں
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
تو غافل ہے کیوں اس سے دن رات میں
تو کر قتل نفسِ تباہ کار کو
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آن سست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کو تن کے صاف

الٰہی الٰہی آلہ
لعین نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے
شراب محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے تنہا یہاں کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خواب غفلت میں ہیں بے خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جسمیں وہ لے مجھ سے کام
مرا دل غمِ عشق سے ریش کر
کہ دل سے فرار اور جا سر سے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

مجھے اس جہاں سے گذرنیکے وقت
تجھے چار و ناچار مرنا ضرور
جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
مخالف جو ہو یار کی راہ میں
اور اُس کے تمامی مددگار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی میں کلام
کبھی مکر دنیا پہ مائل نہ ہو
الٰہی بحق نبیؐ پاک ذات
اُٹھا کر اب امداد دستِ دعا
دعا مانگ حق سے بصد التجا
مری نفس و شیطاں نے ماری ہے راہ
ذرا لشکرِ عشق کو حکم ہو
ہو آباد جاناں کی نت سیر سے
ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیوں کر ہوں ہم تیری جانب رجوع
عیاں اول آخر یہاں کون ہے
الٰہی گنہ سب کے اب بخشدے
فقیر اور حقیر اور تبہ کار کے
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
مئے عشق سے اپنے اک جام دے
یہ دردِ الم بیش سے بیش کر
رہے دل میں یوں آتشِ عشق یار
کرے مہر رو تیرا اُس میں طلوع

سوا حسرت افسوس کے اے میاں
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
اُسے ڈالدے قہر کے چاہ میں
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
بقول محمدؐ علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
مجھے بھی ہو اس نفسِ بد سے نجات

لیا گھیر اب فوج اغیار نے
کرے قتل گر فوج اغیار کو
الٰہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
ترا مہر وحدت سے سب پر طلوع
الٰہی الٰہی برائے آلہ
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آلہ
شرابِ محبت کا دے مجھ کو جام
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
کرے عشق آ مجھ میں جوش و خروش
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

کہ دیکھوں ترا نا جمال ہر زماں
میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جدھر
بحقِ نبیؐ اور آلِ رسولؐ
بحقِ علیؓ اور عثمانؓ پاک

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر
سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر
بحقِ ابوبکر صدیقؓ دیں
رہے محو تجھ میں مری جان پاک
ہزاروں درود اور ہزاروں سلام

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلا خبر
الٰہی دعا میری ہووے قبول
بحقِ عمرؓ شاہِ والا یقین
پڑھ ان سب پہ امداد تو صبح و شام

خاتمۃ الرسالۃ

بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
بچے نفس و شیطاں سے وہ بے خلل
غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام
کسی مردِ حق نے بصد پر ضیا
سن و سالِ ہجری خیر الانام

پڑھو اس کو اے دوست صبح و شام
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا
جہادِ اکبر اس کا رکھا میں نے نام
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور
تھے بارہ سو اڑسٹھ ہوا جب تمام ۱۲۶۸
الٰہی تو کر رحم شام و سحر

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل
کہ ہوں نفس و شیطاں کے شر میں پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بفور
مؤلف و کاتب و خواندہ پر

۳

تمت

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت
مولوی مسافر خانہ کراچی ع۱

مثنوی تحفۃ العشاق

حمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد ہے سزاوار احد
ہیں احد میں محو سب بحد و جد

حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشاں
وحدت اپنی کی ہے کثرت میں عیاں

حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود
ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود

حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار
اوّل و آخر نہاں و آشکار

۲ حمد عالم میں کرے ہے جس کی تو
سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو

دو جہاں سے آئینہ رخسار جاں
ذرہ ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں

گر کرے اوصاف و تعریف صفات
ہیں حقیقت میں وہ سب اوصاف ذات

موج و کف کو بحر سے دوری ہے کب
اصل کو سایہ سے مہجوری ہے کب

حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا
کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے نبار

حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
مادح ممدوح وہ خود آپ ہے

ہے یہی توحید و تحمید و ثنا
اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا

ہے یہی تنزیہ توصیف غفور
وصف اوصاف خودی کر اپنی دور

ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام
محو کر تو دوسرے کا دل سے نام

جتنی موجودات و مخلوقات ہے
سب اسی کی حمد میں ذرات ہے

آسماں شمس و قمر انجم تمام
عشق میں اس کے ہیں سرگرداں مدام

بیخود و بیہوش ویے آہ و فغاں
کرتی ہے رو رو کے بس دریا رواں

فرش سے تا عرش موجودات سب
مست و لایعقل ہیں اندر عشق رب

حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے
اور سوا اس کے جو ہے نابود ہے

حمد ہے اسکو کہ با چندیں و چوں
سب میں ہے اور سب سے بیچون و چگوں

حمد ہے اسکو کہ با صد زیب و فر
ہر زماں ہر شان میں ہے جلوہ گر

ہے وہ بے علت سزاوار ثنا
علت و معلول ہیں اسمیں فنا

کیونکہ عالم میں نہیں ہے غیر یار
حامد و محمود ہے آپ آشکار

نقش کی گر حمد تو نے فاش کی
درحقیقت حمد ہے نقاش کی

ہے صفات ذات اک کب فرق ہے
نور خود خورشید میں بس غرق ہے

یعنی موج اور بحر سایا در اصل
ایک ہمیں رکھتے نہیں آپس میں فصل

حمد کیا اسکی کرے کوئی بشر
عقل اور ادراک کے جلتے ہیں پر

ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار
یاد تو اسکی کرے لیل و نہار

ہے یہی تعظیم و حمد کردگار
روبرو اسکے ہو تو بس خوار و زار

ہے یہی تشریف و تکریم خدا
حکم پر اسکے کرے جان کو فدا

قول پیغمبر ہے لا احصی ثنا
کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا

دیکھنا ہے جسکو تو بے گوش و لب
ظاہر و باطن کریں ہیں حمد رب

عشق کی اسکے زمین پیکر شراب
ہے بڑی بدمست و مدہوش و خراب

ہے زمین و آسماں میں جو کہ شے
عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہے

دیکھ لے ذرات عالم کو تمام
ہیں شراب عشق سے بیخود مدام

اصل ہے سودائے عشق ہے اسکی تمام / سب درختان جہاں رقصاں مدام

کیا ملک کیا انس وجن کیا وحش وطیر / عشق نیکی ہے ہراک کی جیسے سیر

مست انسان ہے شراب خاص سے / عشق میں دیتا ہے جاں اخلاص سے

مست جام عشق سے ہیں عاشقاں / فانی و باقی ہیں اس سے عارفاں

مومناں مخمور از جام طہور / کافراں ہیں مست پیکر آب شور

صومع و مسجد کنشت و دیر میں / شہر جنگل جا بجا شر و خیر میں

گو بظاہر ہے ہراک کا یار اور / پر ہے باطن میں وہی کیجیے جو غور

ہے جہاں حق سے ہر دل آشنا / ہر لقب میں کرتا ہے اسکی ثنا

سارے عالم کا وہی معبود ہے / سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے

رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے / بانوا ہر اک ہے اس کے خوان سے

ایک جرعہ سے ہوا بیہوش ایک / کر گیا دریائے کو نوش ایک

غرق ہیں دریا میں سب جو یائے آب / مست ہیں مستی میں اور مانگیں شراب

۳ ہیں عجب بیخود تماشا ہے عجیب / در بدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب

مظہر ہادی سے شہ آگاہ ہے / مظہر اسم مضل گمراہ ہے

ہیں اسی خورشید کے سائے تمام / بر حجر بر شجر بر در بر دیوار و بام

چھوڑ سایہ خور کی ہو جانب رواں / تاکہ ہو سر یقیں تجھ پر عیاں

جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم / مار اس مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم

دیکھیو تو فرق مراتب پر نظر / تا نہ ہو ایمان میں تیرے ضرر

ہوش کر تک ہوش سے بیہوش ہو / اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو

کوہ دشت و بحر و بر بالا و پست / سب شراب شوق سے اسکے ہیں مست

جملہ عالم کیا عقیل و کیا وحوش / ہیں شراب عشق سے سب دردنوش

انبیا مسرور جام وصل سے / اولیا مخمور بادہ اصل سے

اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست / اہل ظاہر درد کثرت سے ہیں مست

زاہد اسکے جام سے گم کردہ ہوش / رند اور اوباش اسکے درد نوش

مومن و ترسا و رند خرد خوار / عاشق اسکے ہیں نہاں و آشکار

اس کا جویا ہے ہر اپنے طور پر / ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر

ہے ہراک کا ذکر اور تسبیحات اور / ڈھونڈتا ہے اسکو ہراک اپنے طور

ہے ہراک کو مستی دل شوق اور / رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور

ایک ہے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش / کر گیا ہے دوسرا دریا کو نوش

الغرض ہر اک باندازِ خمار / بیخود و سرمست ہے جو یائے یار

غرق ہیں پانی میں اور پیاسے ہیں آہ / بیخود و سرمست ہیں اور بادہ خواہ

ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب / کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب

گرچہ اک دریا کی ہیں گو موجیں خرد و ر / ایک رنگا رنگ ہے ان کا ظہور

عارضی ہیں چند مدت کو یہاں / ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں

کر نظر دریا میں موجوں کو گذار / تاکہ ہو معلوم تجھ کو سر یار

یعنی مت بیحال اس میں قال کر / حال ہو گر تو کشادہ بال کر

بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام / تا خرابی میں نہ پڑجا فہم عام

ہٹ اِدھر سے اور اٹھا کر ہاتھ تو / کر طلب اس سے اب اسکی ذات تو

عرض کر اس سے کہ اے جان جہاں / بے ترے ہرگز نہیں ہے جانمیں جاں

اے مرے معبود اے میرے الہ / ہے تو ہی مقصود دل بے اشتباہ

مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ

اے مرے مطلوب دل مطلوب جاں / اپنے ملنے کا بتا کوئی نشاں

ہجر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں / اس سے بہتر ہے کہ مرجاؤں کہیں

کیونکہ جو جان واصل جاناں نہیں / جان ہے جاں ایک جانمیں جاں نہیں

یا الہی مجھ کو مجھ سے دور کر / تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر

اے مرے محبوب اے میرے حبیب / ہوں غم دوری سے مرنیکے قریب

جو نہ دے تو جان کو راہ وصال / جان لے تجھ بن ہے جان مجھپر وبال

کب تلک یارب رہوں تجھ سے جدا / جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا

دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب / تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب

دونوں عالم سے نہ مجھ کو کام ہے
پر تو ہی تجھ سے مجھے درکار ہے

مناجات دیگر

یا الٰہی تو ہے رحمان و رحیم
صاحب جود و کرم فضل عمیم

یا الٰہی تو ہے خلاق جہاں
مالک دارین شاہ انس و جاں

تو ہے سلطان دو عالم سب فقیر
تو ہے زور آور قوی اور سب حقیر

گرچہ دو عالم سے ہے تو بے نیاز
لیک بیچاروں کا تو ہے چارہ ساز

دستگیر بیکساں ہے تیری ذات
مستغیث عاجزاں ہے تیری ذات

مونس غمخوارگاں ہے تیری ذات
چارۂ بیچارگاں ہے تیری ذات

ہے پناہ بے پناہاں تیری ذات
ہے غفور پُر گناہاں تیری ذات

ہے مریض لا دوا کی تو دوا
ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا

آسرا بے آسروں کا ہے تو ہی
بے سہاروں کا سہارا ہے تو ہی

ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا
ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا

ہے انیس وحشت فرقت تو ہی
ہے رفیق شدت غربت تو ہی

مرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی
میرا حامی بے بسی میں ہے تو ہی

رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو
تنگی و سختی میں حامی کار تو

تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب
دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب

الغرض ہر کام کا میرے کفیل
ظاہر و باطن تو ہی ہے بے دلیل

لیک صد حسرت بایں لطف و عطا
میں کروں ہر دم تری جرم و خطا

پر کروں کیا آہ تیرے حلم و خیر
کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر

ہے یقیں گر عمر بھر عصیاں ہو اب
پیش خورشید کرم ہوں محو سب

گر تری بخشش کا نکلے آفتاب
ہو شب جرم و خطا روز ثواب

ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات
ظلمت عصیاں ہو نور صالحات

گر ترا دریا رحمت جوش کھا
مثل خس دے سب گناہوں کو بہا

لطف و احساں کیا کروں تیرا رقم
کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم

قطرۂ ناپاک سے مجھ کو بفضل
کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل

گھر میں مومن کے مجھے پیدا کیا
عقل و علم و نور دیں مجھ کو دیا

پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا
اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا

یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال
لایا بیت اللہ میں بے قیل و قال

گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی
پر تری رحمت نے کی غمخوارگی

تھا گناہوں کی نجاست میں بھرا
ظاہر و باطن میں سر سے تا بپا

کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر
کر کے اپنے لطف احساں پر نظر

اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر
کھینچ بلوایا مجھے یاں سر بسر

کر دیا اپنے مشرف دار سے
رکھیو مت محروم اب دیدار سے

لایا گر گلشن میں خارستان سے
دور مت کیجو اب اس بستان سے

گرچہ میں نالائق دربار ہوں
پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں

ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا
چھوڑ اس در کو کہاں جاؤں بھلا

منہ مرا اس در کے گر قابل نہیں
پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں

گر نکالا تو نے اے شاہ جہاں
پھر بنا میرا ٹھکانا ہے کہاں

اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں
آستاں تیرا ہو اور میری جبیں

یوں ہوس ہے اب تو اے پروردگار
یہ ترا کوچہ ہو اور میرا غبار

کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے
جو تری خواہش ہے خواہش ہے مجھے

ہے مجھے شاہی گدائی میں تری
ہے نوا سب بینوائی میں تری

خواری و رسوائی و ذلت مری
تیرے کوچہ کی ہے بس عزت مری

عزت و ذلت تمامی شکر و صحو
ہے رضا و نارضا میں تیری جو

تو ہے گر راضی تو ہے عزت مری
تیری ناراضی ہے بس ذلت مری

الغرض پھر پھر کے آخر دربدر
اب تو آ رکھا ہے تیرے در پہ سر

یوہیں سر کو مرے اے سرفراز
گر کیا سجدے سے اپنے سرفراز

یوہیں آنکھوں کو بھی میری سر بسر
جلوۂ دیدار سے روشن تو کر

کر مرے کانوں کو اسرار کا گھر
سر بسر سر میں ہوائے شوق بھر

چشم کو کر چشمۂ آب زلال
سبز تا ہو گلشن ذوق وصال

پاک ہونے سے مرا کر دے دماغ
بوئے دلبر سے معطر کر دماغ

محو کر بینی کو اندر بوئے یار
جس سے پہنچوں تا بباغ روئے یار

گرمئ وحدت سے لب کر لب بلب
محو ہوں جس سے خیال غیر سب

دو جہاں سے کرکے مجھ کو بے نیاز
دولت دیدار سے اپنے نواز

غفلت و سستی و ظلمت کرکے دور
کر عطا چستی و چالاکی و نور

دور کر کبر و ریا عجب و غرور
بخش عجز و مسکنت اخلاص نور

بخش گنج فقر و درویشی مجھے
سکر و مستی محو بے ہوشی مجھے

دے شراب نسبتی کا مجھ کو جام
لوح دل سے محو کر ہستی کا نام

دھو مرے دل سے دوئی کا حرف نام
تا تمیز ما و تو اٹھ جا تمام

اے دعا گو ختم کرکے یہ دعا
ہو رجوع اب جانب خیر الوریٰ

کر وسیلہ اسکو اے امداد تو
وصل سے حق کے ہو تا دلشاد تو

گر تو طالب ہے وصول اللہ کا
چل پکڑ دامن رسول اللہ کا

جو کہ اے امداد اللہ کا وصال
بے وسیلہ اسکے چاہے ہے محال

ختم کرکے یہ مناجات نکو
کر وسیلہ ذات پیغمبرؐ کو تو

حامد و محمود و ممدوح خدا
احمد مرسل محمد مصطفےٰؐ

نعت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

زینت تاج رسالت ہے وہ ذات
رونق تخت نبوت ہے وہ ذات

ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال
محرم خلوت سرائے لایزال

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی
بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی

مہرباں مثل پدر سب پر میاں
روز محشر شافع خورد و کلاں

عزت شاہی و فخر سروری
شان بخشش مسند پیغمبری

بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو
بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو

ہے امین فخر افلاک وہ
تاجدار کشور لولاک وہ

روشنیٔ عرش نور لامکاں
شمع بزم عالم کون و مکاں ۵

رونق گلزار محبوبی ہے وہ
عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ

شہ سوار عرصۂ چرخ و سما
باز خوش پرواز معراج و علا

راحت و روح روان کائنات
زندگانی پرورِ جان حیات

باعث ایجاد عالم ہے تو ہی
موجب بنیاد آدم ہے تو ہی

گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو
یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو

ہے وہ سرمایہ وجود کائنات
دونوں عالم سے ہے مقصود اسکی ذات

ہے وہ بیشک بالیقیں نخل وجود
اوّل و آخر وہی اصل وجود

ہے یہ سب اسکے لئے اے نیک بخت
واسطے پھل کے ہی ہوتے ہیں درخت

گر ہوا آخر ہیں وہ شاہ جلیل
پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل

گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً
پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا

گرچہ آخر ہے ثمر اوّل شجر
کب شجر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر

جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا
پس ثمر ہی اوّل و آخر ہوا

کیا کمال میوہ میں نقصان ہے
جو وہ اوّل سابق بستان ہے

میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر
ہے وہ اوّل وہ ہی آخر سر بسر

بس سمجھ لے اس سے تو اے رہنموں
رمز نحن الاخرون السابقون

ہے وہی شاہجہاں سب اسکے خیل
ہے وہی مقصود کل باقی طفیل

پڑھ تو امداد اسپہ صلوٰۃ و سلام
آل اور اصحاب پر اسکے تمام

چار یار اس کے ہیں چاروں خاص حق
ساری امت پر وہ رکھتے ہیں سبق

در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ
دوست پیغمبرؐ کے اور حق کے ولی

چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر
ملک اسلام انسے ہے رونق پذیر

زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار
رونق باغ طریقت ہیں یہ چار

ہیں یہ ملک معرفت کے شہریار
ہیں حقیقت کے چمن کی یہ بہار

قلعہ دیں کی ہیں یہ دیوار چار
ملت حق کی ہیں یہ انہار چار
ہیں طریق حق کے چاروں رہنموں
ہیں یہ ایوان خلافت کے ستون

ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چہار
جو ہو باہر انسے ہے مردود خوار
بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن
ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن

جو کہ دو سمجھے انہیں احول ہے وہ
دو جہاں میں بے شبہ بیکل ہے وہ
جو کوئی انسے ہوا بد اعتقاد
ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد

در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

جو ہیں اہل بیت اور آل رسول
گلشن دیں کے ہیں سب مقبول پھول

ہے ہر اک ان سبکا بیشک و یقین
مغز ملت جان ایماں روح دیں

جسقدر ہو انسے الفت میں کمی
اس قدر ہے دین ملت میں کمی
ایک کا بھی انسے جو بدخواہ ہو
راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو

جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام
ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام
اک صحابی سے بھی گر ہو سوءظن
ہے وہ بیشک لائق گردن زدن

بھیج تو ان سب پہ صلوٰت و سلام
ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے

ہوگیا اے دوستو یوں اتفاق
باعث تحریر نظم پر مذاق

رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل
جمع علماء و صلحا اہل دل

ایکدن پڑھتا تھا میں نفحات انس
لے رہے تھے حق سے سب نفحات انس

جوش پر تھا بحر علم عارفاں
ہو رہے تھے گوہر معنی عیاں

۲ حاضرنکے دلمیں وہاں اے شان حق
کھل رہا تھا گلشن عرفان حق
اولیا کا حال سن مسرور تھے
ماسوائے محو غرق نور تھے

رفتہ رفتہ حضرت تحفہ کا ذکر
آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر
سن کے ان کی شان و شوکت جاہ عشق
ہمت مردانہ اندر راہ عشق

بول اٹھا ہر اک بصد ذوق سرور
ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور
خاص کر قطب زماں شاہ وفا
آفتاب معرفت بحر صفا

کامل اکمل ولی ہے بدل
عاشق ذات خدائے لم یزل
صاحب ارشاد و تلقین سبق
عاشق صادق شہید راہ حق

برگزیدہ دوجہاں مقبول رب
مشرب چشتی و فاروقی نسب
یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ
مجھ کو فرمانے لگے کر کے خطاب

نظم کر اس قصہ پر درد کو
گرم کر اک بار ہر دل سرد کو
مثنویاں ہیں مجازی عشق میں
پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں

قصہ تحفہ اگر منظوم ہو
رتبۂ عشاق حق معلوم ہو
ریختہ میں نظم کر اسکو تمام
تاکہ سمجھیں اسکو سارے خاص عام

جان لے تا ہر کوئی بے قیل و قال
عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال
دعوی جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا
ہوش میں ہوں سنکے رتبہ عشق کا

تابش گفتار عشق حق سے گرم
ہو کے بس دل سنگ ہو جیوں موم نرم
عاشقاں صادق بھی سنکر جاہ عشق
چاق اور چوبند ہو اندر راہ عشق

جان لیتا عشق کی سب رسم و راہ
چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ
عاشقاں ہتے ہیں سر ہتھیلی پہ دھر
ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر

عشق سے جہاں اک بلائے جانگداز
ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز
عشق کا سب سے الگ ہے رنگ و ڈھنگ
ہے ازل سے عقل میں اور اسمیں جنگ

عقل چاہے ہے کہو عیش و فراغ
عشق ہے چارنج و غم سینہ پہ داغ
عقل چاہے ہے عزت جاہ جلال
عشق ذلت خواری درد و ملال

عقل چاہے ہے عیش و ملک و سلطنت
عشق عجز و فقر و فاقہ تمکنت
عقل چاہے ہے عیش و عشرت خرمی
عشق درد و کلفت و رنج و غمی

عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر / عشق کہتا ہے کہ کھا خون جگر
عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں / عشق لیجاتا ہے کوئے یار میں
عقل چاہے ہے قبا و پیرہن / عشق کرواتا ہے سامان کفن
عقل کہتی ہے کہ کر عیش و طرب / عشق کہتا ہے کہ سہ رنج و تعب
عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں / عشق لیجا جنگل و کہسار میں
عقل چاہے ہے دولت مسروریاں / عشق چاہے ہے سو بلا و خواریاں
عقل لیجا گلشن و گلزار میں / ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں
عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ / عشق کو انسے ہمیشہ سے ہے جنگ
عقل میں اور عشق میں رہتی ہے لاگ / عشق جب آیا تو جائے عقل بھاگ
ہو جو حضرت عشق کا جس دم ظہور / عقل سر سے جائے اور دل سے سرور
عشق کیا ہے درد و غم کی کان ہے / غیر دلبر کا عدوئے جان ہے
کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں / رنج میں راحت کو کرتا ہے عیاں
نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق / دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق
خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق / تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق
درد میں اس کے دوا ہے سربسر / مرض میں اسکے شفا ہے سربسر
مارنا اس کا جلا دیتا ہے جاں / توڑنا اس کا ملا دیتا ہے جاں
رنج میں اس کے ہے گنج بیکراں / مرگ ہے اس کی حیات جاوداں
عشق کے برعکس ہیں سب کاروبار / نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار
اس کی ویرانی کو آبادی سمجھ / خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ
کلفت و تکلیف کو راحت تو جان / فقر اور فاقہ کو سو دولت تو مان
عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ / خواری و زاری کو حرمت سمجھ
عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں / ہے ستم میں اسکے سو شفقت نہاں
قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق / اور طبیب درد بیدرماں ہے عشق
اول آخر ظاہر و پنہاں ہے عشق / دونوں عالم جسم ہیں اور جاں ہے عشق

رجوع بقصہ

ہے بیان عشق تو بس بے بدل / اب کرو ارشاد حافظ پر عمل ٧
انکے فرمانیکو میں نے بے عذر / رکھ لیا سر پر سعادت جان کر
گرچہ مجکو شعر گوئی میں نہ تھا / دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا
توڑنا موتی کا ہے آسان تر / نے کہ حکم بادشاہ بحر و بر
لیکے ان کے گوہر ارشاد کو / حفظ دل میں لیا رکھ شاد ہو
وقت فرصت دیکھتا تھا یہ کہ جو / حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو
پر نہ دیتا تھا مجھے فرصت زماں / تا لکھوں اس نظم کو باشوق جاں
لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ / ہو گیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ
ہو گئے پس حضرت حافظ شہید / شام غم ہم کو ہوا اور روز عید
فرقت جاناں سے بس ہو کے تنگ / جان جاناں پہ فدا کی بیدرنگ
خوش نہ آئی اس جہاں کی رنگ و بو / چلدئے بس جنت الفردوس کو
ہم بچاروں کو تڑپتا چھوڑ کر / سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر
وہ تو واں جام شہادت پی رہے / زہر غم کھانیکو یاں ہم جی رہے
وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور / پیتے ہیں حسرت سے ہم خون جگر
ناز و نعمت میں ہیں وہ مشغول واں / خاک و خوں میں لوٹتے ہیں ہم یہاں
جام کوثر سے ہوئے وہ لب ملب / چاہتے ہیں پیاس سے ہم اپنے لب
آپ تو جاکر کیا جنت میں گھر / کر دیا سرگشتہ ہم کو در بدر
آپ تو راحت کے ساماں لے گئے / مایۂ رنج و الم یاں دے گئے
آپ تو بے رنج و غم منزل عروس / جا کیا تخت شہادت پر جلوس
لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم / رکھدیا سر پر ہمارے کوہ غم
عیش و عشرت میں ہوئے مشغول یوں / ایک لخت ہم کو گئے بس بھول یوں
عیش میں ہم کو دیا بالکل بھلا / حق الفت اور قرابت سب گیا
دعوۂ حب و قرابت کر گیا / خواجہ ناشانی کا بھی کیا حق نہ تھا
بیخبر ہم سے اگر رہنا تھا یوں / ساتھ اپنے لے گئے ہم کو نہ کیوں

اگرچہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے   کفش برداری میں رہتے شاہ کے
شاہ کو زیبا ہے کب تنہا روی   گو بہت خادم نہوں تھوڑے سہی

دربیان محرومی وندامت برحال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت واظہار غم جدائی ایشان

آہ واویلا دریغا حسرتا   ساتھ والے چلدئے میں رہ گیا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا   مدعا دل کا اسے حاصل ہوا
پہنچا ہر اک منزل مقصود پر   رہ گیا میں ہی پڑا بس دور تر
صاف تھے جو چلدئے صاف اور پاک   مثل تلچھٹ رہ گیا میں زیر خاک
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر   رہ گیا سایہ کے جو تھیں خاک پر
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا   بوم ویرانہ میں ٹکراتا رہا
گھر کیا قمری نے شاخ سرو پر   جھاڑ میں لٹکی ہے چمگادڑ ادھر
گھر کیا طوطی نے شکرستان میں   زاغ نوحہ گر ہے خارستان میں
ماہی حق نے تو لی دریا کی راہ   موش سوراخ زمیں میں ہے تباہ
شیر حق کا آہوئے عرفان شکار   سگ ہے بہر استخواں کوچو میں خوار
جا ملا دریا سے آب سیل بار   رہ گئے میں خشکی کے اندر سنگ و خار
نرگس و ریحاں کو جا آہو چرے   اور شتریاں خار بن چرتے رہے
دست شہ پر جا ملا شہباز پر   کھول پر کرگس پڑا مردار پر
مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر   مرغ خاکی لوٹتا ہے خاک پر
پر تھے جن کے سوئے بستاں اڑ گئے   مرغ بے پر لقمۂ گربہ ہوئے
مرد باہمت ہوئے شہ پر نثار   ہم سے دوں ہیں نفس کے ہاتھوں میں خوار
حیف ہے صد حیف یاران طریق   جا ہوئے دریائے مطلب میں غریق
٨ گوہر مطلوب ہر اک نے لیا   غوطہ خور میں بحر حرماں میں رہا
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ   جا کہوں کس سے مصیبت آہ آہ ٨
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ   حال دل جس سے کروں اظہار آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے   زیر پائے رنج ہم کو مل گئے
ہو گئے وہ محو نعمت اسقدر   خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
دور ساغر وصل کے چلتے ہیں واں   آتش فرقت میں جلتے ہیں یاں
آہ واویلا کوئی ہمدم نہیں   جو سنے میری مصیبت کے تئیں
نے مرا ہمدم نہ کوئی غمگسار   غم مرا غمخوار ہے ہیں غم کا یار
دل کی دل میں رکھ کے چپ رہتا نہیں   قصہ مرا تحفہ کو اب کہتا ہوں میں
بعد مدت کے اب آئی المراد   حضرت حافظ کی وصیت مجھ کو یاد
حسب ارشاد ان کے میں لیکر قلم   قصۂ تحفہ کروں یاں در رقم

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ قدس سرہا

عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں   گمرہی سے راہ پر لاتا ہوں تمہیں
راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہ ہو   حق سے ملنے کا بھی اے راہ جو
گر نہ عاشق ہے تو سن عاشق کا ذکر   دور کر کے ماسوا کا اس سے فکر
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر   گرچہ پتھر سے بھی ہو دل سخت تر
عشق کی باتوں میں ہے وہ نفس   مردہ دل زندہ ہو اندر گور تن
ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ   خشک مغز ان کا ہو تر جس سے دماغ
ہوش سے بیہوش ہو کر ہوش کر   گوش سے بیگوش ہو کر گوش کر
سب طرف سے بند کر کے کھول کان   جمع کر کے رکھ مری باتوں پہ دھیان
تا مزا دیویں مری باتیں تجھے   عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تجھے
تجھ کو بھی آ جائے شاید بوئے عشق   کھینچ لیجا تجھکو بو تا کوئے عشق
دے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے   غرق کر دے بحر وحدت میں تجھے
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق   سننے سے بھی تخم خود بوتا ہے عشق

ہیں بہت عاشق کہ بے دیکھے جمال
سنکے پائی عشق سے بس گوشمال
بلکہ کامل عشق ہے عشق شنید
ناقص و بے اعتبار ہے عشق دید
کیونکہ ہو عشق خبر دل سے حصول
عشق بصورت کا ہے دیدہ سے نزول

در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

دید تابع دل کے ہے نے دل تبع
سوچھ اس نکتہ کو کر کے دل جمع
یومنون بالغیب ہے مقبول حق
یومنون بالعین ہے مغرول حق
حسن محبوبانہ عالم سر بسر
عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر
اصل کو کر ترک سایہ دیکھ کر
عاشق ناقص نے دی جاں عکس پر
دید تھا اسکو نہ دل ہوتا جو دل
چھوڑ سایہ اصل سے جاتا ہے مل
گر ہے دل پر گل سے کم کب دل ہے وہ
عکس پر جو اصل سے مائل ہے وہ
اس سے زیادہ چاہئے تفصیل گر
آئینہ دل صاف کر اور کر نظر
سر کی آنکھیں دلکا پردہ ہے مقر
کھول دلکی آنکھ سر کی بند کر
کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار
سن کہ وصف اسکا کرے ہیں جاں نثار
انبیاء اس واسطے آئے یہاں
تا کریں اوصاف حق تم پر عیاں
تا گل اوصاف حق عاشق سنے
دل میں پھول اسکی تمنا کے چنے
یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین
خالق و رزاق و رب العالمیں
راحم و رحمان رحیم و برد بار
رائیگاں بخشندہ نعمت بیشمار
عالم الاسرار ستار العیوب
غالب و قہار غفار الذنوب
عاشق و معشوق محبوب جہاں
طالب و مطلوب مرغوب جہاں
اول اور آخر وہی اور جزو کل
ظاہر و باطن وہی معبود کل
ہے وہ اول بے بدایت اسکی ذات
ہے وہ آخر بے نہایت اسکی ذات
ہے وہ ظاہر باکمال استتار
ہے وہ باطن سخت وظاہر آشکار
۹ ہے ازل سے تا ابد وہ ایک سا
ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شانمیں
جلوہ گر لاکھوں طرح ہر آن میں ۹
ہے منور باکمال و باجمال
جلوہ گر ہر دم بہر رنگ و مثال
فرد مطلق لا الہ الا ہو
بیچگوں بیکیف روشن چار سو
لا و ہو دونو نفی اثبات ہیں
نافی غیر اور مثبت ذات ہیں
کیوں ہے اس سے گمرہ غافل سدا
لا کو کر تو ورد دل سدا
تاکہ بخشد لا و ہو قوت ترا
مے برد تا پردۂ عزت ترا
حق سے با حرص و ہوا تو کب ملے
ترک جب لا کو کرے تب تو ملے
کیوں تباہ ہوتا ہے اندر آب و گل
ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل
حضرت آدمؑ سے تا آخر نبیؐ
وصف حق کرنے چلے آئے سبھی
بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب
اور امام اور اولیا اقطاب سب
وہ صفات حال و خوبی جناب
جس میں تصنیف ہوگئیں صدہا کتاب
سب ہیں تیری عشق بازی کے مزے
وصل حق کی چارہ سازی کیلئے
تا کہ تو یہ دیکھ سنکر حال و قال
عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال
ایک صد افسوس حسرت بے حساب
ہیں پڑے چاروں طرف تجھ پر حجاب
نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر
اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر
پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ
مل نہیں سکتا کہ یادے حق کی راہ
مرکب تو بہ عصیانہ راہ لے
پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے
کر تو پیدا دل میں اپنے درد عشق
تا تپ غفلت کو کردے سرد عشق
میل سے غفلت کے کر کانوں کو پاک
بعد ازاں سن یہ حکایت دردناک

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

گوش دل سے سن سری سقطی سے نقل
جسکے سننے سے تجھے آوے کچھ عقل
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری
ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری
کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب
نے رہا ورد وظائف اور نہ خواب

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر — سب عبادت کا ہوا ویران گھر
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز — لذت سجدہ نہ کیفیت نماز
نے رہا درد وظائف نے درود — نے تہجد کی تلاوت کی نمود
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب — لیک کیفیت تھی اک دل میں عجیب
ہجر کی لذت کو عشاق ان رب — وصل کی لذت سے کم جانے ہیں کب
اضطرابی اور بیتابی کا لطف — کیا کہوں اس شب کی بیخوابی کا لطف
ذوق بیخوابی کا تو چاہیے اگر — کوئی بیخوابوں میں کر اک شب گزر
چاہیے گر کیفیت سوز و گداز — خدمت عشاق میں رکھ تو نیاز
اضطرابی بیقراری کا مزا — جانتا ہے جس نے دل میں ہے رکھا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو — عاشق بیتاب جانے ہیں نہ تو
درد سے نامرد کی نکلے ہے جاں — مرد کے حق میں حیات جاوداں
جو پڑے آتش میں ہو جلکے فنا — ہے سمندر کی وہی عیش و بقا
خون ہو فرعونیوں کو آب نیل — قوم موسیٰ پر ہو آب سلسبیل
زخم گرز و تیغ و نشتر آبدار — ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار
کیونکہ ہے درد بلا مطلوب یار — اس لئے عاشق کریں غم اختیار
خار میں گل گل ہیں گرد میں — غم میں شادی اور شفا ہے درد میں
ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب — گریہ میں خندہ ثواب اندر عذاب
نیستی میں ہستی پستی میں علو — زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو
بیخودی و نیستی غم کی بہار — دیکھتے ہیں عاشقان جاں نثار
بے گھری و بے زری و بے پری — بیخودی و بیخودی و بے بری
نیستی و پستی و مرگ و فنا — ذلت و رسوائی و رنج و عنا
پوچھ رونے کا مزا یعقوب سے — کلفت و زحمت کا حظ ایوب سے
سر کے رکھدینے کا نیچے تیغ کے — پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے
جنگلوں میں ٹھوکریں کھانیکا لطف — اور پہاڑوں بیچ ٹکرانیکا لطف
زخم کھا کر خاک و خوں میں لوٹکر — جان دینا بے خطر با ذوق تر

قبض ایسی ان کے دل پر آگئی — قہر عرفاں پر گھٹا سی چھا گئی
فوج بیتابی نے کر کے اژدہام — لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام
تھی نہ بیہوشی نہ غفلت زینہار — لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
ظاہرا چھوٹا اگر ورد نماز — تھا مگر یوں میں عجب سوز و گداز
عاشقان حق وصال اور ہجر میں — ایک سا لذت مزا دونوں میں لیں
لطف بیخوابی کا بیخوابوں سے پوچھ — حظ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
لطف بیخوابی کا ہے مطلوب گر — عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر
کرتا ہے روشن دو چشم طالباں — سرمۂ گرد قدوم عاشقاں
لذت درد قلق رنج و بلا — وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
جانے کیا بیدرد لذت درد کی — درد رنج و غم غذا ہے مرد کی
زہر مار اوروں کو ہے گرچہ ممات — سانپ کے حق میں ہے پر آبحیات
سوزش خور شاخ تر کو دے ثمر — خشک کو دے آگ میں کر خشک تر
نار ہو گلزار ابراہیم پر — لیک ہو نمرود پر قہر و شر
درد و غم ہے زندگی عاشقاں — مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقاں
جانتے ہیں عاشقان بیقرار — رنج میں گنج اور خزاں میں نو بہار
رنج میں راحت فقیری میں غنا — مسکنت میں سلطنت و بے غنا
رحمت ہے زحمت میں اور ظلمت میں نور — ذلت و خواری میں عزت ہے ضرور
موت میں جینا بقا اندر فنا — عاشق جانباز کو ہے بے عنا
خاکساری رنج و عادت ناسزا — عاشقوں سے پوچھ ان سبکا مزا
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر — بے قراری انتظاری درد سر
لذت اور کیفیت ان سبکی ذرا — عاشقان باوفا سے پوچھ جا
سر کے کٹنے کا مزا یحییٰ سے پوچھ — لطف تن چرنیکا ذکریا سے پوچھ
آہ و زاری کا مزا آدم سے پوچھ — درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
فرش سے تا عرش بھرنے کا مزا — پوچھ عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
پوچھ سبکا شہیدوں سے ذر — لذت و کیفیت و ذوق مزا

ہو کے بیجاں جاں فدا کرنیکا لطف — پوچھ جانبازوں سے وہ مرنیکا لطف
روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ — شمع سے جا موم کے جلنے کو پوچھ
ابر سے رونے کو خور کے سوز کو — باغ و اثمار جہاں سے پوچھ تو
گرمی دل چشم تر ہووے نہ گر — باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر
عشق کی باتوں نے مجکو اے عزیز — کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز
عشق نے انکے کیا مجھ پر اثر — نقل سے ان کی ہوا میں بیخبر
عشق کی باتوں کا سن کر شور غل — خواب غفلت سے گئی بس آنکھ کھل
ہند دے شب کا جو گذرا حد سے جور — ترک خود اس کا ہوا قاتل بزرر
اٹھ وضو کر کے بصد عجز و نیاز — کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز
چل کہیں موقوف ہو تا یہ ملال — گھر سے نکلا کرکے یہ دل میں خیال
آخرش گھر سے نکل پھرنے لگا — دربدر صحرا بہ صحرا جا بہ جا
گذراتا بازار میں ہو غم بسر — اور دل مضطر تھا جوں کوزہ میں نر
ہو گیا صحرا میں تسکیں کے لئے — اور اٹھے دلسے بگولے آگ کے
گر تسلی کو گیا اندر پہاڑ — اور غم کا آپڑا سر پہ پہاڑ
جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب — تھا ترقی پر جلن اور اضطراب
غنچۂ دل کب کھلے عاشق کا یار — بے ہوائے وصل کب یار گلعذار
ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار — باغ میں ہووے اگرچہ سو بہار
دیدۂ حیراں نہ ہو کیوں اشکبار — بے نظارہ نرگس بیمار یار
ہو فغاں بیدل کے دلسے دور کب — تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار — کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
مرض مہلک نے جو گھیرا جان کو — دلمیں آیا چل بیمارستان کو
دیکھ کر ہمدرد و ہم موضوں کا حال — ہو دل غمگیں مرا شاید بحال
جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب — غیر جنسیت سے ہو اندر عذاب
آدمی ہم جنس ہیں صورت میں ایک — مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک
ہو گئے اوصاف جو سب رنگ برنگ — اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ

پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا — خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا
سیم و زر کے خاک میں رلنے کو پوچھ — کیمیا سے مس کے جا جلنے کو پوچھ
گریۂ ابر اور سوز آفتاب — باغ عالم اس سے ہے با آب و تاب
عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر — گلشن جاناں ترا ہو تازہ تر
سربسر بکو اسکی حالت میں چھوڑ — عشق مجھکو لیگیا کس طرف موڑ
ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر — جس طرح ہو آہو پیش شیر نر
یاد آتی ہے مجھے جب انکی بات — یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات
الغرض کی رات اس طرح بسر — ہو گئی جب صبح ظاہر سربسر
صبح کا جسدم ہوا روشن چراغ — نکلا جل بل گھر سے لے سینہ پہ داغ
چل کہیں ایسی جگہ تا ہووے کم — اضطرابی اور بیتابی و غم
ماہ کی جوں کو بکو لاگھر بہ گھر — شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر
گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی — تھی زیادہ اور دل کو بیکلی
سیر دریا کی کہ کم ہو اضطراب — جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
اور مزار اہل دل پر بھی گیا — پر ہوا ہرگز نہ عقدہ دل کا وا
آتش درد فراق بیدلاں — کب بجھے بے آب وصل دلبراں
کب ہو کم ظلمت زدہ کا اضطراب — جب تلک دیکھے نہ روئے آفتاب
ہووے کب قمری کا کو نہ غم دراز — گلشن و گلزار سے بے سرو ناز
جائے کب عاشق کے دلکا پیچ و تاب — ہو نہ گر زلف صنم کا سایہ یاب
لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو — تا نہ وہ ہم بستر جانانہ ہو
الغرض تدبیر کیں میں سو ہزار — پر نہ آیا دلکو میرے کچھ قرار
کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل — دیکھ ہمدردوں کو نکلے کار دل
نقل ہے کھلتا ہے جب آپس میں دل — جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل
ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار — جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار
جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار — فرق کیوں ہوتے بہتر آشکار
گر کریں اوصاف کو سب اپنے صاف — پھر رہے کا ہیکو ایسا اختلاف

آخرش دل میں یہ اپنے ٹھان کے
جا کے داروغہ سے میں اس کے کہا
تا کہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹک
دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی
دیکھ کر احوال اہل ابتلا
کوئی کوٹھے اور کراہتا ہے کوئی
کوئی تڑپے ہے کوئی ہے خواب میں
ہو رہا بلبل نمط نالاں کوئی
کوئی بیکر دار وئے تلخ فراق
سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی
ہو تپ دلرزہ سے کوئی بیقرار
ہو کے مرض لادوا سے بے اماں
دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب

رجوع بقصہ وکیفیت بیمارخانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ

با ادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی
غنچہ دل میرا کچھ بارے کھلا
صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی
کوئی حیراں کوئی پیچ و تاب میں
مثل بسمل خاک میں غلطاں کوئی
زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق
تابش دل سے رکھے آہوں کی روی
پی رہا ہے شربت زار و نزار
جاں بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں
ہو گیا موقوف میرا اضطراب

بعد ازاں اسنے دیا جو در کو کھول
دیکھا ہر اک کو ہے کہ زار و نزار
کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ
ہے کوئی گل کی طرح سے جامہ چاک
کوئی رکھتا ہے بصد زار و نزار
اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل
درد سر پہ کوئی بیتابی کا لیپ
کوئی پیچش سے شکم کی ہو تباہ
زندگی سے ناامید ہو کر بہوش
غنچہ دل کھل گیا دیکھ ایک بار

در پہ جا نکلا بیمارستان کے
کھول در بیمارخانہ کا ذرا
ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹک
کھل گیا گویا در دل بے غلول
کوئی نالاں ہے کوئی ہے اشکبار
کوئی کہتا ہے کہ ہوں باحق تباہ
مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک
زخم دل پر مرہم تصویر یار
کوئی بیتابی سے مارے دل پہ سل
کرتا ہے پھرتا ہے بیصبری کا کھیپ
گولیاں کھاتا ہے بیتابی کی آہ
کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش
گلشن بیمارخانہ کی بہار

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ وبیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر
چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم
چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز
بیٹھی ہے ایکطرف کو چوں نیم مست
قید میں بھی تھی یہ اس پر آب و تاب
دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب تاب
دیکھ یہ الفت بھری صورت عجیب
اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں
دست بردل نغمہ خوش برزبان

دیکھتا کیا ہوں کہ اک رشک قمر
قامت اسکا گلبن باغ حرم
خال اسکا تخم شوق پاک باز
دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پست
کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب
کھاتا تھا نار نظر سو پیچ و تاب
ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب
شاخ طوبی سے ہی لپٹا سانپ جوں
عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں

تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز
زلف اسکی دام راہ سالکاں
بیٹھنا اسکا وہ باحسن و وقار
دیکھ کر کے حسن کی جس کے بہار
تھی دو آنکھیں لگی جوں روشن چراغ
بوئے خوش اس سے مرے اندر دماغ
اور دو مضبوط لوہے کے کڑے
مجکو جو دیکھا تو اسنے اس گھڑی
روئی اور رو کرکے بھر کر آہ سرد

با لباس خوب و زیبا اک کنیز
لعل لب اسکا ہے جان تشنگاں
چرخ کو دیتا ہے پھر نہیں قرار
نرگس و آئینہ تھے حیران و زار
ذوق مستی سے کہ تھے اندر دماغ
پہنچی اور دل ہو گیا بس باغ باغ
مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے
دی لگا آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی
چند شعر اسنے پڑھے باسوز و درد

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر ۔ پڑتا تھا دل پر مرے جوں تاب خور
ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ ۔ بے شبہ ہے عاشق جانانہ یہ
کیا خطا اس بیخطا نے کی کہو ۔ قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو
کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے ۔ ہے بھلی چنگی کہو کیوں بند ہے
ہوگیا اسکو جنوں تقدیر سے ۔ اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے
جملہ زنداں چونکہ در زنداں شوند ۔ متقی و زاہد و حق خواں شوند
قید آب و گل میں آدم کو کیا ۔ جوہر انسان جب ظاہر ہوا
بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ ۔ تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ
تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں ۔ تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں
حرص جو قید قناعت میں ہو بند ۔ ہو غنا قلبی وہی اے ارجمند
بخل کو اندر سخاوت کے چھپا ۔ تا حبیب اللہ ہو تو بر ملا
بند یاد مرگ میں کر طول امل ۔ تار ہے اکرم نہ تو بے نیک عمل
کر تواضع میں تکبر کو تو بند ۔ تاکرے حق مرتبہ تیرا بلند
عشق حق میں بند کر تو حب غیر ۔ تاہو باغ وصل حق میں تجکو سیر
کر خودی کو تو خدا میں محو نیک ۔ تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک
تاکہ ہوان کو بایں قید نکول ۔ گوہر مقصد زر مقصد حصول
بند کرکے تاکریں اسکا علاج ۔ تا صحت پر ہووے تک اسکا مزاج
جو یہ داروغہ سے لونڈی نے سنا ۔ رو پڑی اکبار اور سر کو دھنا
اے مسلمانوں نہیں مجنون میں ۔ اپنے دلبر کی ہوں پر مفتون میں
سنکے اس سے ظاہری بیہودہ قال ۔ ہوگئے غصہ نہ دیکھا دلکا حال

تا تپش گرمی دلسے اس کے ہیں ۔ جانا یہ اتنی جو ہے بےصبر و چین
پوچھا داروغہ سے میں اس گھر کی جا ۔ کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا
کیوں کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو ۔ ابر میں کیسے چھپایا ماہ کو
بولا داروغہ یہ سنکر اے عزیز ۔ تھی یہ ایک مولیٰ کی شائستہ کنیز
اسکے مالک نے کیا بند اسلئے ۔ تاکہ شاید عقل و ہوش آجا اسے
طفل ناداں کو کریں مکتب میں بند ۔ عالم و دانا ہوتا اور ہوشمند
نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند ۔ شکل انسان تب ہو خوب اور دلپسند
کان میں جب قید ہووے زر و سیم ۔ پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم
نفس سگ زنجیر تقویٰ میں ہو قید ۔ آہو عرفاں کو جب کرتا ہے قید
طمع کو محو توکل کر شتاب ۔ تا یجب اللہ کا پاوے خطاب
بولنے کو بند چپ رہنے میں کر ۔ ہمکلام حق سے ہو تو تا اے پسر
حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو ۔ ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو
کور یا کو محو تو اخلاص میں ۔ تا ہو حق کے بندگان خاص میں ۱۴
کر صفات حق میں گم اپنے صفات ۔ ما سوا سے پاوے تو تاکہ نجات
اسلئے درویش فقرا ہوش مند ۔ چلہ عزلت میں ہوویں آپ بند
اسکے مالک نے بھی اس امید میں ۔ اس کنیزک کو کیا ہے قید میں
ہووے شاید عقل و ہوش اسکا بجا ۔ تا نفع لے اس سے وہ بے انتہا
دردناک اک کھینچکر کے دلسے آہ ۔ بولی میں ہوں اے عزیز و بے گناہ
سمجھو تم موسیٰ کا چرواہا مجھے ۔ جس کے دلسے بیخبر موسیٰ رہے
یونہی مجکو بھی دیوانی جان کر ۔ کردیا قید اور نہ لی دلکی خبر

تمثیلاً بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

نقل ہے جاتے تھے موسیٰ طور پر ۔ ایک چرواہا پڑا رہ میں نظر
کر رہا تھا یوں بصد زاری و آہ ۔ اے رحیم والے کریم والے اله
ہے کہاں تو جلوہ کر تبلا مجھے ۔ تیری دوری نے دبا تڑپا مجھے
ہے بتا کس جا تو اے جان جہاں ۔ تاکروں قربان تری خدمتیں جاں
راتدن میں تیری خدمت میں رہوں ۔ ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں
خوب سا مل کے نہلاؤں تجھے ۔ اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے
تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں ۔ چپلیں میں تیرے لیئے اچھی سیوں
ڈھونڈ کر ڈنکی تری ماروں جوئیں ۔ اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں

ہو اگر بیمار تو اے کردگار
جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار

ہو جو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے
کر کے خدمت خوب دوں راحت تجھے

پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو
اور کروں سونیکو بستر رات کو

اے مرے رب جاں مری تجھ پر فدا
اور سب اولاد گھر بار مرا

ہے کہاں تو تا تری خدمت کروں
سیئوں کپڑے تیرے اور بخیہ کروں

دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر
دودھ گھی لاؤں ترے شام و سحر

روغنی روٹی پکا کر اور کھیر
اور بہت لسی دہی مسکہ پنیر

لاؤں میں تیار کر آگے ترے
روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے

اور کا ہرگز نہ کھانے دوں طعام
اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مدام

رنج و غم ہرگز تجھے ہونے نہ دوں
تیری راحت کے لئے محنت بھروں

تیری خدمت سے نہ ہو فرصت مجھے
میری خدمت سے ہو نت راحت تجھے

اے خدا تجھ پر ہو قرباں میری جاں
اور سب بکریاں اور خانماں

اسطرح بیہودہ کہتا تھا شباں
پوچھا چرواہے سے موسیٰؑ نے کہ ہاں

کسکو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا
بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا

اوسکو کہ جس نے زمین و آسماں
عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں

اور کئے جن و بشر اور دو جہاں
ہے اسی سے غرض یہ میری بجاں

بولے موسیٰؑ ہائے تو نے کیا کیا
ہو گیا کافر مسلماں کب رہا

ہے یہ کیا بیہودہ ہذیان کفر و جہل
بند کر منھ کو سمجھ اسکو نہ سہل

اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو
ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو

کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ
کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ

کھانا پینا پھیرنا تیرا ہے کام
اور یہ کب خورشید کو زیبا ہے کام

گر نہ روکا اس سخن سے حلق کو
آگ آ کر پھونکدیگی خلق کو

گر کہے تو جرم کرتے ہیں سبھی
آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی

گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں
ہو گیا کیوں دل سیاہ مردودیاں

۱۴ جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا
پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا

دوستی بے عقل کی ہے دشمنی
ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی

کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو
یا کہ باپ اپنے سے یا عمو سے تو

جسم تن حاجات بشری تو قرار
دیتا ہے اندر صفات کردگار

کھانا وہ کھائے جو رکھتا ہو شکم
کپڑا وہ پہنے کہ ہو جس کے جسم

وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما
چپلیں پہنے جو کہ ہو محتاج پا

وہ منزہ ذات حق دانا ہے راز
پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز

بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو
صفت اسکی صفت حق میں مات ہو

اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا
اس طرح کی گفتگوئے ناسزا

نے کہ در حق جناب کبریا
بے بدل بے مثل بیچون و چرا

اولیا کو کہنا بے ادبی کی بات
دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو مات

گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ
گرچہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ

وہ کریگا قصد تیرے قتل کا
گرچہ ہو خوش خو حلیم و پارسا

فاطمہ ہے عورتونکے حق میں مدح
مرد کو بولے تو وہ ہو رنج و قدح

ہاتھ و پا ہیں ہمکو آسائش تمام
اور خدا کے حق میں آلائش تمام

لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا
ہے وہ خالق والد و مولود کا

ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو
جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے دو

کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے
خلق ہے اور خالق اسکو چاہیے

بولا چرواہا کہ تم نے یا نبیؑ
سی دیا منھ میرا لب پر مہر کی

اور پشیمانی کی آتش سے بھلا
جان و دل میرا دیا تمنے جلا

کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے ایک آہ
پھاڑ کر کپڑے لیا جنگل کی راہ

بیخود و سر مست با آہ و فغاں
نالہ و زاری ہوا کر تا رواں

عتاب الٰہی بر موسیٰؑ علیہ السلام در مقدمہ چرواہ

آئی موسیٰؑ کی طرف وحی خدا
میرے بندے کو کیا مجھ سے جدا

میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو
یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو

ہو سکے جبتک نہ لے نام فراق / رکھتا ہوں مکروہ میں لفظ طلاق / ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں / ہر کسی کو اصطلاح بخشی ہے میں
ہندیوں کی اصطلاح ہند مدح / سندیونکی اصطلاح سند مدح / معنی دو ہوں او ہو وے بات ایک / ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک
حق میں اسکے مدح تیری حق میں ذم / حق میں اسکے مدح تیری حق میں سم / حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار / حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار
حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بد / حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد / بس بری ہے پاک ناپاکی سے ہم / اور اگر انجانی و چالاکی سے ہم
نے کیا میں حکم تالوں فائدہ / بلکہ سو بخشش کروں بندوں پہ تا / انکے کب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک / بلکہ وہ خود آپ ہو جاتے ہیں پاک
میں نہ کیوں کھولوں زبان کے قفل کو / دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو / دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز / لفظ بیجا سے زباں ہو گرچہ باز
ہو زباں یا دل حقیقت یا مجاز / چاہتا ہوں سب سے میں سوز و گداز / دلمیں اپنے عشق کی آتش لگا / سر بسر فکر عبادت کو جلا
موسیا آداب والے اور ہیں / اور سوز و ناب والے اور ہیں / سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج / کان ویراں پر نہیں عشر و خراج
گر گناہ انسے ہو مت عاصی کہو / جو ہوا پر خوں شہید اسکو نہ دھو / ہے وہ خوں پانی سے افضل بے شبہ / سو ثوابوں سے ہے بہتر یہ گنہ
گم ہو رسم قبلہ جب کعبہ میں ہو / پابرہنہ غم ہے کیا غواص کو / رہبری مت ڈھونڈ سرمستوں سے تو / جامہ چاکوں کو نہ کروا تو رفو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخدمت شبان یعنی چرواہہ

ملت عشق از ہمہ دین ہا جدا / عاشقاں را مذہب و ملت جدا
یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا / پیچھے چرواہہ کے دوڑے برملا
اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے / تاوہ سرگشتہ کہیں شاید ملے ۱۵

رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا / مژدہ دیکر اس سے موسیٰ نے کہا / ہو گیا ہے تجھ کو اب حکم خدا / کھول تو اپنی زبان کو برملا
اب نہ تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ / جو ترا دل سوختہ چاہے وہ کہہ / کفر تیرا دین ہے اور دیں نور جاں / تیری برکت سے ہے عالم میں اماں
اے معاف یفعل اللہ ما یشاء / بے محابہ تو زباں کو کھول جا / بولا اے موسیٰ نہیں میں وہ رہا / ہو گیا کچھ اور حال عالی مرا
مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے مرے / اڑ گیا وہ عرش سے اوپر پرے / پا گیا میں گومگو کی بات کو / آفریں تجھ کو ہو تیری بات کو
کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب / شہد وحدت نے کئے ہیں بند لب / حال کو میرے کہاں پہنچے کلام / اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ قدس سرہا

گرچہ بھید اپنا نہ کہنے دے ہے عشق / لیک کب خاموش رہنے دے ہے عشق
ہو سکے کب بند عاشق کی زباں / گرچہ بھید اس کا نجانیں مرد ماں / جبکہ سمجھیں انبیا کم راز عشق / کسطرح ہوں عام پھر ہمراز عشق
بے کئے معلوم میرے دل کا بھید / کردیا مجنوں سمجھ کر مجھ کو قید / ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست / لیک ہوں میں اپنے مستانہ کی مست
رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں / سب سے غافل اسی سے پر آگاہ ہوں / عشق سے اسکے ہوں میں مست و خراب / مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب
لیگیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش / وہ ہی بڑلاتا ہے اب مجھ سے خروش / ہوں کسی دانا کی میں دیوانی آہ / شمع روئے یار کی پروانی آہ

مست ہوں پر دل مرا ہشیار ہے
جان آسودہ مگر تن خوار ہے
ہوگیا البتہ یہ مجھ سے گناہ
جان کی خاطر کیا تن کو تباہ

ہے گناہ بس یہ کہ ہیں رکھتی ہوں چاہ
غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ
گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ
اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ

عشق نے اسکے کیا جو جاں میں گھر
تن بدن سے ہوگئی ہوں بیخبر
شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیاں
اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں

آتا ہے جب زلف دلبر کا خیال
نوچتی ہوں اس لئے میں سر کے بال
جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار[1]
پھوڑتی ہوں سر کو دیواروں سے مار

چہرۂ گلگوں کا اسکے کر خیال[2]
میں طمانچوں سے کروں ہوں منہ کو لال
خنجر ابرو کو اس کے یاد کر
کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر

یاد کر وہ خال روئے گلعذار
داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار
چشم میگوں[3] اسکی جب یاد آگئیں
جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھرا گئیں

نوک مژگاں[4] کا خیال ہو اسکے جب
سینہ چھن چھن کر مرا چھلنی ہو سب
یار کے شیریں[5] دہن کو یاد کر
نون چھڑکوں ہوں جگر کے زخم پر

یاد آویں جب در دندان یار
گوہر اشک اسپہ کرتی ہوں نثار
ہو لب شیریں کا اسکے دھیان جب
تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب

یاد کر کے قد و قامت[6] یار کا
کرتی ہوں شور قیامت کو بپا
یاد کر کے دلبری[7] کی چال ڈھال
خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال

دور ساغر[8] یاد کر کے یار کا
زہر کیسے گھونٹ بھر لیتی ہوں آہ
کر لباس و پیرہن کا اسکے دھیاں
کرتی ہوں داماں گریباں دھجیاں

یاد آوے جب سراپائے صنم[9]
جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم
یار کی ہمبستری کو یاد کر
لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر

کر کے دندان لب خنداں کو یاد
گاہ روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں شاد
جانتی ہے خلق دیوانی مجھے
عقل سے یکلخت بیگانی مجھے

16 کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے
کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے
حال زار من نمی داند کسے
ہستم اندر آتش غم چوں خسے

حال سے میرے کوئی واقف نہیں
ہوں میں اندر آگ کے جیسے رسی
ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک
ناک والا ہو کوئی نکٹوں میں ایک

اسکو سب نکو بنادیں سر بسر
عقل و ہوش اسکا اڑادیں سر بسر
گرچہ اپنے کام میں عاقل ہو نمیں
خلق کے نزدیک پر جاہل ہو نمیں

جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم
سنکے ہنسدیتا ہے مجکو یک قلم
نے مرا غمخوار نے مونس کوئی
کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی

ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز دروں من نجست اسرار من
اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں
کب یہ میرے واقف اسرار ہیں

جنمیں سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ
ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ
اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد
ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد

درد کا میرے نہیں کرتے علاج
کرتے ہیں وہ جس سے اور بگڑے دماغ
بند کرنا کب ہے وحشت کا علاج
وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج

جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار
کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک
جائے مرہم زخم پر چھڑکیں نمک

ہے یہ کس حکمت میں درمان بخار
دیں ٹھنڈائی کی جگہ لازوئے حار
تشنگی بجھنے کا کیا یہ بھی ہے راہ
جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ

ہے کوئی آتش بجھانیکا یہ کھیل
ڈالے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل
ہے مروت یہ کہیں تم نے سنی
دوستی کی جا کرے جو دشمنی

۱ مراد صفت معبودیت حق است ۲ مراد تجلیات سوری کہ سالک از کیفیت آں طلاع می شود ۳ مراد تجلیات کہ در بیخودی و خواب میشوند ۱۲ ۴ مراد صفت بصیری للہ تعالی نظر و عنایت برلا لبان خود ۵ مژگان مراد اشارت الہی باقی صفحہ آئندہ پر

چاہتے ہیں دردِ عشق اس سے ہو دور / اور ہے میری زندگی اس میں ضرور
درد جاناں کس طرح چھوڑوں بھلا / زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا
مایۂ راحت ہے مجکو اس کا غم / مونس وحشت ہے مجھ کو اسکا غم
درد کی میرے دوا ہے اسکا درد / اور تپ ہجراں کی دارو آہ سرد
عشق جان محرم ہے میری جان کا / زخم غم مرہم ہے میری جان کا
عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جان کی / دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی
پوچھے ہے دردِ عشق سے جو حال دل / ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل
گرچہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار / دھوتی ہوں اسکو نسے اسکو بار بار
میں نہیں مجنوں ہوں بس ہوشیار / آتا ہے طعنہ جنوں سے مجکو عار
پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں / جاہلوں کے آگے دیوانہ ہوں میں
ہیں مسخر میری عقل و فہم عام / اور جنوں میرا ہے اک ادنیٰ غلام
مانندم در قید زنجیر جنون / بہ کہ باشم اہل عقل و ذو فنون
شیخ نے جو نکتہ تحفہ سنے / عشق کے دل میں دُرِ تحفہ چنے
درد کی سن گفتگو غش کر گئے / جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے
دل جلا سن گفت دل آویز کو / دی اجازت اشک گوہر ریز کو
تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی / دیکھ کر رو اشک رانی شیخ کی
یوں کہا اے شیخ جاں کھونا ترا / اُسکے صعو نیر ہے یہ رونا ترا
اسکو پہچانے اگر تو نیک بخت / یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت
اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بنا / تو رہے یا عقل ہش تیرا بجا
گر بہ بینی یک نفس حسن و درد / اندر آتش افگنی جان در وجود
اس کے صعو نیر ہو جب عالم فنا / عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا
جان و دل دیں جب مجازی عشق میں / کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں
اسکے اوپر کہتی ہوں میں ایک مثال / تاکہ ہو معلوم جانبازی کا حال

حکایت بطریق تمثیل

نقل ہے لڑکا تھا اک درویش کے / جو بصورت پاک طینت نیک پے ١٧
صورت و سیرت میں بس کامل تھا وہ / خوبیٔ عالم تھا جسم اور دل تھا وہ
حسن کا اس کے کروں میں کیا بیاں / تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشاں
پڑھتا تھا اک میر کے مکتب میں وہ / تھا طرحدار ذہن و ذکا میں سب میں وہ
میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں / شکل و صورت میں تھا یکتائے زماں
گلبن نو حسن کے گلزار کا / آشیانہ طائر انظار کا
ہو گئی ناگاہ الفت درمیاں / میر کے لڑکے کی اور اسکی بجاں
شیفتہ ایسا ہوا پسر فقیر / ایک دم رہتا نہ بے ابن امیر
ناگہاں اک روز امیر بیتوفاق / آگیا مکتب میں حسب اتفاق
حال سب لڑکوں کا پوچھا آن کر / آخر اس لڑکے کو مفلس جان کر
حکم اٹھا دینے کا اس کے دیدیا / اور معلم سے یہ مضمون کہہ دیا
یعنی ہو گی آخرش اے اہل بر / صحبت اسکی میرزادے کو مضر
الغرض استاد نے مجبور ہو / جا کہا درویش کے فرزند کو
کہنے سے استاد کے ہو چشم تر / اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر
پھر سنا تھوڑے دنوں کے بعد یوں / ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبوں
تھی نہ اسکو کوئی بیماری شناق / کھا گیا تھا میرزادے کا فراق
آتش فرقت میں اسکے روز و شب / جلتا بھنتا تھا بصد رنج و تعب
عیش دن کو تھا نہ شب سوتا تھا وہ / خون دل پیتا تھا اور روتا تھا وہ
کھانے پینے نے دیا اسکو جواب / خواب و راحت نے کیا آرام خواب

ا صعو گذشتہ سے آگے / بواسطہ وحی یا بواسطہ الہام باشد ۱۲ ۵ دہن مراد صوت متکلمی و اشارت الٰہی است ۱۲ ۶ مراد صفت معبودیت و سزاوار پرستش ۱۲
ے مراد جذبہ او معشوق عاشق را ۱۲ ۸ ہر چیز کہ دراں چیز مشاہدہ انوار غیبی و ادراک معانی می کنند ۱۲ ۹ مراد جامع جمیع اعار و صفات ۱۲ ::

بھوک زیادہ ہو تو کھا دل کے کباب ۔ پیاس غالب ہو تو دے آنکھوں سے شراب
نے کبھی ہنستا نہ کرتا بول چال ۔ غم کے کو نہیں پڑا رہتا نڈھال

حالکو اس کے کوئی اگر پوچھتا ۔ ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا
اندر اندر کھا کے رنج یار سخت ۔ رفتہ رفتہ ہوگیا بیمار سخت

میر کے لڑکے کو جب پہنچی خبر ۔ اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر
جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو ۔ یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو

جا مری جانب سے یوں اکبار کہہ ۔ کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ
آکے خدمتگار نے بعد از سلام ۔ میر کے لڑکے کا پہنچایا پیام

یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا ۔ تیری الفت میں مرا دل پھنس گیا
تیری فرقت میں ہوا بیمار میں ۔ اب کوئی دم کا ہوں مہماں یار میں

جان لے القصہ میرا بیگماں ۔ جسم تڑپے ہے یہاں اور جاں وہاں
لوٹکر کے میرزادے کا غلام ۔ آیا اور بیمار کا لایا پیام

میر کا لڑکا یہ سن کر ناز سے ۔ بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے
یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر ۔ کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر

گر ترا دل مجھ پہ یوں مائل ہے اب ۔ بھیجنے میں کون چیز حائل ہے اب
دل ترا رہتا ہے گر مجھ بن اداس ۔ بھیجدیتا کیوں نہیں دل میرے پاس

جا کے نوکر نے پیام جاں فزا ۔ میر کے لڑکے کا عاشق سے کہا
سن کے عاشق نے پیام دلربا ۔ ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا

بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ ۔ اور طبق پوشیدہ لیجانا اٹھا
وہ طبق سربستہ لیجا کر ضرور ۔ جلد رکھنا میرزادے کے حضور

بعد اک ساعت کے نوکر میر کا ۔ حسب فرمودہ پسر اندر گیا
جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا ۔ اور زمین پر اک طرف لڑکا پڑا

ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال ۔ اور زمیں پر ہے پڑا وہ نونہال
وہ طباق اسجا سے جلدی سے اٹھا ۔ میر کے لڑکے کے جا آگے دھرا

۱۸ اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا ۔ میر کے لڑکے نے پھر سنکر ذرا
اس طبق کو دیکھا جو رومال اٹھا ۔ دل تڑپتا پایا اس میں برملا

دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ ۔ ہوگیا اسکا بھی دل بس لوٹ پوٹ
وہ تو دل کو دیکھے راحت پا گیا ۔ دلکو اس کے بھی مگر تڑپا گیا

دیکے دل آرام اس کو ہو گیا ۔ جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا
پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر ۔ جا کے اس جانباز کی لا تو خبر

سنتے ہی خادم گیا واں جلد تر ۔ اور اس جاندادہ کی لایا خبر
یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا ۔ جانکو جاناں پہ قرباں کر گیا

رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہوگیا ۔ سانپ کے کاٹیکے جوں چپ سو گیا
عشق اپنا کام کر کے چل گیا ۔ گلبن نورئے گل میں مل گیا

ہوگیا وہ جاں بحق تسلیم آہ ۔ سنکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ
اپنے کہنے سے پشیماں ہو کے وہ ۔ ہوگیا بیہوش بس رو رو کے وہ

فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب ۔ چلگیا جب تیر ہٹ سکتا ہے کب
عاشق صادق تھا اور اہل کمال ۔ دیدیا دلبر کو جو دل بے ملال

لیکے مسکیں نے اشارہ دلربا ۔ دیدیا دل کر کے پہلو سے جدا
اک اشارے میں دیا دل بیخلل ۔ کر گیا اس شعر پر گویا عمل

دلدیا لاکھوں خریدے ہمنے داغ ۔ اک کلی دیکر لیا پھولوں کا باغ
جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال ۔ کیوں نہ مٹ جاں عاشقان ذو الجلال

خلق دے مخلوق پر جان بے عنا ۔ عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا
عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم ۔ کیوں نہ ہوں مجنوں میں اسپر یکقلم

شمع پر پروانہ ہو جل کر فنا ۔ عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا
حسن یوسف پر زنانِ مصر مست ۔ ہو کے کاٹیں جائے لیموں اپنے دست

حسن یوسف عکس حسن حق ہے یار ۔ حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار
عاشقان صورت وہم و خیال ۔ کب ہوں مثل عاشقانِ ذو الجلال

گوہری شو میگزید پہلوئے صدف ۔ غلط غلطاں و زخم چوگان عشق
عشق حق میں تو جو دے اک جانکو ۔ پاوے بدلا دس سے لیکر سات سو

عشقہائے کز پئے رنگے بود　　عشق نبود عاقبت ننگے بود
پھر تھرا کر گر پڑی بے ہوش ہو　　آہ بھر کر رہ گئی خاموش ہو
شیخ نے اسکو پکارا اے کنیز　　بولی لبیک اے شہ با تمیز
نام جو لیتی ہے میرا بر ملا　　مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا
غم میں اس کے عشق کے کھیلی ہے نرد　　آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد
شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو　　پر بتا ہے کون تیرا ماہ رو
کونسے محبوب کی عاشق ہے تو　　کونسے مطلوب کی شائق ہے تو
کون سے ہے شعلہ رو کی سوختہ　　ہے تو کس تیر نگہ کی دوختہ
کونسے ہے سرو قد کی پائمال　　عشق میں کس ماہ کے ہے تو ہلال
زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی　　گیند کی جو سے ہے جو غلطاں ہر گھڑی

حضرت تحفہ بغم پر سینہ چاک　　کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک
بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش　　پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش
یوں کہا پھر شیخ نے اے با ادب　　کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب
بولی جیسے دوست کو جانا ہے میں　　اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں
کھل گئے سب دل میں اسرار جہاں　　ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں
کر ذرا روشن ترا ہے کون ماہ　　کونسے بت نے تری ماری ہے راہ
کونسے دلدار پر مائل ہے تو　　کسکی تیغ ابرو کی گھائل ہے تو
ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب　　ہے تو کس چاہ ذقن میں غرق اب
پیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو　　ہے فتنہ میں پیچ بتا کس تل کے تو
کونسے شمشاد کی قمری ہے تو　　کونسے آزاد کی قیدی ہے تو

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است

کون سے گل کی ہے تو بلبل بتا　　کون ہے محبوب تیرا اگل بتا
عرض کی تحفہ نے اے قطب زماں　　ہے مرا محبوب خلاق جہاں
یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور　　حرف رد سے دونوں عالم کا ظہور　١٩
عشق سے پرجان جسنے دی مجھے　　یاد میں اپنے بہر موکی مجھے
مجھ کو اپنے سے تنہا سا کر دیا　　نور عرفاں سے مرا دل بھر دیا

خالق کونین پر عاشق ہوں میں　　مالک دارین کی شائق ہوں میں
دل دہندہ ہی کی دلبر وہ ہوں میں　　اپنے اسجان بخش کی مردہ ہوں میں
ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز　　اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز
اپنے اسپر آب سرو گل ہوں میں　　گاہ قمری اور گہے بلبل ہوں میں
جسکی وحدت کی ہے کثرت جلوہ گاہ　　جسکی یکتائی کا شہد اللہ گواہ
ہے وہی معبود برحق میرا دوست　　ہے وہی موجود مطلق میرا دوست
ہے مرا محبوب مطلوب و حبیب　　جو ہے مجھ سے بھی بہت میرے قریب
جسکی پی کر کے مئے حیرت زمین　　ہے پڑی بدمست بیجان و خبر ہیں
جسکے جام عشق سے ذرات مست　　فرش تا عرش موجودات مست
ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور　　ہے اسی کی پرتو کا سب ظہور

دلربا جسنے دیا دل اس کو میں　　آپ کو چھوڑ آگئی ل اس کو میں
اپنی ہستی بخش پر ہوں میں فنا　　میری ہستی میں ہے وہ جلوہ نما
اپنے ہوں افروختہ پر سوختہ　　اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ
ہے مرا محبوب دو عالم کا رب　　جسکی پاکی بولتی ہے خلق سب
ذات برحق بادشاہ بیبدل　　فرد مطلق لایزال و لم یزل
ہے مرا محبوب سر کن فکاں　　جان عالم جان جاں روح جہاں
ہے مرا معشوق وہ بلا شبہ شک　　عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک
ہے نشہ میں جسکی عبدیت کے چور　　آدم و جن و ملک حور و قصور
ہے وہی دلبر مرا وہ ہی حبیب　　اور سوا اسکے نہیں کوئی حبیب
حسن محبوبان عالم سربسر　　عکس حسن حق ہے یوں خود سنگ پر

جس برانداز وہ ہے یہ خوبی خلق عکس محبوبی ہے محبوبی خلق
اڑگیا جب زر ہوئی ظاہر مسی اسکے عاشق پر جب آتی ہے ہنسی
سایہ اپنے اصل کو جب چلگیا خاکمیں عشق مجازی رل گیا
ہووے گر عاشق مجازی کو کچھ عقل ساتھ اس سایہ کے کرتا ہے نقل
سایہ توجا اصل میں اپنے ملا عشق حقیقی اسکو حاصل ہوگیا
جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز تب حقیقی عشق میں کر ترک وناز
یعنی جب معشوق اسکا مرگیا بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا
ہوگئی باہر بدن سے روح جب ہوگیا عشق مجازی سرد سب
چشم وگوش وچہرہ سب موجود ہے عشق تھا جسپر کہو وہ کیا تھی شے
پرتوہ حسن حقیقی کا وہ تھا جس پہ یہ عاشق ہوا تھا مبتلا
پرتوہ جب اصل کو اپنے گیا رہ گیا عاشق بچارہ دیکھتا
کھلگئی جب آنکھ تب فریاد کی عشق ناقص میں عمر برباد کی
اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق چھوڑ دریا کو ہوا قطرہ میں غرق
دیکھ کرکے عکس خود دیوار پر غش کیا اور کی نہ سورج پر نظر
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب
جب خیال ماسوا باطل ہوا عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق برمردہ نباشد پائدار عشق رابرحی وبرقیوم دار
عشق زندہ در روان و در بصر میشود ہر دم زغنچہ تازہ تر
عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار زندہ اور قائم کا کر عشق اختیار
عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر دل میں اور آنکھوں میں باصد کروفر
ماسواحق کے جو کچھ موجود ہے شکل ہستی ہے ولے نابود ہے
بند کر آنکھوں کو کر دل سے نظر ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
غیر ہی کب ہے وہ ہے موجود یار اول وآخر نہان وآشکار
ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک دو نظر آتے ہیں احول کو ولیک
احولی کو دور کرکے کر نظر ہے وہی خورشید ہر جا جلوہ گر
ہیں اسی دریا کی سب موجیں ضرور گرچہ رنگا رنگ ہے ان کا ظہور
شمع گر لاکھوں تجھے آویں نظر ایک ہی جب نور ہر جاوے نظر
ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک عقل اس کثرت سے حیراں ہے ولیک
آئینوں کو دیکھ کرکے رنگ رنگ عقل جزوی اس تکثر سے ہے دنگ
پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر حق کے اسماء وصفات ہیں جلوہ گر
دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا کہ ہو ہر اک ان کا ایک سے خالی نہو
وہ نہیں جسمیں نہیں وہ جسمیں ہو وہ بھی ہے ناچیز اے اعداد جو
یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے ہیں نہ تو ہے وہی نور منزہ چار سو
ذرہ کہ دو نہ بڑھ اور دو نجان جان اسمیں آپکو محو نہان
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں میں ہے یہی بہتر کہ چپ رہتا ہوں میں
ہے ہمائے وحدت اب پرواز پر آوے کب دام سخن میں اے پدر
قطرہ میں دریا سماوے کس طرح ذرہ میں خورشید آوے کسطرح
باد اندر مشک آسکتی ہے کب آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب
کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ نور میں ظلمت کو ہو کسطرح راہ
شیخ سری یہ سخن تحفہ سے سن رہ گئے حیران وششدر بے سخن

رجوع بقصہ

سنکے اس سے بیدل میٹھے کلام قند وحدت سے ہوئے شیریں کام
کرکے اس سے گوہر معنی بگوش شربت توحید کو بس کرکے نوش
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا روٹی اور رکھ ہاتھ یہ دلبر کہا
جاہلوں نے کرکے باہم مشورہ بند مجھ آزاد کو بس کر دیا
بعد ازاں اک دھر کو گر پڑی شیخ نے جانا گئی مر اس گھڑی
ہوش جب آیا تو پھر اس نے پڑھے چند شعر اپنے مناسب حال کے
دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ اور سن کر قصۂ بے سر کو شیخ
صاحب بیمار خانہ سے کہا پھر حق کر اس ڈلیہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ / آہوئے صحرائے وحدت کو تو چھوڑ
قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو / تا ترے برلادے حق امید کو
کر تو آزاد دو عالم کو آزاد / دو جہاں میں تا کرے حق تجھکو شاد
سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ / انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ
پھر کہا یوں شیخ نے اے خستہ جاں / اب چلی جا تیرا دل چاہے جہاں
عرض کیا تحفہ نے اے والا گہر / میرے جانیکا ٹھکانا ہے کدھر
قید میں ظاہر کی ہیں کیا قید ہوں / قید باطن کی دلے پابند ہوں
شیر معنی ہوں میں آزاد دو کون / بند کر سکتا ہے اب مجھ کو کون
طوق زنجیر اور یہ زنداں میرے اب / اک اشارہ میں فنا ہوتے ہیں سب
کیا نہیں تم نے سنا اے خوش خصال / قید میں منصور کی قوت کا حال

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

قید میں جسدم کیا منصور کو / فانی حق غرق بحر نور کو
ساتھ اس کے تھے تین سو اور چند / اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند
بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ / تم اگر چاہو تو دونمیں سبکو چھوڑ
یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو / کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو
یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس / قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہراس
ہاں اگر چاہو تو دوں ہیں تمکو چھوڑ / اک اشارے ہیں تمہارے بند توڑ
پھر اشارہ جو کیا انگشت سے / بند و دست و پا سے انکے گر پڑے
قیدیوں نے آپکو دیکھا جو خاص / بند اور زنجیر سے بالکل خلاص
عرض کی سب نے کہ اے شیخ بلند / کس طرح جائیں در زنداں ہے بند
اور ہیں درباں دروں پہ مستعد / پہرے اور چوکی کے اوپر مستعد
یوں کہا منصور نے پھر کیا ہے ڈر / کہہ کے یہ اور کی سوئے زنداں نظر
شیخ کے کرتے ہیں زنداں پر نظر / ہو گئے پھٹکر کے دیوار دمیں در
پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل / اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل
بولے سب تم کیوں نہیں چلتے ہو گھر / یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر
ہے مرے سینہ ہیں اک سر نہاں / دار پر جاکر کروں گا میں عیاں ۲۱
بعد اس کے حکم سے دل دار کے / ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جسم زار کے
اس طرح میں بھی ہوں حکم حقیں بند / امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند
میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند / کردیا ہے بند ہیں بندہ کے بند
اس مرے محبوب نے کردی مجھے / اپنے اک بندے کی ہیں بندی مجھے
اس کی مرضی پر رہونگی دلسے بند / ہو جدا میرا یہاں گر بند بند
گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی / ورنہ صابر ہوں نہ ہیں گھبراؤنگی
شیخ سری نے کہا ہنسکر کے یوں / ہے عجب تو نکتہ داں اے ذوفنوں
اس سخن سے ہو گیا اب آشکار / میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از تاجر مالک تحفہ

شیخ اور تحفہ بہم آپس میں باز / کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز
تاجر دل خستہ سینہ سوختہ / پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ
آگیا باہر سے اندر ناگہاں / جانب زنداں بندی بے اماں
آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا / ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا
پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سری / سنکے یہ خوش ہو گیا وہ اس گھڑی
شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا / فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا
بولا برکت سے دعا کی ان کی اب / مشکلیں آسان ہونگی میری سب
بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر / رکھدیا پھر شیخ کے پاؤں میں سر
شیخ بولا ہوش کر اے باتمیز / مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز
ہے ادب مجھ سے گدا کا بے شمار / شاہ معنی کو کیا ہے دشوار
لائق تعظیم پر تو ہو ستم / اور ہو نالائق معظم محترم
ابلہاں تعظیم مسجد می کنند / در جفائے اہل دل جد می کنند
کب سے مسجد جز درون اولیا / کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کبریا

کیا نظر بندی ہے اے دانائے راز باز کو پشہ کہیں پشہ کو باز
ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار خار کو جانے ہیں گل اور گل کو خار
چاہ کو جانے ہیں راہ اور رہ کو چاہ شاہ کو مسکیں کہیں مسکیں کو شاہ
نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک ایک کو سمجھیں ہیں سو اور سو کو ایک
غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم
خوار کو سلطان سلطاں کو ذلیل دانا کو نادان اور ناداں کو عقیل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل اہل کو نااہل نااہلوں کو اہل
عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں اور جو ہیں مجنوں انہیں عاقل کہیں
خلق جسکو جانتی سردار ہے پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے
اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کنیزک کو کہ ہے سلطان جان کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان
کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار کیوں کیا اس آئینہ کو پر غبار
جان کو اپنی ستاتا ہے کوئی خاک میں زر کو ملاتا ہے کوئی
کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا
کر بیاں اس کی حقیقت مجھ سے تو اول اور آخر سے یکسر مو بمو
حال کیا رکھتی تھی اور کیدھر رجوع یہ جنوں اسکو ہوا کیونکر شروع
ہوگئی ہے کب سے یہ زحمت اسے کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے

بیان نمودن تاجر حال تحفہ را رحمہا اللہ

اشک سے لعل و گہر کرکے نثار شیخ سے کی عرض تاجر نے کہ یار
سنیے مجھ سے قصہ تحفہ بہ ہوش عشق کہیے در تحفہ بگوش
سنیے ساتھ اس کے کہا نیکو مری اس بلائے ناگہانی کو مری
کان دیجے تا مرے دلکا دھواں نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آں
ایکدن پھرتا تھا میں بغداد میں آگیا اک کوچۂ بیداد میں
۲۲ خلق کا دیکھا وہاں اک اژدہام گر رہی تھی قند پر جیسے ہوام
ایک سے پوچھا میں کیوں ہے یہ ہجوم ہے کہا اک فتنہ تحفہ کی دھوم
بکتا ہے اک شاہد خورشید فام جنتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام
دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن سب گئے ہیں بلبل و پروانہ بن
وصف اس گلرو کا جب مجھ پر کھلا دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا
جلوہ آں ماہرخ از راہ گوش برد از تاجر رواں و عقل و ہوش
الغرض میں بھی عزیمت کو بڑھا بہر تسخیر پری آگے بڑھا
دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر کان سے بہتر ملی مجھ کو نظر
نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں جسکی ہے تعریف میں قاصر زباں
ہیں خریدار اسکے صد ہا بیش پا قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں سوا
سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا اس کی قیمت دونگا میں سب سے سوا
یاں تلک لایا کہ جو اندر شمار آئے درہم اسکی قیمت بیس ہزار
لے لیا میں مول آخر کو بجاں فتنہ دوران آشوب زماں
آیا خوش ہو کر کے پھر میں جلد تر خانہ ویراں گر کو لیکر اپنے گھر
خوبی و حرفت کا تھا بس اسکے غل خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل
سر سے پا رکھتی تھی زیبائی بنا پر عیاں چہرے سے سودائی بنا

اظہار شدن عشق تحفہ و زور شور او

شوق کی پیکر کے اکدن بنگ کو تھی لگی گانے بجانے چنگ کو
تھا زباں پر یہ کہ ہے فریاد رس کون تجھ بن بیکس و بیکس کا کس
چارۂ بیچاری کا بیکس کا رفیق مایہ بے مایہ کا بے بس کا شفیق
دستگیر ناتواں عاجز نواز مستغیث عاجزاں چارہ ساز
دل دہندۂ بیدلاں عاشق نواز مرہم زخم دلان پاک باز
مرے دلبر مرے جانکے حبیب ہے مرے نزدیک دور و نکے قریب
پردۂ دلمیں مرے لی تو نے جا خلق کے در پر مجھے دی تو نے جا
پر ہے تیرے عشق سے سب تن مرا خلق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا

بندگی تیری ہے میری زندگی | غیر کا کر دفع بند بندگی | ہے قسم تیرے جمال پاک کی | دام غم میں تیرے جیسے میں پھنسی
دو جہاں کا دل سے میرے غم گیا | تخم الفت تیرا دل میں جم گیا | ہر رگ و پے میں سمایا ہے تو ہی | غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی
بیکسوں کا تو ہے کس بیکس ہوں میں | دستگیری کر کہ بس بیبس ہوں میں | ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو خلاص | کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
کہہ کے یہ پھر بے تحاشا رو پڑی | کھول دی مژگاں سے مرجان کی لڑی | بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو | اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو
ماسوا کی آرزوئیں توڑ دیں | آرزوئیں دل سے اپنے چھوڑ دیں | جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا | تاجر اور ساتھ اسکے سب چھوٹا بڑا
بول اٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ | سر میں اس زیبا کے سودا پڑ گیا | تیر عشق پھینکا کسی خوش ماہ نے | زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر | پار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر | لیک کی ہر چند سب نے با ہنر | جستجو اسباب کی ادھر ادھر
پر ہوا روشن نہ وہ ہے کون ماہ | کونسے بت نے ہے مارا اس کو آہ | ماری تیغ عشق کس معشوق نے | زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
گذرا اس حالت میں اسکو ایک سال | کھانا اور پینا تھا اس پر سب وبال | عیش دن کو تھا نہ سونا رات کو | لب یہ خنداں نے زباں سے گفتگو
انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ | بھاگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ | تھی گریباں سے عداوت ہاتھ کو | تار دامن میں نہ چھوڑے بات کو
آہ نالہ سے اسے الفت کمال | اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال | شور افغاں کی کبھی تھی دھوم دھام | گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام
گاہ سر رہتی تھی دیواروں سے پھوڑ | گاہ جا جنگل میں دروازں کو توڑ | رات بھر ہنستی تھی یا روتی تھی یہ | مجکو سونے دے نہ خود سوتی تھی یہ
نوچتی تھی گاہ اپنے سر کے بال | گہہ طمانچوں سے کرے تھی منہ کو لال | کام تھا گر یہ ہے اسکو روز و شب | جان میری اس سے آئی ہے بلب ۲۳

مقید کردن تحفہ را در بیمارستان و بیان زور شور او در غلبۂ عشق الٰہی نو

گرچہ تدبیریں کریں میں سو ہزار | ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار | جبکہ بگڑا اور بھی اس کا مزاج | بند کرنا ٹھہرا آخر کو علاج
کر کے بس آہن دلی سب نے بذوق | کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق | چشم سے جاری تھا اسکے خون کا نال | پڑھ رہی تھی شعر اپنے حسب حال
اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغاں | عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں | جس کا سب مضمون سوز و درد تھا | گریہ و افغان و آہ سرد تھا
جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ | عقل و حس اپنے سے بیگانی ہے یہ | دشمنی ہے خویش داری سے اسے | ہمدمی ہے آہ و زاری سے اسے
کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا | خواب اور آرام اس کا سو گیا | کھانا کباب دل لگی ہے بھوک اگر | جب پیاسی ہو پیئے خون جگر
نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب | لوٹنا جگنا ہے بیہوشی ہے خواب | راحت اور آرام اس پر شاق ہے | اور تڑپنے لوٹنے میں طاق ہے
ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا | عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا | گر ہنسے تھوڑا بہت روتی ہے یہ | رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ
ہو ہے روشن جیسی جگہ شمع بلا | اپنے دے پروانہ جان کو جلا | غش ہے اپنی بیخودی مستی ہے یہ | مرتی ہے نت نیستی ہستی ہے یہ
ہے محبت اس کو وحدت سجدا | دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا | اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے | شور و غل میں شہرۂ آفاق ہے

اسکی آنکھوں کو ہے نت رونے سے عشق
اشک کو میل خودی دھونے سے عشق

ارسکی اس حالت نے اے والا خطاب
کردیا ہے عیش میرا سب خراب

اور جو پوچھو سب مری پونجی ہے یہ
گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ

باہمہ حال اسکو میں سوز دو نار
ہے خریدا دیکے درہم بیس ہزار

رکھتا تھا امید تالوں میں بفور
ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور

کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر
جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر

رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن و جمال
اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال

جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے دھوم
شوق کا خلقت کی ہے اس پر ہجوم

شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر
جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر

یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ
دل کو اک نغمہ میں لیجاتی ہے یہ

فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال
قال سے اسکی ہو عالم اہل حال

جو کوئی آواز کو اس کی سنے
ذوق سے دو دو پہر سر کو دھنے

ذوق میں آکرکے یہ گاتی ہے جب
مست ہوتے ہیں در و دیوار سب

لحن داودی اسے حق نے دیا
اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا

واسطے نغمہ کے جب کھولے زباں
جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں

بلبل روح اسکا سن آواز چنگ
جائے گلزار ارم کو بیدرنگ

ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ
صوفی اک عالم کو کردیتی ہے یہ

مرغ دل پرآں ہو جب کھولے زباں
ہو صدا سے اسکی حیران کل جہاں

جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو
ہوتی ہے برپا قیامت چار سو

اور سوا اسکے ہیں جو اس میں کمال
اس سے واقف ہے خدائے لایزال

پرسیدن شیخ سری سقطی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

سنکے سری نے کہا تحفہ سے یوں
بیچ ہے کیا ناجر بیاں کرتا ہے جوں

حال دل کچھ تو بھی کر اپنا بیاں
دست بردل دیدہ تر کھولی زباں

روئی اور ہنسکر کہا اے شیخ دیں
بیچ کہا تاجر نے گرچہ بیچ نہیں ۲۴

کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی
حال سے میرے نہ واقف ہر کوئی

پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے
جنکے معنی میں نے ہندی میں لکھے

یعنی دوست نے مرے دل سے کلام
تھی زباں محبوب اپنی استقام

بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول
کرلیا حق نے مجھے پاک اور قبول

لے لیا بس کو جیب الفت کو میں
پر نہ چھوڑا اس در دولت کو میں

جو کہا مانا میں رغبت سے اسے
ہوگئی حاضر پکارا جب مجھے

سب گناہوں کو مرے کرکے معاف
کی عطا جنت مجھے بے اختلاف

ایک جنت کیا جو اس کا ہو رہا
ہوگیا وہ وارث ہر دوسرا

فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں
سیر باغ وصل میں مشغول میں

لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند
زہر ناقص تلخ و تیرہ مثل قند

ذکر عطا بی انتہائے الٰہی در عبادت بندگان خود

زندہ نامرغوب ناچیز و حقیر
فضل سے لکھی اسے نعمت کثیر

ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں
پونچھ لیکر دے ہے موتی ہاتھ میں

سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر
لے ہے مشت خاک دے ہے سیم و زر

نے گل پژمردہ دے گلشن تجھے
بدلے اکدن کے دے خرمن تجھے

لیکے شاخ خشک دے بستان تر
بدلے اک دینار کے دے کان زر

لیکے تجھ سے کوزۂ آب خراب
جام کوثر دے ہے با مشک و گلاب

لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور
لے ہے گندہ پیر دے حور و قصور

سجدۂ سر جو نہیں جز خاک و خوں
بدلے اسکے دے ہے قرب بیچگوں

ہیں جو اعمال جوارح خاک باد
لیکے دے نعمائے جنت نامراد

چشم نم لے دے ہے رحمت تجھے
آہ دل لیدے دم وصلت مجھے

دست تا بال و پر دے اور زباں
دل کے بدلے جان جان کون جان

لطف احساں کا ہو اس کے کب بیاں
بخشدے ادنیٰ کو اک ملک جہاں

تخت بخشش کے جو ہو حلوہ گر
بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر

پشہ کو شہباز کے دے بال و پر
روبہ مسکیں کو طاقت شیر نر

ذرہ کو خورشید کر دیتا ہے وہ
قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ

وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا
وہ ہوا اسکا تو سب اُسکا ہوا

ہوش کر اسے یار بہر وصل جاں
مزرعہ دنیا ہے کچھ بولے یہاں

چند ایام اندر عمر مستعار
کر کے طاعت لے حیات پائدار

وہ حیات جاوداں بے انتہا
گر جس کے نیستی ہرگز نہ جا

پیش عقبیٰ دنیا اک ساعت ہے بس
ایک ساعت وہ بھی بیراحت ہے بس

ہے کہاں افسوس تیری ہوش و عقل
سانس تیری رائیگاں کرتی ہے نقل

مت کران انفاس خوش کو خوار و زار
غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہوشیار

تین دن کے عیش پر مت ہو تو شاد
آخر ہو مثل عقیمہ نامراد

خوش تو سب چھوڑ کر مر جائے گا
جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا

تو حیات جاوداں چاہے اگر
پہلے مر نہیں سے جاگا ورنہ مر

آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا
مرحبا سر کو جو ہو اس پر فدا

مرنا اس رہ میں ہے رشک زندگی
ہے یہ مرنا زندگی پائندگی

عہد و پیمان ازل کو یاد کر
ذکر حق سے ملک دل آباد کر

غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر
پاس کر انفاس کا اسے بیخبر

پاسبان ذکر کا رکھ زور و شور
تا نہ آجائے کہیں غفلت کا چور

ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا
عمر کی دولت سے لیجا گا چورا

ایکدم غافل نہ رہ کر ذکر حق
تا نہ آئے غیر ذکر و فکر حق

غیر حق کو دل سے اپنے دور کر
نور کے جلوہ سے دل معمور کر

ذکر کر مذکور تا ہووے عیاں
نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زباں

ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور
ذکر سری نور ہستی سے نفور

ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح یہاں
رویت اور دیدار ہو اُسدن وہاں

ذکر لفظی عارضی ہے اسے عزیز
ذکر روحی جوہری ہے اسے عزیز

جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر
اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر

ذاکر اور مذکور ہو جا ایک بار
غیر حق کی کب رہی باقی شمار

ہو ترے دلمیں جہاں جان عیاں
جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں

یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا
تم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما

پیش خورشید کرم اسے جان غم
ہیں یہ دونوں ماہ و خور ذرہ سے کم

الغرض برق تجلی نہاں
پھونک کر دے تجھے بس بے نشاں

بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں
ہو ترے ہر جز دے جو کچھ عیاں

جب کرے عشق احد دل سے ظہور
میم احمد درمیاں سے ہووے دور

دل سے جسدم عشق کا شعلہ اٹھا
جز احد کے کون اسے احمد رہا

بند کر امداد اب آگے زباں
قصہ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھکر کے حال و قال
پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال

خاطر نادر میں اپنے باکمال
بو یا ایک اسکی تمنا کا نہال

اور کہا دلمیں کہ لڑکوں سے گہر
مول لینا ہے بہت آسان تر

دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر
اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر

حقۂ پر لعل سربستہ ہے یہ
لے تو اسکو کھولدے زر کی گرہ

گرچہ تیرے پاس اک درہم نہیں
لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں

شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا
بیچ میں تحفہ کو دو اسکی بہا

بیچتا ہے تو اگر لے تا ہوں میں
جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں میں

جسقدر زر چاہئے تجھ کو سو لے
لیک تحفہ سیمبر کو مجھ کو دے

عرض کی سنکر کے تاجر نے کہ آہ
ہو گیا ہوں فقر سے میں تو تباہ

میں تو لشکر ہو گیا اس پر فقیر
کب ہے تم پاس اسقدر دولت کثیر

تم ہو خود مسکیں کہاں تم پاس زر
جو خرید وگے اسے اے بہرہ ور

جو کہ نقد و جنس میرے پاس تھا
سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا

ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر
نے کنیز کی ہاتھ میں ہے اب نہ زر

پر رہا نہ وہ میں بیکس رہ گیا
مثل عاشق بیدل و بیدل رہا

آہ صد افسوس اب میں کیا کروں
کس سے جا اپنی مصیبت کو کہوں

شیخ نے اس سے کہا ٹک صبر کر
لاتا ہوں میں اسکی قیمت بےخطر

بعد ازاں اٹھکر کے با آہ و بکا
روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا

گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایکدانگ
جز دعا و گریہ و افغان و بانگ

مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ رحمہا اللہ

جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر
رات بھر روئے بصد سوز جگر

عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار
حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار

پاس میرے کچھ نہیں پر اے جواد
ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد

کردے اسدم اپنی رحمت کی نظر
مجھ غریب و مفلس و نادار پر

کھول گنجینہ کرم کے اپنے در
اور عطا کر تحفہ کی قیمت مجھ کو کر

سرخرو کر مجھ کو تاجر کے حضور
وعدہ کر آیا ہوں میں اس پر ضرور

ہو مرا یا رب تو اب حاجت برار
کر نہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار

بہر حق ہو بحر رحمت موجزن
کر مجھے رسوا نہ اندر مرد و زن

شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر
آگیا دریا کرم کا جوش پر

لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر
ناگہاں ٹھوکا کسی نے آکے در

کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر
با لباس فاخرہ روئے منیر

ہے کھڑا در پہ با آداب تمام
اور شمع روشن لئے ہمرہ غلام ۲۶

اور کئی ہمراہ خادم با ادب
تھیلیاں پر زر لئے ہاتھوں میں سب

کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب
ہوں میں احمد بن مثنی ایجناب

شیخ نے اس سے کہا اسوقت تو
کیسلئے آیا کہا اے نیک خو

مجھکو اس رات اے ولی باخدا
خواب میں یوں پہنچی ہاتف کی ندا

یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں
جا کے سری کی نظر کر اس زماں

دیکے سری کو کر اسکا جی خوشی
جان تو اس کی خوشی میری خوشی

آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں
ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں میں

شیخ نے سن مژدۂ راحت فزا
سجدۂ شکر حق کی نعمت کا کیا

صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز
باہر آئے شیخ با شوق دراز

میر کو لے ساتھ اپنے باشرف
لیگئے تشریف تحفہ کی طرف

ہاتھ احمد کا پکڑ اک آن میں
لیگئے اسکو بیمارستان میں

دیکھا جو صاحب بیمارستان کو
بیٹھا ہے آنکھیں لگائے چار سو

شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا
عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا

یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں
قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں

غیب سے کل آئی مجھ کو یوں ندا
بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا

چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو رب
فضل رب کا اسپہ ہے ہر روز و شب

ہے خدا کا قرب اسکی جان میں
نور و عظمت اسکو ہے ہر آن میں

شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی
اور یہ کی اس سے مناجات اسگھڑی

یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا
تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا

حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا
وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا

خلق میں مشہور کر کے اے خدا
کر دیا مجھ کو بلا میں مبتلا

بند حکم میں ہے جو ہے مشتہر
ہے یہ بند آہن سے بھی بس سخت تر

خلق میں جو ہو گیا مشہور زر
کھل گئے سو آفتوں کے اسپہ در

غیرت و رشک و حسد غصہ و خشم
بغض و حرص و دشمنی کینہ و خشم

ہر طرف سے اس کے اوپر کر ہجوم ۔ آن کر برسے ہے جیسے ابر جھوم
گر تو ان آفات سے چاہے پناہ ۔ دامن عزلت پکڑ اور امن چاہ

مرکز عزلت ہو گمنامی کی راہ ۔ آفتِ شہرت سے جب پکڑے پناہ
جسنے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار ۔ کیا قدر جانے وہ گمنامی کی یار

شب قدر سے قدر کم ہو نیکی پوچھ ۔ عظمت عزلت کو اسم اعظم سے پوچھ
قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو ۔ بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو

آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں ۔ آنسوؤں کی سیل چہرہ پر رواں
شیخ بولے غم نہ کر آیا ہوں میں ۔ جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہوں میں

شیخ نے پھر پیش کی ہمیان زر ۔ عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر
میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب ۔ قیمت اسکی دیسکیگا کوئی کب

قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا ۔ اس سے اسکو کب کروں دل سے جدا
پھر بڑھائے اور درہم چند بار ۔ بڑھتے بڑھتے پہنچے تا چالیس ہزار

روکے تاجر نے کہی آخر یہ بات ۔ خواب میں حق نے کہا مجکو یہ رات
یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور ۔ پاس میرے خویش بیگانہ سے دور

جانسے میری طرف مائل ہے یہ ۔ ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ
ہوگیا جب ظاہر اس کا مرتبہ ۔ کر سکے کون اسکی اب بیع و شرا

اب اگر دنیا کی دولت دو تمام ۔ کب قبولوں اسکو میں اے نیکنام
خالصاً للہ اب میں بالیقیں ۔ کر دیا آزاد تحفہ کے تئیں

اور جو کچھ ہے سیم و زر اسکے سوا ۔ وہ بھی میں نے سب فقیروں کو دیا
کر دیا سب کچھ رہ حق میں نثار ۔ تا کروں حاصل رضائے کردگار

حق کی مرضی پر لٹا تاجر نے گھر ۔ باندھ لی مولی کے رستہ پر کمر
میر نے جو حال تاجر کا سنا ۔ ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا

اور کہا گویا کہ رب العالمین ۔ خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں
جو رہا محروم اس حرکت سے میں ۔ جل گیا سر تا قدم حسرت سے میں

مجھ سے راضی ہوتا گر پروردگار ۔ مال میرا ہوتا تحفہ پر نثار
شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ ۔ تم رہو اسباب کے میرے گواہ ۲۷

پاس میرے مال و زر جتنا ہے اب ۔ خالصاً للہ دیا میں سب کا سب
چھوڑ کر کے حشمت و جاہ و سریر ۔ راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر

الغرض دولت لٹا کر میرے ۔ رکھا بار فقر سر پر میر نے
دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر ۔ باندھ لی مولی کی مرضی پر کمر

پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر ۔ کر دیا یکلخت سب کو راہ پر
عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا ۔ گھر دئے ہمسایوں کے سب ہی جلا
عشق کے دریا میں خود تھی غوطہ زن ۔ پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ زن

بیان تاثیر صحبت کاملان و تحریص صحبت و خدمت ایشاں

کر لیا اپنا سا سبکو یک بیک ۔ جو گرے کان نمک میں ہو نمک
جوہر کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر ۔ صحبت کامل نہ دے کیوں کر ثمر

پکڑے خربوزہ سے خربوزہ تو رنگ ۔ رنگ عارف کیوں نہ دے پھر تجکو رنگ
ہوئی بس اکسیر کامل کی نظر ۔ سنگ و آہن جس سے ہووے لعل و زر

تو بھی ہو کامل کا بھائی ہمنشیں ۔ تا وصال حق ہے ہو تو ہم قریں
ہو تو ان شیروں کے قدموں پر نثار ۔ پھر شکار معرفت کا کر شکار

ہووے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ ۔ تا کہ ہو حاصل تجھے آب حیات
خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار ۔ صحبت نوری سے دیکھے سو بہار

گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تبر ۔ صحبت کامل سے ہو لعل و گہر
ڈھونڈ حق کے یار کو اے مرد کار ۔ تا خدا تیرا ہو یار اور غمگسار

رات اندھیری اور رہ میں گھاٹیاں ۔ بے شمع جانا بلا کی ہے میاں
بحر مقصد بیکراں اور دور راہ ۔ رکھ ستاروں پر نگاہ تا ہو پناہ

خدمت کامل کو کر تو اختیار ۔ دین و دنیا کے ہوں تا سب راست کار
تا نہ ہوانی بندہ شو سلطاں مباش ۔ زخم خور چوں گوئی شو چوگاں مباش

خاک پانے کاملاں سوائے پسر | بہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
درد کی برکت نے تحفہ کی غرض | کھو دیا ان سب کا روحانی مرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر | ہو گئے اکسیر سے چوں مثل زر

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن او از خلق

تحفہ بندِ بندگی سے جب چھٹی | شیر غراں کی طرح وانسے اٹھی
جسم سے پوشاک پھر کر کے جدی | تن پہ اک کملی پرانی ڈال لی
سب لباس فاخرہ تن سے نکال | ٹاٹ کا ٹکڑا لیا اک سر پہ ڈال
جائے اطلس کر لیا تن پر پلاس | ترک دل سے کر دیا راحت کا پاس
عقل کی چادر کو کر کے چاک چاک | عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ خاک
پہن عریانی کا اک کرتہ لیا | مفلسی و فقر کا توشہ لیا
اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا | اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا
باندھی بیتابی کے ٹپکے سے کمر | اور مصلی عجز کا مونڈھے پہ دھر
درد و رنج و غم کو کر اپنا رفیق | پکڑا شہر نامرادی کا طریق
اور کیا آنکھوں سے جاری بحر خوں | شیخ سرّی نے کہا پھر اس سے یوں
وقت ہنسنے کا ہے نے رونے کا اب | کر دیا آزاد حق نے تجھ کو جب
آہ بھر کر عرض کی تحفہ نے یوں | واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں
اس سے اسپر روتی یا ہنستی ہوں نہیں | واسطے اسکے ہی جاں کھوتی ہوں میں
بھاگتی ہوں اس سے میں اسکی طرف | اور رونا اس سے ہے اس پر صرف
چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر | دل سے مائل ہوں میں اسپر سربسر
جبتک اس تک نہیں پہنچونگی میں | جان کو اپنی یونہی کھوؤنگی میں
جبتلک ہوگا نہ دلبر کا وصال | پائے فرقت میں رہونگی پائمال
ماہی بے آب کو کب ہو قرار | ہو نہ جبتک بحر تک اس کا گزار
۲۸ ہو قرار و صبر کب بلبل کو آہ | جبتلک دیکھے نہ روئے گل کو آہ
تا نہ دیکھونگی لب دندان یار | میں رہونگی خون دل سے اشکبار
تا نہ دیکھوں شعلہ رخسار ماہ | میں رہونگی غم سے جل جل کر تباہ
اسکے سودائی محبت میں تباہ | جان اور تن کو کروں گی میں فدا
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل | غنچہ ساں پرخوں رہے گا میرا دل
گرچہ ہے دلبر مرا ہر لحظہ پاس | لیک مستسقی کی کب بجھتی ہے پیاس
گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال | پر ترقی پر ہے عاشق کا خیال
اے برادر بینہایت درگہی است | ہرچہ بروے میرسی بروے مایست
کہہ کے یہ اور اٹھ کے بازاری وآہ | چھوڑ کر سب کو لیا جنگل کا راہ
وانسے دامن جھاڑ کر وہ چاک جیب | ہو گئی مثل پری اک دم میں غیب
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد ازیں | باہر آئے دیکھا تحفہ کے تئیں
ڈھونڈا ہر چند سب نے اسکو جابجا | پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا
چھوٹے ہے جیسے قفس سے جانور | اڑ گئی جھٹ ہوتے ہی گھر سے بدر
ملگیا خشکی سے ناگہ حسب خواہ | ماہی بے آب کو دریا کا راہ
روح صالح تن سے جوں فرقت کرے | ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے ورے
بلبل بیکس جو تھی پنجرہ میں واہ | کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ

رفتن شیخ و تاجر و امیر احمد بن مثنی بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ و ملاقات شدن شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجر

دام میں قید آہوئے وحشی جو تھا | بند کھلتے ہی ہوا مثل ہوا
اب نشاں اسکا کہاں پانے ہو تم | وہ ہوا صحرائے لق و دق میں گم
جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا | کر دیا پھر عزم بیت اللہ کا

شیخ و تاجر میر تینوں ہو بہم
منفق ہو کر کیا قصد حرم

مر گیا ان میں سے رستہ میں امیر
حسرت و درد و الم کا کھا کے تیر

میر نوان سے گیا مر راہ میں
شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں

اک صدا پر درد آئی کان میں
جس سے جوشش انکی پڑا آجانمیں

اے مرے معبود اے محبوب دل
اے مرے مقصود اے مطلوب دل

رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو
دے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو

پیاس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو
تیرے آب وصل بن کب سیر ہو

جو کہ غم سے تیرے ہے پر اضطرار
بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار

جا کے دیکھا اکطرف اک خستہ تن
سر بسجدہ خاکمیں ہے نعرہ زن

سر اٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو
اور کہا اے شیخ سری خوش تو ہو

سن کے بولی لا الٰہ الا ھو
جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو

تم گئے کیا بھول اے سری مجھے
میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے

شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر
مثل تنکہ ہو گئی ہے سوکھ کر

ہو گئی ہے زہد سے جیسے خیال
ہے گل پژمردہ کانٹے کی مثال

ہو گیا قامت الف سے اسکا نوں
مار مردہ کی طرح کاکل نگوں

شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر
نخل تنہائی سے پائے کیا ثمر

تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا
کر بیاں کچھ لطف وصف کبریا

عرض کی تحفہ نے اے والا قدر
شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر

میں وہ پایا خاک میں عزلت کی رل
خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل

سیم و زر کے جوں مجھے اے نکتہ سنج
ملگیا کان نہاں سے ایک گنج

لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ
دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ

دفع درد و غم مرا سب کر دیا
عشق سے اپنے مرا دل بھر دیا

شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر
دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر

یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت
ہیگا ہمسایہ مرا اندر بہشت

حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ
آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا

جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو
چلدئے پھر تینوں بیت اللہ کو

دولت دنیا بھی کر کے سبغناہ
جاں بھی جان آفریں پر کی نثار

ایکدن باشوق دل اور سینہ صاف
کر رہے تھے کعبہ کا طواف

تھا یہ اک مضمون اس نالہ کیساتھ
یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات

ہے چراغ شب سیہ روزوں کا تو
شادی دل ہے شب اندوزں کا تو

درد ہے تیرا شفا بیمار کی
زخم تیرا ہے دوا دل زار کی

عاشق حق نت ہے دنیا میں مریض
آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض

سنکے اس سے شیخ مضمون دعا
مثل سیل اشک اس جانب چلا

سنکے اسدم شیخ کی آواز پا
چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا

شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا
جسکے نالہ سے مرا دل خوں ہوا

رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا
آشنا کے بعد ہو نا آشنا

میں ہوں تحفہ جسکو تھی تمنے رہا
پائی پردہ سے تیرے میں سو نوا

ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن
خاک میں غلطاں ہے اسکا تن بدن ۲۹

سر و سیمیں قد ہوا اس کا خلال
بدر تن گھٹ کر ہوا مثل ہلال

قطرۂ خوں تھے ہزاروں چشم پر
ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر

کیا ہوا حاصل تجھے کہہ بعد ازاں
خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں

جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو
تو نے کیا دیکھے کرم حق کے کہو

اسم اعظم سے تمہیں ہوگا عیاں
کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں

قدر و قیمت پائی میں چھپنے میں یوں
لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں

خلق سے جسدم ہوئی ہوں میں نہاں
جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں

تخت پر اپنی محبت کے بٹھا
تاج الفت کا مرے سر پر دھرا

قربت حق سے ملے انس تجھے
غیر اسکے سب ہے وحشت مجھے

تھا مرے ہمراہ عرب کی راہ میں
مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں

حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ
ہمقریں ہیگا مرا جنت میں وہ

شیخ بولے وہ کریم بے ریا
خط آزادی تجھے جس نے دیا

تاجر دل خستہ الفت میں تری — چار چشم ہے شوق زیارت میں تری
ہے طواف اندر تری امید پر — لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر
سنکے تحفہ نے دعا اک دل میں کر — مرگئی رکھ کر در کعبہ پہ سر
دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مرگئی — عشق کے سب کام پورے کر گئی
جان مت دی جان اسنے رائیگاں — جان جاناں پر فدا کی اسنے جاں
عمر طاعت میں گزاری یار کی — مرد وار آخر کو جاں بھی وار کی
چھوڑ کر اسے دل پہ رو یہ شانگی — سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی
غم تو اپنا کر نہیں گر تجھ کو غم — جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم
آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھڑی — دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی
بیدلی سے وہ بھی گر کر خاک پر — مرگیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر
جان دی بیساختہ مثل پتنگ — ساتھ اس شمع کے جلکر بیدرنگ
دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں — انا للہ الیہ راجعون
بعد ازاں تجہیز اور تکفین کر — خاک میں دونو کو سونپا سر بسر
شیخ نے دونوں کا کر گور و کفن — بعد راہی ہوئے سوئے وطن
رحمت حق ہو جیو شام و سحر — ان شہیدوں کی روان پاک پر
رحمت حق ہو سدا ان پر نثار — دے جگہ ہم کو بھی رب انکے جوار
بارہ سو تھے اور اکاسی سال ہجر — ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر
ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام — تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

از جناب عالم لوذعی وفاضل یلمعی جناب مولانا مولوی اشرفعلی صاحب مدرس اوّل بدست آمد

آہ کہ وہ یار مرا یار نہیں — آہ وہ دلبر مرا دلدار نہیں
آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا — آہ مرا کوئی خریدار نہیں
آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں — آہ کوئی مجھ سا بھی بس خوار نہیں
آہ جسے دل دیا بس رنج لیا — آہ کوئی یار وفادار نہیں
آہ سنے کون مرا درد و غم — آہ بجز غم کوئی غمخوار نہیں
آہ کہوں کس سے میں احوال دل — آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سنے — آہ مرا یار ہی جب یار نہیں
آہ اے امداد نہ کر آہ آہ — آہ ہی سر قابل اظہار نہیں

غذائے روح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی — کُن سے پیدا جسنے موجودات کی
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہاں — ہو گئے دو حرف سے کُن کے عیاں
ہے منزہ وہ تو از کون و مکاں — اُسکے پر اوصافِ قدرت ہیں عیاں
ہے تو ہی پروردگار دو جہاں — ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جاں
ہم سے طاعت کب تری آوے بجا — ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا
اُس وجودِ پاک کی ہو حمد کب — جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا — کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
یا الٰہی تو ہے بیچون و چگوں — راہ اپنی کا مرا ہو رہنموں
خوانِ الوان عام ہے سب پر ترا — شکرِ احساں پر کروں تیرا سدا
تجھکو جو لائق ہے اطاعت اے خدا — ہو وے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ — کر تو اب کام و زباں شیریں ذرا
کس سے ہو وے نعتِ ختم المرسلین — جز بذاتِ پاک رب العالمیں
ذاتِ پاک احمدؐ ہے والشمس والضحےٰ — جسکے یہ ذرّے ہیں سارے اولیا ۲
سرورِ عالم محمدؐ شاہ دیں — پیشوائے اوّلین و آخریں
ذاتِ پاک اُنکی نہ پیدا ہوتی گر — ہوتے کب ارض و سما جن و بشر
آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام
نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبےٰ — ہیں وہ مقبولِ جنابِ کبریا
ذاتِ احمدؐ ہے وہ بحرِ بیکراں — جسکا اِک قطرہ ہے یہ کون و مکاں
ہے سزاوار اُسکو تاجِ سروری — زیب اُسے ہے خلعتِ پیغمبری
حکم اُن کا ہے جہاں میں سر بسر — وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
اُسپہ پڑھ امداد تو لاکھوں صلوٰۃ — تجھکو ہو جسکی شفاعت سے نجات
پڑھ تو انپر سَو درود اور سَو سلام

مدحِ مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسوارانِ جہاں مردانِ دیں — چار یار مصطفےٰ اہلِ یقیں
تیسرے عثمانؓ با علم و حیا — چوتھے ہیں حضرت علیؓ شیرِ خدا
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا — ہے انہی چاروں سے دیں کو ارتقا
تو بھی جان و دل سے اے امداد اب — رہ فدا اُنپر سدا ہر روز و شب
اوّلاً بو بکرؓ صدیق اہلِ دیں — دوسرے عادل عمرؓ والا یقیں
اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم — ہیں ہدایت کے فلک پر وے نجوم
اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا — اور خوش ہیں انسے حضرت مصطفےٰ
جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا — ہے وہ مردودِ جنابِ کبریا

اس داستان میں تبرکاً حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والاولیا حضرت
مولانا و اولانا قطب میاں دو آب نور الاسلام حضرت خداوند میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ

نام سے مرشد کے اے امداد آ — دے زبان دل کو اب کچھ ذائقا
سرور عالم شہ دنیا و دین — عاشق و معشوق رب العالمیں

ماہی دریائے توحید خدا — مظہر حق مصدر سر خدا
واقف اسرار حق دانائے راز — بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز

شاہ دیں سرخیل جملہ اولیا — تاج بخش اصفیا و اتقیا
پیشوائے شاہ شاہان جہاں — مقتدائے جان جانان جہاں

رہنمائے زبدۂ ارباب علم — رہبر ہر قدوۂ اصحاب علم
حامی دین متیں خیر الامم — دافع بدعات و کین کفر و ظلم

اختر چرخ ہدا ماہ عطا — بحر علم معرفت نجم الہدا
قبلۂ ارباب و اصحاب یقیں — کعبۂ عباد و زہاد اہل دیں

یعنے پیر اور مرشد اور مولی مرے — حضرت نور محمد نیک پے
حضرت نور محمد اولیا — پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما

ہیں وہ بیشک مظہر انوار حق — سر سے پا تک مصدر انوار حق
دیکھ ٹک جلوہ ذرا اس نور کا — جس سے ہیں پر نور ہر ہر دوسرا

سارے عالم پر ہے اس کا پرتوا — کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما
جسکے سر پر خاص سایہ اس کا ہو — ملک غیبی کا ہوا سلطان وہ

خاص جلوے کی چمک جسپر پڑی — چرخ غیبی کا ہوا ماہ جلی
چشم رحمت سے نظر جس پر کرے — قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے

پرتوا اس نور کا جس پر پڑا — ہو گیا ذرے سے خورشید ضیا
پرتووں کا انکے کیا ہووے بیاں — ہے ہر اک انمیں سے خورشید جہاں

آگے انکے ذروں کے ذرہ مثال — ہے وہ خورشید فلک بے قیل و قال
کیونکہ ہیں یہ سب کے سب خورشید جاں — اور وہ ہے آفتاب آسماں

ان میں ان میں فرق ہے بس بیشمار — ان سے حاصل کار خیر اور ان سے یار
روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار — نور سے انکے ہو حاصل روئے یار ۳

دیکھ لے ہے چشم دل کی کھول کر — ہر جگہ نور محمد جلوہ گر
چاہیئے تجھکو اگر وصل خدا — سایۂ نور محمد میں تو آ

عکس سے اس نور کے تا اے پسر — روئے جاناں پر پڑے تیری نظر
الغرض جو راہ حق مطلوب ہے — جا قدم لے دوڑ میرے پیر کے

گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال — فیض باطن ہے دلے انکا بحال
بلکہ سو چند اس سے ہے نور و ضیا — کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا

اب تو بے شک وہ سراسر نور ہے — نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے
سال تاریخ تولد اور وفات — انکی دونوں مجھ سے سن اے نیکذات

جب ہوا پیدا وہ نور معرفت — شبلی دوران ادہم کی صفت
ہجرت نبوی کا اے فرخندہ فال — بارہ سو [۱۲۰۱] پر تھا زیادہ ایک سال

بارہ سو انسٹھ [۱۲۵۹] میں کر کے انتقال — اس جہاں سے جا ملے با ذوالجلال
جسکو ہووے شوق دیدار خدا — انکے مرقد کی کرے زیارت وہ جا

مولد و مرقد شریف ان کا پسر — خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر
گر نہ آوے تجھکو کوری سے نظر — پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدا — مسکن و ماوا ہے اس جا آپ کا
مولد پاک آپ کا ہے اور مزار — اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار

متصل اس شہر کے اے نیک نام — ہے عجب دلچسپ درگاہ امام
سید محمود ہے نام شریف — ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف

پاس اس مرقد کے قبلہ رخ بنی — ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
اس جگہ ہے مرقد پاک جناب — سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاب

اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں — اسپہ سب اسرار باطن ہوں عیاں
دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقیں — انکو ہو دیدار رب العالمیں

کرتے ہی زیارت مزار پاک کی — ہوویں ظاہر اسپہ اسرار خفی
کیوں پھرے ہے جا بجا سر مارتا — سایۂ نور محمد میں تو آ

جو نہ ہو قدرت تجھے اُس نور تک | اُسکے خلفا سے تو جا دامن سے لگ
ہیں بہت اُنکے خلیفہ اور مُرید | پا سکے ہے اُنکو کب تو اے سعید

ہیں مُرید اور طالب اُنکے بیشمار | جنکی برکت ہے جہاں میں آشکار
لیک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ | چشم بینا دل مصفا جسکے ہو

اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر | ہو رہا ہے تو تو بالکل بے بصر
الغرض گر تجھ کو اب منظور ہے | دُوں پتا بعضوں کا ان میں سے تجھے

طالبِ صادق ہے جو تو اے میاں | دُوں پتا خانہ کا میں انکے نشاں
راہِ حق تجکو اگر مطلوب ہے | قصبۂ تھانہ بھون کی راہ لے

ہیں خلیفہ آپکے چند اک وہاں | نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں
فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر | چھوڑ گھر اور جلد لے جا اُنکا در

صحبت اُنکی جان پارس اے فنا | جنکے ملنے سے ہو مس خالص طلا
ہے نگہ میں اسقدر اُن کی اثر | سنگریزے جس سے ہوں رشکِ قمر

دیکھتے ہی اُنکے دم میں اے اخی | سو برس کا بُت پرست ہووے ولی
اس طرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد | چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد

ہیں خلیفہ اُنکے گرچہ بے شمار | لیک اُنمیں ہیں دو اعلیٰ باوقار
اُن میں سے دو شخص ہیں اہلِ ہُدا | ماہِ برجِ معرفت شمس الضحیٰ

نیرِ برجِ کرم ماہِ عطا | گوہرِ دُرجِ نعم بحرِ سخا
صاحبِ ارشاد و تلقین و ہُدا | عاشقِ حق نائبِ خیر الوریٰ

عالم و زاہد ولی اہلِ مقام | متقی و پارسا و نیک نام
یعنے ہیں حافظ محمد ضامن اب | فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب

دوسرے شیخ محمد مولوی | علم و زہد اُن کا ہے عالم پر جلی
بحر ہے مواج دونوں علم کا | ظاہری و باطنی با اہتدا

وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا | بحرِ عرفاں کے ہیں دونوں آشنا
مجمع البحرین ہیں عرفان کے | جن سے باغِ دو جہاں سرسبز ہے

۴ دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں دو | بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو
دیکھنے کو مصحفِ رخسارِ جاں | چشمۂ عینک ہیں دونوں ایکساں

ملکِ غیبی کے ہیں دو شمس و قمر | نور سے دیکھ اُنکے رُوئے سیمبر
شمع دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے | راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے

اسپہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے | قعرِ گمراہی میں بیشک جا پڑے

مناجات بجناب باری تعالےٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا | اپنے کوچہ کا ذرا رستہ بتا
ساتھ کا میرے ہر اک واصل ہوا | کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا

میں بھی تو اُس نور کا سایہ ہوں آہ | دُور مجکو ڈال کر مت کر تباہ
گرچہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا | کفش بردار ہوں مگر اُس نور کا

نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا | تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا
مت اُٹھا ذلت سے اس در سے کہیں | دوسرا در مجکو اب ملتا نہیں

اپنی رحمت سے بلا یا دُور کر | پر نہ چھوڑوں گا کبھی میں تیرا در
مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا | پر نہ مجھکو تجھ سوا ہے دوسرا

دیکے عزت پھر مجھے مت کر تو خوار | اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار
مت مسلط مجھ پہ کر شیطان و نفس | ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس

تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے | پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے
شامتِ اعمال سے اپنے مگر | ایک مدت تک رہا ہوں دور تر

ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے | اب جو آیا ہوں تو مجھکو بخش دے
کیا کروں میں عذر تقصیرات کا | تیرے آگے عجز و زاری کے سوا

آہ و زاری سے اٹھا دست دعا | مانگتا ہوں تجھ سے تجھکو اے خدا
تجھکو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں | اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں

نے گدائی تاجداری چاہئے | پر ترے کوچہ کی خواری چاہئے
کر مجھے یوں اپنی الفت سے تو مست | جس سے ہو دیں سب خیال غیر پست

دے مجھے اب ہوش یارب اسقدر
غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو

تجھپہ دیوانہ رہوں آٹھوں پہر
تیری الفت سے یہ دل معمور ہو

ذکر ہووے نورا ہووے سدا
فکر باطل دل سے میرے دور ہو

فکر ہووے نوری ہووے سدا
مظہر انوار سے پرنور ہو

دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی
درد وغم کو اسقدر یارب عطا

ایک دم آرام ناپاؤں کبھی
جوکہ دیکھے مجھکو دے آنسو بہا

شغل ہووے درد وغم کے جام سے
سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب

ایکدن بیٹھوں نہ میں آرام سے
عشق میں کھینچوں سدا رنج وتعب

کر عنایت بیخودی اب مجھ کو دو
خاک راہِ دردمنداں کو مجھے

آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو
جان بریاں چشم گریاں کر مجھے

دردالفت دے وہ اب دل کو مرے
دے وہ گریہ کو مرے شور اے غفور

درد میرے کو دوا ہو درد سے
جس سے ہو جا چشم طوفاں کا تنور

تاکہ کردوں غرق اس میں غیر کو
داغ دل سے کر مجھے باغ وبہار

ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سی ہو
تاکہ آوے سبز کو وہ گلعذار

کر عطا ایسی طپش دل کو مرے
خانۂ دل کو مرے ویران کر

ماسوا جاناں کے سب کو پھونکدے
گنج الفت اسمیں بھردے سربسر

زنگ غیر آئینہ دل سے دور کر
جام وحدت سے مجھے یوں مست کر

تاکہ دیکھوں اُسمیں ہُردے سیمبر
حرف غیریت کا ہو دل سے بدر

دام الفت میں پھنسا کر جلد تر
دوست سے کر پُر مرا یوں لحم وپوست

دوجہاں کی قید سے آزاد کر
پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست

دے رہائی مجھکو یارب آپ سے
ہر رگ وپے میں سماوے شغل جاں

آپکو میں اپنے پاؤں آپ سے
دور ہو حرفِ دوئی از درمیاں

ہر جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے
ماؤمن کا مرض دل سے دور ہو

غیر کی اُسمیں نہ گنجائش رہے
تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

۵ اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادینا و مرشدنا قطب میاں دوآب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمدؒ قدس سرہٗ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ بیچارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوۂ نور محمدؐ نے اب آ
دیکھکر اُس شعلۂ رو کی بہار

دوجہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا
ہر بنِ مُو سے مرے نکلے شرار

خود دکھا برق تجلی کا جلال
اُن شراروں کو اجازت دوں اگر

خرمنِ تن میں مرے دی آگ ڈال
خاک کر دیں ماسوا کو پھونک کر

دیکھتے ہی لالۂ رُخ کی پھبن
تھی شبِ معراج نے وہ زلف تھی

داغِ دل سے ہوگیا باغ وچمن
جو تجلی اُس نے پائی نور کی

پھنسکر اُسکی زلف میں امداد میں
بحر عرفاں لطف سے اس نور کے

دونوں عالم سے ہوا آزاد میں
موج زن امداد کے سینہ میں ہے

ایک چشمہ بھی جو اُس سے کھول دوں
کر دکھاؤں اُسکا دُرِ شاہوار

غرق اُس میں دونوں عالم کو کروں
دوجہانکو اُسپہ کر ڈالوں نثار

اک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما
جو دکھاؤں اُس تجلی کی چمک

اک ذرہ ہے یہ خور اُس نور کا
پھونکدے ماہی سے لیکر ماہ تک

یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیئے

ہُو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہُو
سرِ باطن مت زباں پر لائیے

بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو
رکھ قدم امداد اِس جا تھام تھام

ہُو ہی ہو باقی رہے خود ہُو ہی ہو
غور فہم عام پر کر والسلام

لطف واحسان اُسکا لکھ سکتا ہے کب
خوش زمانہ تھا کہ اِس ہجران میں

سر قلم کا بھی قلم اِس جا ہے اب
مجھپہ جو جو گذرے تھا اُس آن میں

دیکھ یاں مت مار دم امداد اب
پھرتا تھا صحرا بہ صحرا کو بہ کو

بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب
اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو

ذوق شوق محبت الٰہی کا بیان

اے خدائے مالکِ ہر دو سرا | درد فرقت سے مرا دل ہے بھرا | تیری دوری سے بہت بیتاب ہوں | رنگ پر خوں ماہیٔ بے آب ہوں
بیقراری ہے بہت اے کبریا | ڈھونڈھنے تجکو کہاں جاؤں بتا | تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ | جس سے پہنچوں تجھ تلک اے بادشاہ
بن بلائے تیرے اے شاہِ جہاں | تجھ تلک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں | واسطے اپنے ذرا صورت دکھا | تاکہ جی قیدِ دوئی سے چھوٹ جا
اس دوئی نے کر دیا دور اسقدر | آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر | بحرِ وحدت سے مجھے لا کر یہاں | ڈالا یوں کثرت میں اے جانِ جہاں
دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب | جلوۂ وحدت دکھا جلد شتاب | تاکہ قیدِ ما و من سے چھوٹ کر | اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر
پھر میں اپنا اس کو کر کے راہبر | تجھ تلک پہنچوں کہیں اے باخبر | وہ بھی تو اک وقت تھا اے کبریا | جز وجودِ پاک کے کوئی نہ تھا
بحرِ وحدت میں یہ جان تھی غوطہ زن | کچھ دوئی کا تھا نہ واں رنج و محن | ملک میں ہستی کے اے امداد آ | گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا
قیدِ ہستی میں پھنسا تو اس قدر | اصل کی اپنی نہیں تجھکو خبر | عہد و پیماں جو کئے تھے تو نے واں | کچھ بھی ان سے یاد رکھتا ہے یہاں
عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا | جس لئے پیدا کیا تھا تجھکو یار | وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار | ۲ راہ سے بے راہ تو اب ہوگیا

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان و حلوا کا کہ تصنیف بہاؤالدین عاملی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا ۶

سن تو اے شکنندۂ راہِ قدیم | اور اے گم کردہ راہِ مستقیم | گوشِ جاں سے سن تو بلبل سے ذرا | یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا
ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی | پوچھ باتیں اس سے اس دلدار کی | آفریں اے بلبلِ بستانِ جاں | کہہ مرے دلدار کی تو داستاں
آفریں اے بلبلِ دستان سرے | آفریں اے قاصدِ بستان سرے | قاصدا جلدی خبر مجھ کو سنا | کہتا ہے حق میں مرے کیا دلربا
مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا | اور مائل بھی ہے کچھ سوئے وفا | یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے | سچ بتا جو کچھ اسے منظور ہے
آفریں اے پیکِ فرخ فالِ من | آفریں اے مایۂ اقبالِ من | آفریں اے بلبلِ خوش خواں تجھے | ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے
ہیں نوائیں کیا تری آتش بھری | آگ جس سے یوں مرے دل میں لگی | سوزِ دل سے میری با آہ و فغاں | ہر بنِ مو سے نکلتا ہے دھواں
آفریں اے ہدہدِ شہرِ سبا | آفریں اے قاصدانِ دلربا | آفریں اے طوطیٔ شکر شکن | تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن
کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حالِ صنم | لے گیا تحقیق دل سے رنج و غم | نجد کے یاروں کی دے مجھ کو خبر | تاکہ ہو ویں مست سب دیوار و در
پھر سنا بہرِ خدا اے نامہ بر | زمزم و خیف و منا سے کچھ خبر | ہے دل و جاں دونوں غم میں مبتلا | تاکہ چھوٹیں سن کے حالِ دلربا
مسکن و وادی سے پھر میرے ذرا | دے خبر بہرِ خدا بہرِ خدا | پھر کہوں کچھ یار بے پروا سے | کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے
کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب | عہد و پیماں توڑ کے کیوں یکلخت سب | کہہ ذرا بہرِ خدا اک حرف تو | از زبان آں نگارِ تند خو
جس سے ہو تسکین کچھ دل کو مرے | وہ بیاں کر مجھ سے ہوں قرباں ترے | ایکدن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم | مثل بو و گل تھے آپس میں بہم
ایکدن وہ تھا کہ ہم سے دلبر با | گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہے خفا | خوش وہ دوراں تھا کہ گاہے از کرم | مارتے راہِ وفا میں تھے قدم

آخرش اک شب بصد رنج والم — میں کروں تھا گوشہ میں یادِ صنم
جاں لبوں پر حسرتِ گفتار سے — دل بھرا نومیدیٔ دیدار سے
فتنۂ ایام و آشوبِ زماں — خانہ سوزِ صد چو من بے خانماں
ناگہاں در سے مرے وہ بے حجاب — لب گزاں ڈالے ہوئے رُخ سے نقاب
بے محابا پاس میرے آن کر — پوچھنے مجھ سے لگا وہ با خبر
آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال — کیا ہے کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال
بیٹھ کر اک دم سرِ بالین پر — اٹھ گیا بے ساختہ وہ با خبر
میں نے تب اُس سے کہا اے خوش ادا — پھر میں کب دیکھونگا تجھ کو یہ بتا

سر بزانو غم سے اُس کے بیٹھ کر — کھینچتا تھا دل سے آہِ پُر شرر
وہ قیامت قامتِ پیماں شکن — آفت دوراں بلائے مرد و زن
دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہرِ منیر — خود بخود ہوتا ہے یاں رونق پذیر
زلفِ مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے — اور نگہ سے کارِ عالم کا کئے
یہ کہ اے شیدا دلِ محزوں مرے — دے بلاکش عاشقِ مفتوں مرے
میں کہا اُس سے قسم اللہ کی — جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
ساتھ اپنے لیگیا وہ خود پرست — عقل و دیں میرا وہ سارا ایک لخت
یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو — خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سُؤرُ الْمُؤْمِنِیْنَ شِفَاءٌ یعنے جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قیل و قال میں — پھنس رہی غفلت سے اس جنجال میں
اے ندیم اب کفشِ پا سے دُور کر — پھر موئی ہے وہ آتش جلوہ گر
اور بلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب — غیرِ حق ہو جس سے جلکر سب کباب
دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر — مست ہوں پینے سے جسکے اس قدر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہر خدا — تاکہ فارغ ہوں زقیدِ ماسوا
اٹھ توجہ کر ذرا بہر خدا — کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا
تنگ ہے افسوس وقتِ عمر اب — حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب
علم رسمی دُور کر مجھ سے اخی — عمر علمِ رسم میں گذری مری
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تبر — کچھ نہیں حاصل ہے اس سے جز خطر
علم کاں بر تن زنی مارے بود — علم کاں بر دل زنی یارے بود
علم سے کر لے صفائی دل کی یار — ہے وہی پھر تیرا یار و غمگسار
عاشقی کا حکم حق ہے اور درست — اور سوا اسکے ہیں سارے علم سُست
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر — ہے خدا کی مار اُس پر بیشتر

اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی — کچھ نہیں طاقت ہے اب مجکو رہی ۷
دے مجھے اب وہ شرابِ شعلہ زن — جس سے جلکر خاک ہو تن اور بدن
وہ شراب اب مجکو دے تو اے لبیب — راہ بر ہو جو کہ در راہِ حبیب
جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر — کچھ نہ آدے غیر دلبر کے نظر
اور مۓ خمر الحنا ہے لاؤ تم — چھوڑ پیالوں کو لگا دو منہ سے خم
خوف مت کر اب تو اے صاحب شعور — کیونکہ ہے اللہ تو ربِّ غفور
آہ صد افسوس یہ عمرِ عزیز — کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز
علم رسمی سارا قیل و قال ہے — اُس سے کچھ حاصل نہ خط اور خال ہے
طبع کو افسردگی بخشے مدام — مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام
خرچ تو نے علم تن پر کیا — ہو گیا حق میں وہ تیرے اژدہا
علم حق ہے جانِ علم و عاشقی — ما بقی ہے مکر ابلیس شقی
جسکے دل میں ہو نہ الفت یار کی — ہے بلاشک وہ تو قابل نار کی
جسکے دلمیں ہو نہ مہر گلرخاں — کہنہ ابنہ ہے وہ پُر از استخواں

راز باطن اس سے کب تجھ پر ہو باز | گو ترے شاگرد ہوں تو فخر راز[1]
جو کوئی قربان نہ ہووے یار پر | اسکے لائق ہے جدا ہو تن سے سر
جس کسی کے ہو نہ دل میں مہر یار | اُسپہ لائق ہے کہ ہو پالاں کا بار
علم دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث | جو سوا اُس کے پڑھے ہو وہ خبیث
سُن تو اس بننے میں اے مرد خدا | اب پڑھے گا علم بتلا کون سا
یہ علوم اور یہ خیالاتِ صُور | فضلۂ شیطان ہے یہ سنگ پر
دل کو علمِ عشق سے خالی اگر | دیکھتا ہے بے حیا ٹک غور کر
حیف ہے رکھتا ہے جو تو اے دغل | سنگِ استنجا دیو اندر بغل
چند خوانی حکمتِ یونانیاں | حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں
علم معقولات بے بنیاد ہے | مغز کو خالی کرے گا تا بکے
دل کو روشن کر با نوار جلی | کیوں بنا ہے کاسہ لیسِ بو علی
ان کو جو پڑھتا ہے تو اے زشت خو | خوک اور کتوں کا جھوٹا کھاتا تو
8 سور ارسطالیس سورِ بو علی | کب شفا حضرت نے فرمایا اخی
کھا لیا ہے زہر اگر تو نے ذرا | جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا
کب تلک افسوس زاری بیشمار | شرم کر حق اور نبیؐ سے انکو یار
کب تلک اس مکر باطل میں بھلا | تو رہے گا مبتلا اے بے حیا
سُن دف و نے سے وہ گل مرد عرب | کہتا تھا کیا خوب از رُو طرب
تھا عرب میں ایک مرد خوش ادا | عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذوالقا
اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے | یعنی اس مضمون کو جی جان سے
کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار | جز خیال اور وسوسہ اے نابکار
جق جق و لق لق میں یہ عمر عزیز | تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز
ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ | جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
ہے تمہارا ذکر در غیر الحبیب | کچھ نہیں عقبیٰ میں اب تمکو نصیب
ساقیا یک جرعہ از جام قدیم | دے تو اب امداد کو بہر کرم

علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑھے | راز باطن اُس سے کب تجھ پر کھلے
جو نہ ہووے مبتلائے ماہ رُو | نام اُسکا لوح انسانی سے دھو
الغرض اس علم رسمی میں اخی | کھو چکا تو عمر اپنے کام کی
عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر | سات دن باقی ہیں اسمیں ٹک مگر
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم | ہندسہ یا رمل یا اعداد رسوم
جو ہو دل خالی ز عشق دلبراں | سنگِ استنجائے شیطاں اُسکو جاں
سنگِ استنجاءِ شیطاں ہے وہ دل | دل نہیں پر ہے سرشتِ آب و گل
لوح دل سے فضلۂ شیطان دھو | اے مدرس درس عشق ہم بگو
پڑھ چکا تو حکمتِ یونانیاں | حکمتِ ایمانیوں کو بھی تو جاں
بحث نحو و صرف میں کی عمر صرف | انکو فضل عشق سے پڑھ یک دو حرف
فخر رازی اور ارسطو بو علی | ہیں یہ باطل اور اُن کے علم بھی
سرورِ عالم شہِ ہر دو سرا | کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا
جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا | کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا
سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر | دل کو تو آلودگی سے پاک کر
کب تلک بیہودگی سے گفتگو | تو کریگا اب بتا اے زشت خو
فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو | درد و غم کا تیرے حامی کار ہو
گوش جاں سے سُن ذرا اے نیکخو | قول اک مرد عرب کا مجھ سے تو
ایک دن فرحت سے وہ بے رنج و غم | دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم
ہو ولے تم قوم اے مردانِ کام | مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار
جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام | عمر باتوں میں گئی ناحق تمام
پر کبھی تم نے نہ ذکر اُسکا کیا | جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا
چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا | لے لیا ہے آہ رستہ نار کا
لوح دلسے دھو اُسے اے نکتہ دات | علم جو دیوے نہ عشقی میں نجات
تا کرے شق پردۂ پندار کو | یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

[1] مراد ازاں امام حجۃ الاسلام فخر الدین رازی مستند تا آدم کہ در دل تو محبت گلرخاں نخواہد بود سر باطن منکشف نخواہد شد گر مثل فخر الدین رازی ہزار تلمیذ تو بود ۱۲

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمین	ہو وہ قیل وقال سے عزلت گزیں	تجکو خلوت میں ہے عزت اے فنا	اختلاط خلق سے ڈھونڈے ہے کیا
جو ملے گوشہ سے عزت برملا	خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا	دامن عزت سے پا مت کر بدر	کیوں پھرے ہے چوں گدایاں دربدر
گوشۂ خلوت میں تو بیٹھا اگر	پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر	جو تو دیو نفس سے پاوے اماں	جا پری کیطرح سے ہو جا نہاں
جس طرح پریاں ہو رہتی ہیں چھپی	دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی	اس طرح جب دور ہو تو خلق سے	نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچے
کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پہ در	تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر	ہووے حاصل کب تجھے راہ خدا	جب تلک چھوڑے نہ دنیا کا مزا
جو تو چاہے عزت دنیا و دیں	خلوتے از مردم دنیا گزیں	جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا	ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا
جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر	ہو گئی وہ رشک صد خورشید و بدر	چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فنا	اسلئے مقبول ہے پیش خدا
ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے	سارے ناموں کا وہی سردار ہے	ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی	لیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی
بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد	اور جمیع ما سوا اللہ سے فرد	گنج مقصد ہے یہ خلوت اے پسر	لیک علم اور زہد ہوویں جمع گر
علم بن مت بیٹھ گوشے میں فنا	اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا	اور برا ہے علم بھی بے زہد کے	تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پے
	اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف	غور سے سن اسکو اے مرد شریف	

9 حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیادار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوشخصال	عالم و فاضل ولی صاحب کمال	عالم و زاہد سخی اہل کرم	متقی و پارسا و محتشم
رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا اک پسر	صورت ظاہر میں مانند قمر	گرچہ ظاہر میں تھا از بس خوبرو	لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو
ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر	رنج تھا اس بات سے اس شیخ پر	الفت پدری سے پر اے نیک پے	علم کی تعلیم کرتا تھا اسے
اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر	بھاگتا تھا پڑھنے سے ایدھر ادھر	کرتا تھا صحبت بدونکی اختیار	نیک باتوں سے اسے آتی تھی عار
کہتا تھا جس بات سے اسکا پدر	کرتا تھا برعکس اس کے وہ پسر	آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا	باپ نے اس کے کہ سن اے بیحیا
جو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہیں	دور ہو جا پاس سے میرے کہیں	میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا ناخلف	گاؤ خر بھی تجھ پہ رکھتے ہیں شرف
ایسے نالائق سے کیا امید ہے	دین و دنیا میں نہ کام آوے مرے	دور ہو گھر سے نکل اے بیحیا	نوکری کر جا کہیں اور کھا کھلا
بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر	ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر	عرض کی اسنے کہ حضرت خوب ہے	جلد مجھ کو آج رخصت کیجئے
ایک گھوڑا خوب سا لے دیجئے	اور خرچ راہ کچھ دید یجئے	تا کہ جبتک میں کہیں نوکر نہ ہوں	قوت بسری اس سے میں اپنی کروں
سنکے اسکے باپ نے پھر جلد تر	کر دیا تیار اسباب سفر	ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا	اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا
اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا	ساتھ اسکے کر دئیے اور یوں کہا	جا ترا حافظ خدا اے بد گہر	پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر
ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا	پھر نہ منہ اسطرف کو اسنے کیا	شہر شہر و در بدر پھرنے لگا	نوکری کی جستجو کرنے لگا

رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجواں ۔ اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں
کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اِک امیر ۔ صاحبِ حشمت امیرِ بے نظیر

اُس امیر نیک کی اے خوش ادا ۔ نوکری کا تھا قلم جاری سدا
دے سے تھا عرضی نوکری کی اُسکو جو ۔ اُسکو نوکر اپنا کر لیتا تھا وہ

عرض کی اُس نے جوں ہی جا کر کہا ۔ نام اُس کا جھٹ سواروں میں لکھا
ایک مدت تک سواروں میں رہا ۔ ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا

پھر جو کی قسمت نے اُسکی یاوری ۔ فوج ساری کا ہوا افسر ہی
چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں ۔ صاحبِ حشمت امیرِ کامراں

عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا ۔ بے غم و بے رنج و بے محنت سدا
ایک مدت تک رہا اُس رتبے پر ۔ جب تلک چاہا خدا نے وہ پسر

اُس بسر کی جس گھڑی اے نیکنام ۔ عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام
کی قضا نے جو نظر نوعِ دگر ۔ دم کے دم میں ہو گیا زیر و زبر

نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ ۔ نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ
نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ ۔ دم کے دم میں ہو گیا بالکل تباہ

پھرتا تھا صحرا بہ صحرا در بدر ۔ فقر و فاقے سے وَلے خستہ جگر
پھرتے پھرتے الغرض با سوز و درد ۔ اک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد

دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا ۔ رات کو جا ایک مسجد میں پڑا
تا مسافر جان کر اُس شخص کو ۔ دے کھلا کھانا کوئی مردِ نکو

الغرض کی رات مسجد میں بسر ۔ ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر
صبح ہوتے ہی وہ مردِ بے نوا ۔ باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا

سوچنے دلمیں لگا اپنے جواں ۔ یا الٰہی اب تبا جاؤں کہاں
تھا اسی حالت میں وہ مردِ گدا ۔ دیکھتا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا

پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل ۔ جاتی ہے جنگل کو دوڑی بے خلل
اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن ۔ جانبِ صحرا رواں ہے بے محن 10

اِس جواں کے دلمیں یہ آیا خیال ۔ دیکھ تو تو بھی ذرا چلکے حال
ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا ۔ بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا

کہہ کے یہ اور اُٹھ کے وہ مردِ خدا ۔ ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہو گیا
عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا ۔ اسمیں اک درویش رہتا تھا سدا

غار کے اندر ہی اندر وہ گدا ۔ رات دن کرتا عبادت کو ادا
حق تعالٰی اُسکو قدرت سے مدام ۔ بھیجدیتا تھا اُسی جا پر طعام

اسلئے اُس غار سے باہر اخی ۔ وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی
اُس کا بعد اک سال کے معمول تھا ۔ غار سے باہر نکل کر بیٹھتا

تھا معین ایک دن ہر سال میں ۔ باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں
کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا ۔ آپ کو دکھلانا سب کو دیکھتا

خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے ۔ جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے
منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا ۔ اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا

تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ عید ۔ واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید
اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے واں ۔ لائق اپنے ہر کبیر و ہر جواں

الغرض اُس دن اُسی معمول پر ۔ جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر
یہ جواں بھی تھا وہیں حیران کھڑا ۔ دیکھئے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا

اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا ۔ آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا
دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر ۔ دُور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر

اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے ۔ بس دعائے خیر سب چھوٹے بڑے
اپنے اپنے مدعا کے واسطے ۔ لوگ اُس سے ہی دعا کرواتے تھے

اور درویش بھی با التجا ۔ اُن کے حق میں مانگتا حق سے دعا
الغرض اُس دن صبح سے تا بشام ۔ تھا رہا اُس کوہ کے گرد اژدہام

شام کے ہوتے ہی وہ پیرِ ہدیٰ ۔ اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا
خلق ساری اپنے گھر کو گئی ۔ رہ گیا واں وہ جوانِ اجنبی

سوچنے جی میں لگا اپنے جواں ۔ میں بھلا اے دل تبا جاؤں کہاں
آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا ۔ تو کریگا شہر میں جا کر کے کیا

گر بسر جیوں توں یہاں بن رات کو / صبح کو پھر دیکھئے جو ہو سو ہو
کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھکر زیر سر / پڑ رہا جنگل میں تنہا خاک پر
جب گئی تھوڑی سی رات اسے تئیں / دلمیں اُسکے یہ خیال آیا وہیں
کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُر خلل / اٹھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل
گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار / کر تو درویشوں کی خدمت اختیار
صحبتِ درویش سے مسرور رہ / اور ساری خلق سے بس دور رہ
حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت ست / دشمنِ ایشاں سزائے لعنت ست
دوست درویشوں کا ہووے جنتی / دشمن اُنکا ہے بلاشک دوزخی
چلکے اُس درویش کی خدمتمیں اب / سیکھ کچھ راہِ خدا اے بے ادب
واسطے دنیا کے کیوں اے بیخبر / ٹھوکریں کھاتا پھرے ہے دربدر
کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے / آخر اک دن یار مرجانا تجھے
آخرت کے کار سے غافل نہ ہو / دولتِ دنیا پہ تو مائل نہ ہو
دلمیں اپنے پختہ کر کے یہ خیال / غار کی جانب چلا گھوڑیکی چال
اعتقادِ دل سے وہ اے نیک پے / جا کے قدموں پر پڑا درویش کے
دیکھکر درویش بولا اے جواں / کیا ترا مطلب ہے کہ مجھسے بیاں
عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہُدا / ہے مجھے مطلوب اب راہ خدا
اور مجھ کو چاہئے ہے کچھ نہیں / راہِ حق بتلائیے میرے تئیں
یہ کہا درویش نے اے نوجواں / گر یہی منظور ہے تو رہ یہاں
میری خدمت میں رہا کر تو سدا / تا ترا مقصود بر لاوے خدا
بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں / خدمتی محروم اب جاتا نہیں
ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد / ہر کہ خود را دید اُو محروم شد
جس نے خدمت کی ہوا مخدوم وہ / کی خودی جس نے رہا محروم وہ
جو تجھے خدمت پسند آئی تری / ایکدم میں تجھکو کردونگا ولی
جہل سے اپنی وہ درویشِ غبی / آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی
جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے / جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے
جہل سے دلمیں نخوت اور غرور / رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور 11
جہل تن میں اک بلائے جان ہے / آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے
ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور / جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور
تو بھی اے امداد اگر ہے ہوشیار / صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار
تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ / جاہلونکی ہووے صحبت مثلِ آگ
ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند / آخرت میں اُسکا ہو انجام بد
جبتلک زندہ ہے جاہل خوار ہے / عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے
جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ / غیر کو ناحق کیا یارو تباہ
جہل کا اُسکی کروں میں گر بیاں / قہقہہ مارے ہر اک پیر و جواں
الغرض پھر وہ جواں باصد خوشی / پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی
پاس اُس درویش کے رہنے لگا / اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا
جو کہ فرماتا تھا پیر اُسکے تئیں / جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہیں
ایک مدت جب گئی اُس کو گذر / پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور
ایک دن درویش نے اس کو اخی / سامنے اپنے بٹھایا باخوشی
ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا / اُس جواں سے وہ فقیر بینوا
اُس جواں نے خوش جو پایا پیر کو / عرض کی اُسنے کہ اے فرخندہ خو
ہو جو گستاخی مری اسدم معاف / عرض خدمت میں کروں میں صاف صاف
یہ کہا درویش نے اے نوجواں / جو ترا دل چاہے کہ مجھسے بیاں
عرض کی اُسنے کہ یہ جو آپ کی / آنکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی
اس کو تم وقتِ وضو اور غسل کے / دور کیوں کرتے نہیں ہو آنکھ سے
دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے / اسکے رکھنے کا سبب بتلائیے
دونوں باتوں کا مجھے دیجیے جواب / تا کہ ہو موقوف دلکا پیچ و تاب
یہ کہا درویش نے اے یار غار / جب کہ کی میں نے فقیری اختیار
یہ کیا تھا عہد میں نے اُس گھڑی / جب تلک باقی ہے میرے جی میں جی
میں کرونگا نفس کے برعکس کار / گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
اس سبب سے رات دن میں برملا / برخلافِ نفس کرتا ہوں سدا
ناک کی بتی کا سُن مجھسے سبب / نفس نے اکبار کی خوشبو طلب

یوں کہا اک روز مجھ سے نفس نے
عطر مجموعہ کا مجھ کو چاہیئے
میں نے بدلے عطر کے لی ہے پسر
گوہ کی بتی ناک میں اسدن سے دھر

تاکہ آوے نفس قابو میں تمام
ایسے ایسے اسلیئے کرتا ہوں کام
اور رستی تو دوسرا مجھ سے یہ اب
آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب

بند میں نے آنکھ کو یوں کر لیا
حق کی نعمت میں نہ ہوا اسراف تا
کیونکہ دو سے دیکھتے ہیں جسقدر
ایک سے بھی اُتنا آتا ہے نظر

اسلئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی
گرچہ میں نے بند کرلی دوسری
بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر
تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر

اس قدر سُنکیا جمائی موم کی
حشر تک ہرگز نہ اُترے گی کبھی
سُنکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا
گرچہ میں جاہل ہوں اے مردِ خدا

عالم و فاضل ہے پر میرا پدر
اُس سے میں اکثر سُنی ہے یہ خبر
غسل کرنے سے جنابت کے کبھی
خشک رہ جائے اگر اک بال بھی

اس جنابت سے نہ ہوگا پاک وہ
گو کرے سّتو بار تن کو شست و شو
کیونکہ دھونا فرض ہے گا جسم سب
گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب

اور تیرا عضو سارا اے عزیز
خشک رہتا ہے سدا کرنے تمیز
یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے
خشک رہتی ہے بہ نیچے موم کے

دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی
ایک بتی گوہ کی جو حد سے سڑی
کس طرح تیری نماز ہووے درست
جب تلک غسل و وضو ہووے نہ چست

اسکے اوپر آپ کو اب اے فقیر
کہتا ہے تو صاف پاک اور بے نظیر
ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ
دین و دُنیا جو کرے دونوں تباہ

اس طرح کے زہد و تقوی اسے نرے
یہ تیرا خادم بہت حیران ہے
سُنکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا
دلمیں کر انصاف اور چپیدہ گیا

زانوں میں رکھکے سر اپنا فقیر
مارے خفت کے ہوا ایسا حقیر
شیر کے آگے ہوں جوں روباہ پیر
اُس جواں کے سامنے اُسدم فقیر

ایک عرصہ تک تامل میں رہا ۱۲
پھر یہ اپنے دلسے اُسنے یوں کہا
کرکے تو انصاف اے دل اب ذرا
اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا

اُٹھ یہاں سے کر کے توبہ جلد تر
اس جنابت کو بدن سے دُور کر
غسل کامل اور وضو کو چست کر
باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر

الغرض نہا دھوکے اُٹھ کر با نیاز
کی ادا اُس وقت جو اُسنے نماز
وہ مزہ اور حظ اُسے حاصل ہوا
جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا

وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی
پہلے اُس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
ہو کے نادم پہلی باتوں سے بُلا
اُس جواں کو پاس اپنے یوں کہا

علم دیں جا کر کے پڑھ تو شہر سے
پھر سکھایا کر یہاں آکر مجھے
شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے
اسلئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے

اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ برملا
جو کہا تھا پیر نے وہ ہی لیا
سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور
ہو گیا درویش راہِ راست پر

ہو گیا درویش پھر تو بے خلل
عالم و زاہد وَلی بے بدل
ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا
جب ہوا مقبول درگاہِ خدا

ہونا علم اور زہد آپس میں بہم
رکھ سکے کب رہ میں عزلت کے قدم
علم ہے جو راہ دکھلادے تجھے
دھو دیئے زنگ گمرہی دلسے نرے

زہد وہ ہے جو اکھاڑے بیخ سے
ماسوا دلبر کے دلمیں جو ہے شے
جو جو ہے دلمیں سوا حق کے بھرا
زہد وہ شے ہے کرے سب کو فنا

یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے
اور دلمیں خوف و ڈر ظاہر کرے
ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا
علمِ حق جن کو کیا حق نے عطا

اِنَّمَا یَخْشٰی ہے اُنکی شان میں
کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں
یعنی مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وے
عالم و عامل ہیں جو بندے مرے

خَشْیَۃُ اللّٰہِ کو نشانِ علم جان
اِنَّمَا یَخْشٰی قرآن میں پڑھ جواں
دل کو علم خوف سے آباد کر
جا حدیثِ لَوْ عَلِمْتُمْ یاد کر

یعنی فرماتے ہیں یہ حضرت نبیؐ
جانتا ہوں میں جو تم جانو کبھی
ذکر کیا ہنسنے کا بلکہ برملا
روتے روتے غم سے دو نالے بہا

۱؎ یہ اشارہ ہے طرف آیۃ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنے خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲۔

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا ۔ ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا
تا کہ دریار جا دل میں سما ۔ درد سے ہو درد اُسکے کی دوا
درد و غم سے کرکے پُر اک جام لا ۔ جلد دے امداد کے منہ سے لگا
علم کان بہر زاغ و باغ بود ۔ ہمچو مرد و زور اچراغ بود

اِس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امراء کی اور دُور رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر ۔ نے زباغ و زاغ و اسپ و گاؤ خر
علم کی عزت بلاشک فقر ہے ۔ فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے ۔ مومنوں کا فقر ہی معراج ہے
علم کا نقصاں ہے حضرت مولوی ۔ حشمت و مال و منالِ دنیوی
اور کب تک مُرغ و ماہی سے اخی ۔ تو کریگا زیب و زینت خوان کی
اسقدر مال و منال اے باادب ۔ جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور ۔ جَو کی روٹی اور کچھ دالِ مسور
اور نہیں اسقدر مال و منال ۔ جمع ہو کیونکر بہ از وجہ حلال
نان و حلوا قند و شکر قورما ۔ ہو بلبسر بے شبہہ کیونکر بھلا
علم دیں سے یوں کرو جھنڈا کھڑا ۔ اور کھانا پھر نہ ہو اِس طرح کا
آخرش تجھ کو کرے دیں سے بَری ۔ یہ تن آرائی و یہ تن پروری
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہہ ناک ۔ خاک کھا اور ڈال تو دانتوں پہ خاک
تجھ کو مال و جاہ پر مفتوں کرے ۔ نورِ عرفاں دل سے وہ بیروں کرے
ایسا لقمہ دیں کو یوں کھاوے سُن ۔ اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھن
یعنی اک دانہ اگر ہو شبہہ ناک ۔ اُسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک
تخم اُسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے ۔ اور گاؤ چرخ سے بونا کرے
اور اُسکے کاٹنے کے واسطے ۔ آہن نو سے اگر داتنی بنے
اور گوندھیں اُسکو حوریں جنتی ۔ باخوشی کوثر کے پانی سے اخی
اور جلاویں لاکے حضرت جبرائیلؑ ۔ لکڑیاں طوبیٰ کی جھٹ بے قال و قیل
اور پکاویں حضرت مریمؑ اُسے ۔ نوحؑ کے تنور میں اے نیک پے
گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل ۔ پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل

فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبیؐ ۔ فقر سے ہو زیب و زینت علم کی
فقر و فاقے سے ہے عزت علم کی ۔ حشمت دنیا ہے ذلت علم کی
مولوی کو بے گماں لاریب ہے ۔ اُسکو اسباب جہاں سے زیب ہے
قاقم و خز کب تک یوں پہن کر ۔ ہوگا تو آراستہ اے نامور
آپ کر انصاف اے صاحب کمال ۔ ہو بلبسر کب تجھے یہ از حلال
تو مشقت گر کرے ہو ہونڈھال ۔ آوے کب کچھ ہاتھ میں مالِ حلال
موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو ۔ اس سے زیادہ ہو نہ پھر تجکو کبھو
مال و مُلک و دولت و باغ و بہار ۔ مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا ۔ عالم و فاضل ہیں ہم با اتقا ۱۳
ہاتھ میں کچھ مال لایا شبہہ ناک ۔ تاکہ ہو تو نرم پوشی اور خوش خوراک
مال و مُلک و دولت و باغ و چمن ۔ سب یہ گردن میں پڑینگے طوق بن
اور یہ لقمہ آخرش اے نیکنام ۔ زہر قاتل ہو ترے حق میں تمام
تو تو اس لقمے کو کھاوے بے شبہہ ۔ دین اور ایمان ترا کھاتا ہے یہ
تو بُرائی اور خباثت بدرگی ۔ شبہہ کے لقمے کو سُن مجھ سے اخی
سب طرح تعظیم اور عزت سے جا ۔ بودیں کعبے کے حرم میں برملا
اور سینچیں آب زمزم سے اُسے ۔ حضرت ابراہیمؑ آکر پے بہ پے
اور پیسیں حضرت خیر النساءؑ ۔ حجر اسود سے بنا کر آسیا
اور خمیر اُسکے پہ پڑھتے بے عدد ۔ فاتحہ یا قل ہو اللہ اُحد
اور پھونکیں آگ اسکی دمبدم ۔ حضرت عیسیٰؑ نبی محترم
اور اگرچہ تو پڑھے اے ہوشیار ۔ اُسکے ہر لقمے پہ بسم اللہ ہزار
باوجود ایسی کراماتوں کے یار ۔ وہ خباثت اُسکی ہو پھر آشکار

آخرش خاصیت اُس کی جب کھلے | وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے
راہ طاعت میں تجھے ہیجان کرے | خانہ دیں کو ترے ویران کرے
راہ جنت کی چھڑا کر بے خلاف | راہ دوزخ کی بتا دو تجھ کو صاف
درد دیں کا ہے تجھے اپنے اگر | جلد اُسکا کر علاج اے بے خبر
ورنہ ہو گا دین تیرا سب تباہ | کر علاج اسکا ذرا ہمراہ آہ
کر کے محنت اور مشقت باکمال | جا کے پیدا کر تو کچھ قوت حلال
اس ہوائے حرص سے تو در گذر | کر قناعت پیشہ مت پھر دربدر
جو نہ ہووے جامہ اطلس تجھے | تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجھے
ہو نہ گر کمخاب و مخمل گلبدن | اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن
نان و حلوا قورمہ زردا پلاؤ | اور بریانی متنجن نان پاؤ
ہوں نہ یہ کھانے اگر با قند و مشک | تجھ کو کافی ہے پیاز و نان خشک
سونے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر | مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر
اور نہ ہووے گر پیالہ زر ناب | کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب
اور سنہرے آبخورے گر نہ ہوں | پی سکے ہے یار پانی چلوؤں
اور نہ ہوویں اسپ گر زریں لجام | پا پیادہ چل سکے ہے چند گام
گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو | چل سکے ہے پا پیادہ یار تو
جو نہ ہووے دُور باش از پیش و پس | دُور باش نفرت خلق از تو بس
یعنے گر ہوویں نہ تیرے باوقار | آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار
اس سے بہتر ہے کہے تجھ کو ضرور | سارا عالم ہر طرف سے دُور دُور
اور نہ ہوں گر خانہائے زرنگار | کر سکے ہے زندگی در کنج غار
ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹھری | رہنے کو کافی ہے خس کی جھونپڑی
اور نہ ہوویں فرش گر ابریشمیں | بوریے کہنہ پہ ہو گوشہ نشیں
مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو | رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو
واسطے داڑھی کے گر کنگھی نہ ہو | انگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو
۱۴ اس جہاں میں ہے تو چند اک روز کو | بن کے پھل سے کر بسر اوقات کو
الغرض جس چیز کا چاہے یہاں | ہو سکے ہے اُسکا بدلہ بیگماں
جس کا چاہے تو جہاں میں ہو عوض | تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض
اور جہاں میں بے عوض ہے جان تو | قدر اپنی عمر کی پہچان تو
عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار | اسکو ہاتھوں سے نہ کھو اے ہوشیار
ساقیا مہر خدا وہ جام دے | چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے
تا کرے امداد جا کر بے محن | یار کے کوچے میں قربان جان و تن

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً انصاف اور اخلاص کے ساتھ

خرچ جاں اپنی کرو اے عاشقو | دوستی میں اپنی گر تم راست ہو
جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے | تن کو جانے ہے کہ سنگ راہ ہے
ٹھوکریں کھاتا ہے سب کی وہ سدا | جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا
گیند دولت کا وہ آخر لیگیا | جان دی جس نے پائے دلربا
دو جہاں سے اُس نے بازی جیت لی | یار کے قدموں پہ جسنے جان دی
گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار | گاؤ نفس اپنے کو تو اوّل تو مار
کر جوانی میں نثار اے دوست جاں | عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ پڑھ جواں
یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو | اُسکی قربانی نہ ہووے جان تو
کر جوانی میں تو قرباں آپ کو | یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو
جو ہوا بوڑھا گراں جانی نہ کر | بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
سب ہوئے برباد ایام شباب | مہر دیں کچھ بھی نہ لی تو نے شتاب
دن جوانی کے ہوئے آخر تمام | کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام
گذرا سن پنجاہ سے اور اک سجود | نے کیا تا کام آوے اے یہود
ساٹھ سے بھی عمر زیادہ ہو گئی | کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی

عمر تیری کام کی گذری نہ آہ / ایک بھی سجدہ نہ تونے کر لیا
تاکہ کام آتا وہ تیرے یوم دیں / وہ کیا ہرگز نہ تونے اے لعیں
اب بھی نوائے عندلیب کہنہ سال / کر شروع آہ و فغاں بے تمیز بنال
جو کیا نالہ نہ در فصل بہار / کرادا اس کو خزاں میں زینہار
اب بھی تو بہر خدا اے بے خبر / اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر
عجز سے رو کر خدا کے روبرو / توبہ و استغفار کر ہر لحظہ تو
جو جوانی میں کیا تونے نہ کام / کرادا اس کو بڑھاپے میں تمام
تاکہ تو جانے زیاں کا سود یار / تھے کہنہ تو نقد اور توبہ ادھار
غرق دریائے گناہی تا بکے / وز معاصی روسیاہی تا بکے
غرق دریا ہیں گناہوں کے بھلا / تو رہے گا کب تلک مجھ کو بتا
اور بدیوں سے تو اپنی روسیا / کب تلک رکھیگا اے حال تباہ
گوش جاں سے پنبہ غفلت نکال / حبذا امجد کا تو سن پھر مجھ سے حال
حضرت آدمؑ کہ دادا سب کے تھے / اور خلیفہ تھے خدا کے جانئے
اور فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا / دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا
اک گنہ کرتے ہی سن ان کو کہا / مذنبی مذنب نکل اب یاں سے جا
تو طمع رکھتا ہے باچندیں گناہ / داخل جنت ہو تو اے روسیاہ
اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال / حق نے جنت سے دیا پھر دور ڈال
جو کرے صد ہا گنہ شام و سحر / کس طرح جنت میں ہو اسکا گذر
حد سے گذرا انتظار اب ساقیا / کر بدیہ وقت ہے امداد کا
عمر گذری ہجر میں جلتے ہوئے / اب تو مت محروم رکھ دیدار سے

اس داستان میں بیان ہے مراد قول نبی صلعم کی حب الوطن من الایمان کہ کیا غرض ہے اس سے

قید ہیں عصیاں کی جو قیدی ہیں / سر غلیبی سے وہ ناامید ہیں 15
جو گناہوں کے پڑے ہیں جال ہیں / یار کے دیدار سے محروم ہیں
تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی / قید میں ہیں نفس اور شیطان کی
لذت تن میں پڑے ہیں جو کہ بد / انکی گردن میں ہے حبل من مسد
بند تن کو توڑ زنداں سے نکل / یار کے کوچہ کو اٹھکر جلد چل
اٹھ تو جبکر سوے ملک نعیم / یاد کر اوطان اور عہد قدیم
اٹھا کہیں بہر خدا ٹک سوچ تو / یار کے کوچے کو اور اس عہد کو
یار کی تجھ کو محبت ہے اگر / راہ لے کوچے کی اس کے جلد تر
ظاہر اور باطن یہ علم اے نیک تن / کہتے ہیں ایماں سے ہے حب وطن
یہ وطن ہند و عراق و شام کے / وہ وطن ہے اور جسکا نام لے
یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخی / کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا / ہو خطا سے کب تجھے ایماں عطا
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو / دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار / اس وطن کو نفس پر ہو کر سوار
نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن / جنکو رغبت ہے سوئے اصلی وطن
ہیں سعادتمند جو سب چھوڑ کر / رکھتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر
اس وطن میں ہے تجھے جان اک سفر / جیوں مسافر چاہیے کرنا گذر
دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار / کر لیا تونے وطن ہی اختیار
شہر تن میں اسقدر تو آپھنسا / اس وطن کو کر دیا دل سے جدا
اس وطن میں ہے جو یہ خود بیوطن / تو پڑا اب تک رہیگا خستہ تن
موڑ منہ اور تن سے جانکو شاد کر / اپنا تو اصلی وطن آباد کر
چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا / کوئی ویرانے میں رہتا ہے پڑا
ہے یہ دنیا خانہ سو ویران یار / اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار
ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر / الوؤں اور جغدوں کے رہنے کا گھر
ہے یہ جنت واسطے کفار کے / ظالم و فساق و بد اطوار کے
اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں / عیش اور آرام زنداں میں کہاں

فکر کر ایسی کوئی اے بے خبر　　تاکہ تو اِس قید سے ہووے بدر
آشیانہ ہے ترا عرشِ بریں　　تو پڑا ہے قید میں اندر زمیں
چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار　　اس نجاست پر ہے تو مفتون یار
کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا　　دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا
کب تلک اے شاہبازِ پُرفتوح　　تو رہیگا دُور از اقلیم رُوح
حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر　　ایسے ویرانے میں کھولے بال و پر
کب تلک اے ہُدہُدِ شہر سبا　　تو رہیگا اِس سفر میں بستہ پا
کر کے کوشش بند پا سے دُور کر　　اور اُڑا تو آپ کو پھر عرش پر
کیوں پڑا خالی کنوئیں میں سر کے بل　　گر تو یوسف ہے کنوئیں میں سے نکل
تا عزیزِ مصر ربّانی ہو تو　　جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو
اِس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر　　ہوگیا مفتون تو اے خیرہ سر
ایک دانے کیلئے اے زشت خو　　جال میں تو نے پھنسایا آپ کو
واسطے تصویر بیجاں کے میاں　　آپ کو رُسوا کیا اندر جہاں
بھر رہے ہے دل میں خیالاتِ جہاں　　ذکر و فکرِ حق بھلا اِس میں کہاں
لوح دل سے سب خیالات کو دھو　　جان سے اک یار پر مفتون ہو
یار ہر جائی نہ بن اے بیوفا　　خالصًا اک دلربا سے دل لگا
جب نہ تجھ کو ہو پسند ہر جائی یار　　کیوں نہ ہو بیزار اس سے کردگار
ایک سُو ہو کر یہ سُن مجھ سے مثال　　تاکہ ہو معلوم تجھکو سب یہ حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی نز

تھی اک عورت خوبصورت نازنیں　　سیم تن نازک بدن اور مہ جبیں
زلف و رخسار و لب اُسکے رشک حور　　جسکی اُلفت میں دل اک عالم کا چور
ایک دن با ناز با صد کرّ و فر　　ایک کوچے میں ہوا اُسکا گذر
اتفاقاً سوختہ دل اک جواں　　دیکھ اُسکو ہوگیا عاشق بجاں
16 اُس پری کا دیکھ کر حسن و جمال　　ہوگیا وہ مثل تصویرِ خیال
اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار　　ہوگیا کُل محو اندر رُوئے یار
اُسکو یوں مجنوں و شیدا دیکھ کر　　عشق کا اُسکے ہوا زن پر اثر
یوں کہا زن نے اُسے اے سادہ رُو　　حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو
کیوں کھڑا ہے کِسکا تجھ کو دھیان ہے　　کِسلیئے آئینہ ساں حیران ہے
جا یہاں سے دیکھ اپنا کام کر　　کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر
اُس جواں نے یوں کہا جانِ جہاں　　چھوڑ تجھ کو اب بھلا جاؤں کہاں
عشق تیرا لیگیا اے میر بیجاں　　ہوش و عقل و صبر اور تاب و تواں
عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا　　کام مجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا
یہ کہا زن نے اُسے اے بیخبر　　ہے مری ہمشیرہ مجھ سے خوب تر
حُسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار　　جسپہ ہیں شمس و قمر دونوں نثار
دیکھ اُسے منتظر ذرا اے سادہ رُو　　آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رُو
سنکے یہ اور چھوڑ کر اُسکو وہ خام　　ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام
جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر　　دھول اک سر پر لگائی جلد تر
اک طمانچہ اُسکے منہ پر مار کر　　یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر
میری صورت پر اگر عاشق ہے تو　　اپنے اِس دعوے میں جو صادق ہے تو
غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا　　ہے یہ دعویٰ عشق کا اے بیحیا
کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا　　غیر کو کیوں دلمیں پھر دیتا ہے جا
کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقاں　　غیر پر مائل ہو ظاہر یا نہاں
جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر　　ہے حقیقت میں وہ مشرک سر بسر
اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو　　کعبے میں چاہے بنانا دیر کو
رکھتا ہے دلبر تو داغِ حُبِّ غیر　　اور چاہے کوچۂ دلبر کی سیر
غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال　　چشم دل سے دیکھ پھر حق کا جمال
دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا　　کسلیئے احول بنا ہے بے حیا
جو سوا حق کے ہے دے سبکو جلا　　ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا
جز وجودِ مطلق اور ہستی پاک　　دھیان میں تیرے جو آوے سب ہے خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں   ہے یہ اک نور منزہ اے جواں
اوّل و آخر نہان و آشکار   ایک ہے خورشید اور ذرہ ہزار
ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر   ایک صورت جان لے اے بیخبر
ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال   اس تکثر سے ہے حیران عقل حال
ہے کہاں سے کثرت آئینہ جاں   ہیں سب اسماء و صفات اے نکتہ داں
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں آہ   قند وحدت سے ہوئے ہیں بند لب
اس شکر نے بند لبوں کو کر لیا   گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا
ساقیا اس دنست وحشت سے چھڑا   یار کے کوچے کا دے رستہ بتا
جام وحدت دیجئے ساقی جلد تر   ماسوا کی قید سے آزاد کر
تاکہ میں سب چھوڑ کر کے بند تن   بحر درد عشق میں ہوں غوطہ زن

اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور چین ہے اوپر عاشق آزاد کے

ہیں طریق عشق میں صدہا بلا   اے دل غمگین غم میں مبتلا
عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم   آفت و درد و بلا و رنج و غم
محنت و خواری و ذلت اور حذر   انتظاری بیقراری درد سر
کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں   ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں
نے عزیز و نے قریب و نے شفیق   نے کوئی غمخوار انکا نے رفیق
ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر   آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
لیک عاشق ماہران عشق ہیں   ہیں وہ خوش ہر دم بلا و رنج میں
عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں   بادشاہ باطن میں ظاہر خوار ہیں
جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام   بود سے اپنے ہیں بے خود لا کلام
تو بھی اے امداد اپنے سے نکل   ہو کے بیخود کوچۂ دلبر کو چل
خار و خس کو غیریت کی آگ دے   بافراغ دل تو تنہا راہ لے
سن نہ ہونے میں ترے کب ہے برا   مت ہو تو اس میں تجھے ہے فائدا ۱۷
ڈھونڈ مت اندر خودی کے بہتری   بہتری ہے بیخودی میں اے اخی
راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے   جسم و جاں کو پہنچے غم گر پے بہ پے
رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی   جبکہ حاصل ہووے مقصود دلی
بکریوں کا دیکھ گلہ جس طرح   بھیڑیا ہوتا ہے خوش اور بافرح
بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار   بھیڑیے کی آنکھ میں باغ و بہار
ہے اسی صورت سے حال عاشقاں   سو بلاؤ درد و غم میں بے گماں
انکو حاصل یاں جمال یار ہے   گرچہ تن ان کا مثال خار ہے
عشق کی راہ میں ہو کب آسودگی   سر بسر ہے درد و غم آلودگی
عیش و عشرت جبتلک چھوٹے نہ تو   غیر حق سے اور منھ موڑے نہ تو
ہو نہ جب تک تجھپہ آسایش حرام   رکھ سکے کب عشق کے رستے میں گام
کب بھلا حاصل تجھے ہو راہ عشق   مبتلا ہے تو تو اندر جور و فسق
غیر ناکامی کے اس جا کام نے   عشق کی رہ ہے رہ حمام نے
توشہ ہے اس راہ میں تقوی اترا   نان و حلوا طاق میں رکھ اے فتا
نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال   باغ و زراعت و حشمت و اقبال حال
نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن   تیری گردن میں پڑے جو طوق بن
نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ   جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ
نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار   مسند و تکیہ و خانہ زر نگار
نان و حلوا کیا ہے یہ طول امل   اور فریب نفس و علم بے عمل
نان و حلوا کیا ہے سن اے بدقماش   یہ سعی تیری ہے از بہر معاش
واسطے دنیائے دوں کے ہوشیار   زیر منت ہوگا کس کس کے تو یار
بے بقا کیواسطے اے خود پسند   ہوگا کس کس کا تو یاں احسانمند
عیش اور آرام تیرا اے جواں   لیگیا یک لخت یہ حلوا و نان
تجھ کو یہ صبر و توکل سے چھڑا   دربدر رسوا پھرانا ہے سدا
دھو دیا لوح توکل سے سبھی   نام تیرا جان اے مرد غبی

گوشۂ صبر و توکل چھوڑ کر کیوں پھرے سرمارتا ادھر اُدھر
کان میں تیرے پڑا بھی ہے لئیم حرف الرزق علی ربٍ کریم
یعنے ہے رزاق وہ پروردگار رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہار
رزق دیتا ہے تجھے شام و سحر پھرتا ہے پھر کس لئے تو دربدر
جا قناعت پیشہ کر اے بیخبر صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا تاکہ دے تجھ کو دکھا راہِ ہُدا

اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دُنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آزمانہ اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتے سے

کوہ لبناں میں تھا ایک عابد مقیم غار میں جس طرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاہر کی ساری حق و بق غار میں بیٹھا کرے تھا یادِ حق
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار رات کو کرتا عبادت بیشمار
قدرتِ حق سے اُسے اک وقت پر نان و حلوا پہنچتا اے نامور
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا وہ اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مردِ خدا یاد میں اللہ کی مشغول تھا
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا فکر کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا بے مشقت اور بے محنت سدا
آخرش اک روز بہرِ امتحاں ہوگیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ آیا پر طعام وہ ہوا زار و نحیف اے نیک نام
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر سیکڑوں آنے لگے دلمیں خطر
بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ فکر کھانے میں رہا وہ ساری رات
اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
الغرض کی رات تو جیوں توں بسر ہوگیا اتنے میں ہنگام سحر ۱۸
آخرش اٹھکر وہ باصد اضطراب غار سے باہر نکل آیا شتاب
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر اور لگا پھر دیکھنے ادھر اُدھر
جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر دُور سے قریہ اُسے آیا نظر
کوہ سے نیچے اُتر کر وہ اخی گاؤں کے اندر گیا باصد خوشی
سن تو اُس قریہ میں رہتے تھے تمام گبر اور قوم نصاریٰ لا کلام
عابد اُس کافر کے در پر ہو کھڑا یہ کہا کچھ دو مجھے بہرِ خدا
گبر نے دو روٹی اس عابد کو دی لیکے اُس کو وہ چلا باصد خوشی
اور کیا عابد نے پھر قصدِ مکاں تاکرے افطار روزہ اُس سے واں
گاؤں سے باہر نکلکر وہ جواں غار کی جانب ہوا جسدم رواں
ایک کتا گبر کے دروازے پر رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
بھوک کے مارے یہ تھا احوالِ سگ رہگئے تھے استخواں اور پوست و رگ
گرچہ آگے اُسکے کوئی جو کبھی کھینچتا گر گردہ پرکار بھی
تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر جان دیتا تھا وہ اُسپر بے خطر
جو زباں پر آتا تھا لفظ خبر وہ سمجھ کر خبز دے تھا اُسپہ سر
کتا بو پاکر کے عابد کی ذرا دوڑ کر جھٹ اُسکے وہ پیچھے پڑا
جب لگا عابد کو پہنچا نظر ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس سے جو لیکے دوڑا اُسکو وہ مرد نکو
کتا جب اس سے فراغت پاچکا دوڑ کر عابد کا جھٹ پیچھا لیا
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی تنگ ہو کر وہ بھی اُس نے ڈالدی
دیکھے اُسکو پھر ہوا عابد رواں اُسکی ایذا سے کہ تا پاوے اماں
دوسری روٹی بھی جب وہ کھاچکا جھڑجھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا
پیچھے پیچھے اُسکے مثل سایہ وہ چلا بھونکتا اور کپڑے اُسکے پھاڑتا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا میں نہیں دیکھا ہے تجھسا بیحیا
تیرے مالک نے دو روٹی کے سوا کچھ نہیں مجھ کو دیا اے بے حیا
سو وہ دونوں تجھ کو اب میں دے چکا پھر کیوں ہے گرد تو مجھ کو بتا
اور کیا چاہے ہے مجھ سے اے پلید کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مرید

قدرتِ حق سے وہ کُتا ناگہاں گفتگو کرنے لگا جوں مرد ماں / یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا غور کر ٹک میں نہیں ہوں بےحیا
بچپنے سے اب تلک اسے نامور رہتا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر / گھر کا اُسکے بن رہا ہوں دار باں بکریوں کا اُسکے ہوں میں پاسباں
گاہ تو دیتا ہے مجھکو پارہ ناں اور گاہے دے ہے مشتِ استخواں / اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے کچھ نہیں اُسدن کھلاتا ہے مجھے
گذرے ہیں مجھپر بہت شام و سحر روٹی ہڈی کچھ نہیں آتی نظر / گاہ ہوتا ہے کہ بیر کبر تو نے میسر آپ کو نے مجھ کو ہو
ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشاں / پرورش پائی جو میں اُسدر اوپر اور کے در پر نہیں کرتا گذر
گرچہ صد ہا رنج اب سہتا ہوں میں در پر اُسکے پر پڑا رہتا ہوں میں / اُسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر صبر سے رہتا ہے گاہے مجھ کو شکر
کھیلتا ہوں عشق کی بازی سدا ساتھ اُسکے میں بصد رنج و عنا / الغرض یہ عاصی اُسکے در سوا اور کے در کو نہیں پہچانتا
اور تجھے جو ایک دن اے نوجواں نے ملا تقدیر سے حلوا و ناں / پس بنائے صبر میں آئی شکست غیر کے در پر گیا اے خود پرست
اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر / کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر
واسطے روٹی کے اپنے دوست کو چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو / اور دشمن اُسکے سے کی دوستی کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخی
اب ذرا منصف ہو اے مردِ خدا بےحیا تو ہے کہ یا میں ہوں بتا / سُنکے یہ عابد گرا مدہوش ہو پیٹ کے سر ہو گیا بے ہوش وہ
اے سگِ ملعون نفس امداد کی یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی / صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے گبر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے
ساقیا میری خبر لے جلد آ نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچا / نفس و شیطاں نے کیا مجھ کو اسیر ہو کہیں بہر خدا تو دستگیر 19

اس میں مذمت ریاکاروں اور مکّاروں کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مردِ غنی واسطے زر کے بنے تو متقی / شانہ و مسواک تسبیح و ریا جبہ و دستار و قلبِ بےصفا
زہد کا دعویٰ ہو تجھ کو بےشمار جاہ و عزت کیلئے اے نابکار / لے بنا تقویٰ کی صورت بےنظیر تا کریں تعظیم سب شاہ و وزیر
ہے گماں تجھ کو کہ ایسے مکر سے سارے عالم کو مطیع اپنا کرے / ہے توقع تجھ کو اے مردِ غبی تاکہ اس جھوٹی فقیری سے نری
معتقد ہو کر کے سب اہلِ جہاں لائیں نذریں پاس تیرے بیگماں / یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز ہیں جہاں میں سیکڑوں اہلِ تمیز
ہیں بہت عالم میں عاقل نکتہ داں جانتے ہیں سب کی خوبی و زیاں / یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو اس سے وہ واقف ہیں بیشک مو بمو
پر یقیں ہے تجھ کو اب بیشک یہی حال سے میرے نہیں واقف کوئی / اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا لافِ تقویٰ اور عدالت کی سدا
فکر میں ہر دم ہے تو اس بات کی جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی / کار تیرا سر بسر لیل و نہار کرتا ہے تحصیلِ جاہ و اعتبار
واسطے زر کے بنے اے نابکار متقی و عاقل و پرہیز گار / نان و حلوے کیلئے تو نے لعیں کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دیں
جاہ و عزت کیلئے اے بےخبر دین و ایماں سے پڑا تو دور تر / دیں دیا تو نے لیا نانِ حرام مکر و حیلہ بہر تسخیر حرام
مال کھانا شاہوں کا با مکر و شید چھوٹے غنیمت سے نہ تیری عمر و زید / لے فریب و مکر سے شاہوں کا مال ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال
پھر یہ تقویٰ اور عدالت باوجود ایسے وصفوں کے ہے قائم اے جہود / ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار یہ عدالت اور تقویٰ نابکار

سنگ و آہن سے بھی یہ مضبوط ہے

جو نہیں نقصاں کسی شے سے اُسے — نے خلل اُسکو کسی شے سے عزیز

کچھ نہیں نقصاں فریب و مکر سے — چوں وضوے محکم بی بی تمیز

اس عدالت اور تقویٰ کو ترے

حکایت تمثیل

حال اُس عورت کا سُن تُو اے عزیز — جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز
شہر میں تھی سُن اک بیوہ زن — کہنہ رند و حیلہ ساز و پُر زفن

نام اُس عورت کا تھا اے ہوشیار — کہتے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار
بس عبادت سے اُسے لیل و نہار — تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقتِ عشا — باوضو رہتی تھی اے مردِ خدا
بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور — رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایکدم بھر مرد بن رہتی نہ تھی — گرچہ پھر چوڑھا چمار ہووے کوئی
آتا جو اُس بیسوا کے پاس یار — آگے اُسکے پڑتی تھی دامن پسار

لے نمازِ شام سے تا بامداد — نامرادوں کو سدا دیتی مراد
اور نہ خالی ہوتی تھی اُسکی دوات — ایکدم بھر بے قلم سے نیک ذات

جو کوئی لاتا مراد اپنی وہاں — جھٹ رقم کرتی وہ اُس پر بیگماں
رند اور اوباش کے مقصود کو — خوب بر لاتی تھی وہ اے خوبرو

اُسکی چکی شیخ کے مانند یار — پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار
اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار — کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار

جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز — ہوتی تھی فی الحال مشغولِ نماز
بے وضو بے غسل بے نیت سدا — خوب کرتی تھی رکوع سجدا ادا

اُسکے اوپر کہتی تھی وہ بدگہر — باوضو رہتی ہوں میں آٹھوں پہر
ایسی بدذاتی سے پھر وہ بیحیا — آپ کو کہتی تھی میں ہوں پارسا

ایک دن اک رند نے اُس سے کہا — کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا ۲۰
اس طرح کے کار سے تیرے مجھے — حیرت آتی ہے بہت اے نیک پے

باوجود ایسی جنابت کے سدا — خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا
نیت اور آداب یہ محکم وضو — کر بیاں کچھ حال اسکا مجھسے تو

یہ وضو تیرا سُن اے نیکو سیر — سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط تر
بلکہ ہے سدِ سکندر سے دو چند — جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی ترے — ہر طرح کے کار سے قائم رہے
جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو — سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو

یوں ہی تقویٰ اور عدالت تیرا یار — سو فریب و مکر سے ہے پائدار
ہے خدا کی مار ایسے شخص پر — بے حیا بے شرم جو ہووا اسقدر

ساقیا آحد سے گذرا انتظار — جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کر کے تا ناموس کے دامن کو چاک — آتشِ دل سے میں ڈالوں سر پہ خاک

اِس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دُنیا جان تو اے خود پسند — مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اسلئے ہے صبح شام — تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام

بہر اظہارِ فضیلت اور عمل — آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے — خلق میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جتانے کیلئے — سو خرابی اور بلا میں تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال — مرد و زن کیواسطے ڈالے ہے جال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں — سو فریبوں سے تو لایا دام میں
جاہل و نادان و بے عقل و شعور — جال میں تیرے پڑے اے پر غرور

معتقد تیرے ہووے پر ضرور — کون شوئی کا نہیں جنکو شعور
جاہلوں میں بیٹھ کر بن بن سدا — علم و فضل اپنا جتایا خوب سا

خوب سی تقریر کو دیکر کے زیب | جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب
دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام | اور ہووے خود فضیحت لاکلام
راہ جنت کا بتاوے اور کو | آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو
رہ بتاوے اور کو گلزار کی | اور ہووے آپ رستہ نار کی
شہد و شربت اور کو دے ہے پلا | آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
کرتا ہے اوروں کو سیدھی راہ پر | اور ہووے آپ گمرہ جان کر
بھیجتا ہے اور کو گلزار میں | آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں
ہے یہ سب اسواسطے اے پرعلل | لوگ جانیں تا ترا علم و عمل
خوب سی شیخی جتائی کھول کر | مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
پر اصول و فرع تیرے اے اخی | محکم ان دو سے نہیں ہے ایک بھی
کچھ چھپا بھی تجھ کو آتی ہے بتا | حق تعالیٰ اور پیمبر سے بھلا
جان اس رہ میں ترا کیا غول ہے | یہ ریائی درس نامعقول ہے
کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس | ہے یہی شیطان تیرا اور نفس
یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پند | زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند
ہوتی ہے جس درس میں روی وریا | درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا
چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا | دولتِ ایمان کو ہے لوٹتا
خنجر لاحول سے اِس چور کو | قتل جس نے کر دیا اے نیکخو
دولتِ ایمان لی اس نے بچا | باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا
درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض | ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے | کر دیا آزاد جاں اے نیک پے
اسپ و دولت کو وہ اپنے باہنر | ہے وہ دوڑاتا فرازِ عرش پر
ساقیا اے بہرِ حق میری خبر | نفس و شیطاں نے کیا زیر و زبر
وقت ہے امداد کی امداد کا | کر کے امداد انکے پنجوں سے چھڑا
تاکہ یہ جا کر کے بے روی وریا | اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا

۲۱ اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اَسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسباب عقبیٰ کے سے

کیا ہے دُنیا یعنے اسبابِ جہاں | آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جواں
یہ کرے قربِ خدا سے تجھ کو دُور | اور کرے راہِ خُدا سے تجھ کو دُور
کر دیا قربان اُس پر اپنا سَر | ہو گیا تو راہِ حق سے دُور تر
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام | اِسطرح کے نان و حلوے نے تمام
اور بھی اکثر ترا اے نیک خو | لے گیا ہے رونقِ اسلام کو
جلد اس اَسباب کو اے بہرہ ور | بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر
اور اس دنیائے دوں پر خاک ڈال | آپ کو بارِ گراں سے تو نکال
سعی تیری ہے یہ اے صاحب ہنر | واسطے دُنیائے دُوں کے سربسر
سعی کچھ جانی نہ عقبیٰ کی ہے کیا | سعی دُنیا میں رہا تو مبتلا
اس کی رہ میں ہو نشگافی اے شقی | اس کی رہ میں گند فہمی احمقی
پیچھے اسکے دوڑے ہے از جان و دل | اُسکے پیچھے جائیے جیسے خر بگل
باوجود اس سعی و محنت کے ذرا | جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا
سعی دنیا میں رہا تو عمر بھر | کیا ہوا حاصل تجھے جز دردِ سَر
سعی عقبیٰ کی جو تو کرتا میاں | کارِ دُنیا کا بھی بر آتا میاں
کارِ عقبیٰ کا جو کرتا بندوبست | کارِ دنیا کے بھی سب ہوتے درست
اِسلئے فرماتے ہیں خیر البشر | جو کوئی دنیائے دوں کو ترک کر
ہونا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع | اپنے اس اللہ کی جانب رجوع
کار اُسکے دنیا و دیں کے تمام | ہوتے ہیں آسان سب اے نیکنام

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال — کان دھر کے سن اسے اے خوشخصال

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کارِ آخرت کا اوپر کارِ دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مردِ صالح نوجواں — کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں
پاس اسکے کہتے ہیں تھا اک شتر — بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا — اونٹ اسکا بھاگ جنگل کو گیا
اور آدھے دن جمعہ کا اسلئے — تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا — پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا
گر میں دوں کھیتی کو پانی اب یہاں — اونٹ اپنے کو میں پھر پاؤں کہاں
اور نمازِ جمعہ بھی دوں ہاتھ سے — ہوں خرابی میں پڑا اس بات سے
گر نہ دوں کھیتی کو پانی اس زماں — ہوتی ہے بالکل خراب اے مہرباں
جو میں ڈھونڈوں اونٹ کو جنگل میں جا — بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا
اس تردد سے وہ مردِ خوش لقا — ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
آخرش بولا تأمل کر کے وہ — چل نمازِ جمعہ کو جو ہو سو ہو
کیونکہ اس دولت کو ہے بیشک بقا — اور سوا اسکے ہے سب شے کو فنا
یعنی کارِ دیں کو ہووے بقا — اور کارِ دنیوی کو ہے فنا
جو کہ فانی سے لگاوے دل عزیز — اس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ — حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا
جا غرض تکبیر مسجد اس نے کی — اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
جا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر — اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر
باخضوعِ دل بصد عجز و نیاز — سامنے حق کے پڑھی اس نے نماز
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر — دیکھتا کیا ہے کہ وہ اسکا شتر
ہے کھڑا اپنے مکاں پر اے میاں — عاجز و مسکیں غریب و ناتواں
۲۰ اپنی بی بی سے یہ پوچھا اسنے جا — کسطرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں — اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں
ہو کے گرد اسکے قوی سا بھیڑیا — مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا
شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو — یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب میں جا کر سینچتا ہوں کھیت کو — اپنے اس معمول پر چلتا کہ ہو
گل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر — جز کو تو مت چھوڑ پر اے بہرہ ور
آخرش اٹھکر وہ مردِ نوجواں — کھیت کی جانب ہوا اپنے رواں
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر — پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اس نہر سے بس بیگماں — اسکی ہر کیاری میں ہے پانی رواں
ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا — کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا — کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ
پوچھا آخر اس نے ہمسایوں سے جا — کھیت میں پانی مرے کس نے دیا
بولے سب ہی یہ عجب اک ماجرا — خود بخود پانی ادھر کو ہو لیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو — پر یہ پانی جا تھا تیرے کھیت کو
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر — پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
ہو گئے ناچار جب اے بادب — چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکم حق سے کھیت میں تیرے میاں — ہر کیاری میں ہوا پانی رواں
ہو کے شاداں اور خرم وہ جواں — شکر حق کرنے لگا بس بیکراں
جو کوئی دنیائے دوں کو ترک کر — باندھ لے حق کی عبادت میں کمر
آپ خود آ کر یہ دنیائے قلیل — پاؤں میں اسکے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار — خود بخود دنیا ہو آس پر نثار
اور جو حق کو چھوڑ دنیا میں پڑے — دین و دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر — وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر
ہو گیا اس شخص پر قہرِ خدا — جو ہوا دنیائے دوں میں مبتلا
ہوتا حاصل دین اور دنیائے دوں — قعرِ دوزخ میں پڑے جا سرنگوں
ساقیا وہ جام دے اب تو بتو — عیش دنیا جس سے مجھ پر سرد ہو

چھوڑ کر دنیائے دوں کو سر بسر | حکم پر دلدار کے باندھوں کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کسقدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہا تھا صاحب کمال | ایک منعم سے کیا اُس نے سوال | یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر | در پے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیائے دنی | کسقدر ہے کہہ تو اے مردِ غنی | یوں کہا اُس نے کہ بیحد و شمار | کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا | رہتا ہے اسکی تگ و دو میں سدا | کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل | یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدرِ قلیل
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر | پر نہ آیا اُس سے کچھ عُشرِ عشیر | یہ کہا عارف نے اسکے ہے ثواب | فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم میں تو عبث اُسکے میاں | عمر کو کرتا ہے اپنی رائگاں | قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا | عمر اپنی اِس پہ کی تو نے فدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا | اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا | مدعا دل کا ترے اِس سے کہیں | کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبیٰ کا گھر | سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر | اُس سے کچھ حاصل تجھے کیونکر ہو جاں | میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں
یعنے اِس دنیائے دوں سے اب تجھے | دارِ عقبیٰ ہووے حاصل کب تجھے | مرد وہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر | باندھتے ہیں راہِ عقبیٰ میں کمر
اور تو بہر گاؤ نفس بے حیا | کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا | یادِ حق کو تو نماز فرض جان | اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زماں
اِس جہانِ فانی میں تو فانی ہوا | راہِ عقبیٰ کو دیا دل سے بھلا | واسطے عقبیٰ کے تو اے بہرہ ور | چھوڑتا مردار دنیا کو اگر
خود بخود یہ زالِ دنیا ہو ذلیل | پاؤں میں پڑتی ترے باقال و قیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے حکایت

ایک صاحب دل ولی باعز و جاہ | باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ | اور گردِ اُسکے مرید اور طالبیں | جمع بیٹھے تھے بصدق و یقیں
ناگہاں سہ جانور اک طرف سے | سامنے کو آ گئے اڑتے ہوئے | ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا | اور اُسکی جستجو میں دوسرا
اُن میں آگے تھا کبوتر بس رواں | سب سے عاجز اور حقیر و ناتواں | اُسکے پیچھے مرغ زریں بال و پر | اڑتا جاتا تھا نہ اک بھی ایک کے
اور پیچھے مرغِ زریں کے اوڑا | جاتا تھا بدبخت کوا جوں ہوا | کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش دلے | ہاتھ آتا تھا نہ اک بھی ایک کے
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دیں | ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں | کیوں کبوتر کے ہے پیچھے مرغ یوں | اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیوں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغ یوں | زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں | جنسہائے مختلف ہیں ہے یہ کیا | ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی | جنس سے ہے جنس کو میل اے اخی | جنس جانب جنس کے کھنچی ہے میل | ساتھ دن کے دن ہے اور ہے شب کے لیل
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا | اور کافر پر ہو کافر مبتلا | صالحوں کیساتھ ہو دیں صالحاں | ساتھ بدکاروں کے ہوں بدکاریاں
زاغ بہر زاغ کے ہو کر اُڑیں | بلبلوں کیساتھ بلبل خوش رہیں | انبیاؑ اسواسطے پیدا ہوئے | جنس ہے انسان کے اے نیک پے

آدمی تا ملکے اپنے جنس سے / بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے / جنس سے ہو جنس اپنی کامیاب / فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب
انبیا ہوتے فرشتوں سے اگر / کب پکڑتے اُن سے انسیت بشر / کب بھلا انسان ہو کر بیحجاب / راہ حق لیتے فرشتوں سے شتاب
اک خلاف جنس سے ہوں سو حجاب / اور ہوں ہمجنس سے لک فتحیات / فائدہ ہمجنس سے ہو جس قدر / غیر جنسیت سے ہوا تنا ضرر
روح جو آئی ہے ملک امر سے / زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے / جسم ملک خلق سے پیدا ہوا / خواب و خور میں اس لئے ہے مبتلا
اُس کی پیدائش ان دو[2] سے ہوئی / حق نے جو دونوں کی اسمیں جمع کی / جو کرے یہ میل جانب خاک کی / نفس امارہ[1] بنے ہے اس گھڑی
اور کرے جو روح کیجانب گذر / نفس لوامہ بنے اُس وقت پر / میل ملک امر کا جب اسمیں ہو / آوے لوامہ کی جانب دوڑ وہ
جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا / ملہمہ کی طرف پھر رکھتا ہے پا / بعد تہذیب اور کمال اجتہاد / مطمئنہ ہووے وہ اہل وداد
اس سخن کی کب ہے امداد انتہا / ماجرا ان طائروں کا پھر سنا

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دلجمعی کے اور بیان کرنا حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہاں / یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیاں / جو اڑے جاتے ہیں یہ تینوں[2] جانور / ہے مثال اُنکی سمجھ اور غور کر
بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دور / دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور / یہ مثال اُن کی ہیں تینوں جانور / ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر
۲۴ طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب / ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب / بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے / مرغ زریں کے فریب و مکر سے
اور در پے مرغ زریں اسکے ہے / تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے / لیک ہرگز یہ کبوتر نازنیں / ہاتھ آتا مرغ زریں کے نہیں
اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا / حرص سے جاتا ہے کوا بیحیا / پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا / گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا
جان عارف ہے کبوتر کی مثال / جاتا ہے حق کیطرف بے قیل و قال / اور زریں مرغ تو دنیا کو جان / دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگمان
زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے / چوں زغن مردار دنیا میں پڑے / کر تو دنیا دار کو کوا شمار / ہوتا ہے مردار دنیا پر نثار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار / دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار / لیک وہ مکارہ اُن سے بھاگ کے / مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے
بھاگتا ہے مرد حقانی مگر / مکر سے اس بیحیا کے خوف کر / دوڑتی ہے اُسکے پیچھے یہ سدا / بھاگتا ہے اس سے وہ مرد خدا
ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا / بھاگے ہی جو اس سے یہ اُسی کے پاس جا / اور جو اسکو طلب کرتے ہیں یہاں / بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں یہاں

تمثیل

اور سن اس پر تو مجھ سے اک مثال / نیک لوگوں کا بیاں کرنا بحال / ایک دن ہارون رشید بادشاہ / تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ
اور گرد اسکے بکثرت لاکلام / تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام / مہرباں اُنپر جو کچھ سلطاں ہوا / حکم یہ مختار کاروں کو دیا

[1] نفس چار ہیں - امارہ - لوامہ - ملہمہ - مطمئنہ - ۱۲ ح

جو کہ نوشہ خانہ میں موجود ہے
سامنے لا کر دھریں ہر ایک شے
سنتے ہی مختار کاروں نے جبھی
پیش شہ ہر ایک نعمت لا دھری

حکم پھر لونڈی غلاموں کو دیا
شہ نے کیں یہ نعمتیں تم کو عطا
جسکو اس نعمت سے جو مطلوب ہو
لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو

سنتے ہی اس بات کے لونڈی غلام
گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ تمام
کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا
ہاتھ اک لونڈی نے شہ پر رکھدیا

ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا
رکھدیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا
عرض کی لونڈی نے جب اسے نیکخو
صاحب ان نعمات کا موجود ہو

اسکی کمبختی ہے کیا پھر جو تنہا
چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا
بادشاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے
اسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے

اور کہا شہ نے اسے اے باادب
کر دیا آزاد تجھ کو میں نے اب
اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام
کر دیئے تجھ کو عطائے نیک نام

اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے
دل سے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے
چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر
دل لگا وے اپنے حق سے بیشتر

حق تعالیٰ ہو کے خوش اس شخص سے
آخرت کی نعمتیں سب اسکو دے
تو بھی اے امداد بہر ذوالجلال
دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال

ماسوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا
خالصاً للہ حق سے دل لگا

اس میں مذمت اور برائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونے کا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور
قرب سلطاں ہے تو کر اس سے حذر
ہوش سر سے بھی ہے اور دل سے سرور
قرب سلطاں اس سے رہ تو دور دور

ہے سعادتمند وہی اے فتا
آپ کو جس نے لیا اس سے بچا
قرب سلطاں سے بچ کر بچ سکے
کیونکہ یہ تیرا وبال جان ہے

اور ہے ایماں کا بھی اسمیں ضرر
ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر
اس کے اوپر کہتا ہوں اک داستاں
کان دل سے تم سنو اے مہرباں

نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی
جو بیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر
راہ حق میں چست و کامل بے نظیر
چھوڑ کر دنیا کے سارے کار و بار
کر لیا تھا اس نے گوشہ اختیار

خلق سے ہو کر جدا جنگل میں جا
کرتا تھا تنہائی میں یاد خدا
بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا
ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا

باہر آتا تھا نہ وہ اس غار سے
پر کبھی حاجت ضروری کیلئے
بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا
کھاتا تھا برگ شجر وہ پارسا

ایک مدت ہو گئی اس کو بسر
ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر
تھی اس عارف پر عنایات خدا
واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا

چھوڑ دے اس عالم کو جو حق کیلئے
بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے
جہد و کوشش شرط ہے پر اے پسر
راہ میں دلدار کے شام و سحر

ہے بہت باریک راہ دل ربا
چل سکے بے راہ بر کے کب بھلا
ہیں گی اس رہ میں بہت سی گھاٹیاں
طے ہو کب بے راہ بر کے اے فلاں

کہتے ہیں حضرت محمدؐ اس لئے
راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے
راہ بر لے تا تو سیدھی راہ جا
گھاٹیوں میں ورنہ ہو گا مبتلا

اولیا ہیں راہ بر اس راہ کے
ان کے دامن کو پکڑ اور راہ لے
عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز
بے مدد مرشد کے کب ہو سرفراز

سرّ باطن کب ترے دل پر کھلے / تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے
جو کہ بھی حرص و ہوا دلمیں بھری / اِس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی
کہتا ہے حق دیکھ دیدہ کرکے باز / منع کرتی ہے گناہوں سے نماز
پیروی کر جان سے مرشد کی تو / تاکہ کردے تجھ کو سیدھی راہ کو
سوچ تو دلمیں ذرا اے نیک پے / بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے
کس نے پایا ہے صراط المستقیم / بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم
گرچہ کی تونے عبادت سالہا / لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
جو نہ جا حرص و ہوا دل سے ترے / اُس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
عادتی ہے یہ تری روزہ نماز / سرّ باطن اِس سے کب تجھ پر ہو ناز
ورنہ اِس رہ میں تو بے مرشد سدا / ٹھوکریں کھاتا رہیگا جا بجا
تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا / بے کماں کے جا نشانے پر لگا
انتہا رکھتا نہیں ہے یہ سخن / حال اُس درویش کا اب مجھ سے سُن

آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیاں اُس غار کے وہ پارسا / ذکر و فکرِ حق میں رہتا تھا سدا
باہزاراں خوبی و زیبندگی / آگئی خدمت میں اس درویش کی
جو کرو اسدم قبول حضرت مجھے / کیا کریموں کے کرم سے دور ہے
دیکھ کر درویش نے اُسکے تئیں / کرلیا معلوم باطن سے وہیں
یہ کہا درویش نے اے بیحیا / دُور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ
[illegible] یوں آئی ہے اسجا اے پلید / مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید
حق میں میرے تجھ کو لے مردِ یقیں / فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں
کہکے یہ لفظوں سے وہ غائب ہوئی / اور عارف کو ہوئی وحشت بڑی
گر نہ جاوے گی وہ میرے پاس سے / گور کا مصرف کرونگا میں اُسے
مال دنیا ہے یہ زہر سہمناک / گر اُسے پاوے تو اُس پر ڈال خاک
واسطے حق کے جو دے تو اک یہاں / اُسکے بدلے پاوے تو سو حصے وہاں
چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار / کرتا ہے اسباب اُسکے آشکار
کوئی آتا تھا نہ اُس پاس اے پسر / کیونکہ بستی سے تھا جنگل دور تر
اتفاقاً اک برس تقدیر سے / قحط عالم میں پڑا حد سے پرے
گلہ ہائے اشتر و گاو و خر / پھرتے تھے چرواہے ادھر اور ادھر
یوں ہی پھرتے پھرتے اکدن ناگہاں / آئے پاس اُس غار کے سب اعیاں
پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے / لے کے چوپائے چرانے کے لئے
کی تھی جو حق کی عبادت بیشمار / نورِ حق تھا اُس کے منھ سے آشکار
ناگہاں اک روز اے فرخندہ فال / ایک عورت صاحبِ حسن و جمال
دست بستہ باادب ہو کر کھڑی / عرض خدمت میں یہ کی درویش کی
تیری خدمت میں رہونگی میں مدام / جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام
ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار / سامنے آئی مرے کر کے سنگار
بھاگ کر تجھسے یہاں آیا ہوں میں / چھپکے آبیٹھا ہوں تنہا غار میں
یہ کہا اُس نے کہ اے درویش جان / حکم سے حق کے میں آئی ہوں یہاں
آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں / کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میاں
یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی / جوتیاں مجھ سے بہت سی کھائیگی
گر نہ جا مجھ پاس سے دنیائے دُوں / خرچ اُسکو راہِ عقبیٰ میں کروں
یعنے اُسکو صرف کر نیک امر میں / تاکہ کام آوے وہ تیری قبر میں
کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار / تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
دس برس تک وہ فقیر اُس غار میں / تھا رہا مشغول حق کے کار میں
گائیں بکری اونٹ خچر اور گدھے / واں تلک آتے نہ چرنے کیلئے
خشک سب کھیت اور جنگل ہوگئے / آدمی حیوان کُل مرنے لگے
کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو / دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
چند اک چوپائے گرد اُس غار کے / دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آگئے
ناگہاں اکدن وہ عارف غار سے / آیا باہر ایک حاجت کے لئے
دُور سے چرواہے صورت دیکھ کے / گرد اُس درویش کے آکر ہوئے

اعتقادِ دل سے جا ہر ایک نے
رکھدیا پاؤں پہ سر درویش کے

جو کہ تھا درویش مشغولِ خدا
اُن کی جانب کو نہ کچھ راغب ہوا

جسکو حاصل ہووے وصلِ دلربا
پھر ہے اسکو اور سے مطلب ہی کیا

آخرش سب نے بصد عجز و نیاز
یہ کہا درویش سے اے پاک باز

اسکو خواہش ہو اب جس چیز کی
حکم کیجے ہم بجالاویں ابھی

دیکھا جو درویش نے انکے تئیں
پاس سے میرے یہ ٹلنے کے نہیں

کرکے اُن کی عجز و زاری پر نظر
یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر

ایک مدت سے یہ نفسِ بدسرا
مانگتا ہے دودھ تجھ سے برملا

شیر کے دو ایک دیگر گھونٹ یار
تا میں مارِ نفس کا دوں زہر مار

عرض کی یوں قحط سے باراں کے اب
گائیں بکری ہو گئیں بے دودھ سب

جب نہ انکو چارہ کھانے کو ملا
شیر انکے خشک پستاں سے ہوا

اور کہا رو رو کے سب نے باحزن
تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن

دیکھ کر درویش اُن کا اضطرار
یہ کہا اُن کو کہ اے مردانِ کار

ایک گائے کر کے اب سب سے بدر
اس کو دوہو تم خدا کے نام پر

کر کے بسم اللہ ایے نیک راہ
سعی کر تو ہو گی امدادِ آلہ

کارِ عقبیٰ میں ہے کوشش شرط یار
جہد و کوشش کر جو تو ہے ہوشیار

گوشِ جاں سے سُن ذرا اے مہرباں
کہتے ہیں کیا سرورِ پیغمبراں

سعی و کوشش ہے اُن ہی کی بامراد
کرتے ہیں جو نفس پر اپنے جہاد

بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے
جہد کر چل منزلِ مقصود پے

راہ کو کر قطع چل پاؤں اٹھا
بیٹھنے کا راہ میں کیا ہے فائدا

ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب
ہر گھڑی رہتا ہے اُسکو اضطراب

راہِ حق دیکھی ہے کیا آسان یار
جو پڑا ہے تو یہاں پاؤں پسار

راہ لے چل عیش کے دامن کو پھاڑ
تا نہ اُلجھے اُن سے اندر خار و جھاڑ

ہے یہ منزل پرخطر جا خار زار
جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل فگار

یعنے یہ کپڑے الجھ کر جھاڑ میں
خوب سا تن کو ترے زخمی کریں

طاق میں رکھ تن سے تو کپڑے اُتار
با دلِ فارغ تو پھر لے راہِ یار

دُور ہے منزل بہت رہ میں پہاڑ
اور بہت سے جابجا کانٹوں کے جھاڑ

چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو
ہاتھ میں لے اپنے تیشہ آہ کو

قطع کر یہ خار رہ سے تا کہ تو
جلد پہنچے منزلِ مقصود کو

ورنہ بے تیشہ ترا تن ہو فگار
روکدیں رہ سے تجھے یہ سنگ و خار

یعنے لا سے تیز سے تیشہ بنا
سنگِ غیریت کو پھر رہ سے ہٹا

منزلِ مقصود الا اللہ کر
سیر واں جا با دلِ آگاہ کر

یعنے یہ حرص و ہوائے دنیوی
غیرِ حق کے ہے ترے دل میں بھری

بہرِ حق تو دل سے ان کو دُور کر
نورِ عرفاں سے اسے معمور کر

یہ سخن ہے بے بیاں اے دوستو
حال اُس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ ۔ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا غرض ان سے اُٹھا
پاس گاؤ نا رسیدہ کے گیا

اُسکے دوہنے کا ارادہ کر لیا
تا کہ لیوے امتحاں درویش کا

اُس جواں نے پاس اُس گائے کے جا
ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھ دیا

ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر ہو گیاں
دودھ کی دھاریں ہوئیں اُسسے رواں

ہو کے حاضر سامنے درویش کے
دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے

دودھ لے عارف نے اُس سے پی لیا
بعدہٗ اُس غار میں جا کر چھپا

ریوڑوں کو لیکے سارے راعیاں
شہر کی جانب ہوئے یار رواں

شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے
اس کرامت سے وے حیران ہوئے

دن کئی گذرے غرض اسطرح پر
آتے تھے چرواہے وے اُس غار پر

رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا
اس کرامت کا بہت چرچا ہوا

تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام
شاہ تک بھی ہو گیا یہ قصہ عام

سنتے ہی اس بات کے شہ نے کہا
سب امیروں اور وزیروں سے بلا

چلکے اس عارف کی زیارت کیجیے
کیونکہ وہ ڈوبے ہیں اپنے فرد ہے

کہہ کے یہ اور اٹھ کے باصد التجا
خدمت درویش میں حاضر ہوا

صحبت میر و وزیر و بادشاہ
ہے بڑا فتنہ سمجھ اے نیک راہ

ان کی صحبت سے ہر اک حیراں ہوا
عاجز ان کے مکر سے شیطاں ہوا

پاس سلطانوں امیروں کے نہ جا
آپ کو ان سے بہر صورت بچا

اس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں
دین حق کے ہیں ایسی یہ عالماں

جو کہ عالم جا امیروں سے ملے
دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹٹے

الغرض شہ عجز و زاری سے سدا
پاس اس درویش کے رہنے لگا

ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے
خوب ہو جو شہر میں عارف چلے

باعث برکات رحمانی ہے یہ
سایہ انوار ربانی ہے یہ

شہر میں ہوا اسطرح کا مرد جو
زیب شاہی رونق اسلام ہو

باادب کی عرض یہ درویش سے
شہر میں چلئے تو اب کیا خوب ہے

۲۸ بولا وہ سن اے وزیر اب مجھ کو کیا
خلق کے ملنے سے بتلا فائدا

ہے موافق طبع ویرانہ مجھے
اور ہر اک طالب آرام سے

مرضی حق کا ہوں طالب میں سدا
خوب تنہائی میں ہو فرض ادا

کہتے ہیں حضرت محمدؐ مصطفیٰ
جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا

فائدہ وحدت میں ہووے جسقدر
اس سے ستّر درجہ ہو کثرت میں ضرر

پھر وزیر حیلہ جو نے عرض کی
گر پکڑتے اسطرح گوشہ نبیؐ

یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیاؒ
دین حق پاتی یہ کب خلق خدا

لیک جو بیمار ہو اے باشعور
چاہیے پرہیز اس کو بالضرور

اور صحت جس نے پائی مرض سے
کیا دوا پرہیز کی حاجت اسے

ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب
چاہیے پرہیز مجھ کو اس سبب

تارک دنیا ہو تم تو بالیقیں
آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں

تیرے نفس پاک سے اے مہرباں
ہو گئی روشن ہماری جان جاں

سامنے تیرے ہوا و حرص سب
محو دل سے ہو گئے یک لخت اب

نفع جس سے ہو خلائق کو تمام
فائدہ اس سے اٹھاویں خاص و عام

اسکا ثانی کوئی عالم میں نہیں
عالم و کامل ولی سلطان دیں

شہ کے آنے سے ہوا درویش کو
شغل میں حق کے حرج بے گفتگو

ہے سلاطینوں کی صحبت مثل آگ
تیر کے مانند ان سے دور بھاگ

ہے تکبر انکے دلمیں یوں بھرا
بکریوں میں جس طرح ہو بھیڑیا

صحبت انکی کبر و غفلت لائے ہے
اور قناعت کا اثر لیجائے ہے

پر نہ ہو جو ہمنشین و ہم طعام
ساتھ سلطانوں امیروں کے مدام

بس ڈرو ان سے بچو اے مومنین
تا تمہارا بچ سکے اسلام و دیں

پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر
ہو گئے آپس میں جوں شیر و شکر

سوچ کر دل میں کہا دستور کو
جو چلے محلوں میں عارف خوب ہو

اس کے قدموں کے طفیل الحجر ور
رحمت حق ہووے نازل شہر پر

الغرض آیا وزیر حیلہ جو
پاس اس عارف کے باصد گفتگو

مرد آزادہ تھا وہ مرد خدا
بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا

مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا
اختلاط خلق سے ہے سو بلا

طالب آرام نفس اپنے کا اب
میں نہیں ہوں اے وزیر باادب

ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا
گاؤں خر میں رہنے کا کیا فائدا

اختلاط خلق سے ہے جو بچا
جان اپنی کو سلامت لیگیا

جس نے کثرت سے بچایا آپکو
ملک وحدت کا ہوا سلطان وہ

کب پہنچتا خلق کو دین خدا
رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا

یوں کہا درویش نے اے باخدا
جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا

جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے
بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جان سے

انبیاؑ اور اولیاؒ ے راسخیں
رنج و بیماری سے ہیں پاک اے متیں

سنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو
کسر نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو

خود بخود آتے ہیں ہم باالتجا
آپ کی خدمت میں اے پیر ہدا

تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام
عیش دنیا سرد بالکل لاکلام

ہیں یہ فرماتے امام المرسلیں
ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقیں

تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجیے
فیض اپنا حل کے سب کو دیجیے

فیض سے ہوں تیرے وہ ذاکر تمام
جو پڑے رہتے ہیں غفلت میں ملم
کرتے ہیں کفران نعمت جو کوئی
تیری صحبت سے ہوں شاکر وے ابھی

بولا عارف جائے تشنہ چاہ پر
چاہ پیاسے پاس کب جائے بسر
جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں
میں بھلا کسواسطے جاؤں وہاں

ایک مدت الغرض اس طرح پر
عرض کرتے ہو گئی اس کو بسر
آخرش جانا جو عارف نے کہیں
یہ وزیر اب یاں سے ٹلنے کا نہیں

بولا ہنس تیری فرحت کے لئے
میں چلوں گا شہر میں سلطان کے
بعد اس کے جو صلاح وقت ہے
وہ کروں گا تیری خاطر جان کے

ہو لیا درویش ہمراہ وزیر
سوئے دولت خانہ شاہ کبیر
شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے
اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے

وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے
مارنے پتھر لگا سلطان کے
تاکہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی
چھوڑ دے سلطان مجھ کو اے ولی

باہنر درویش واں مستانہ وار
مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار
بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ
بھاگ کر واں سے گیا با درد و آہ

بھاگ کر نکلا جھٹ اس دالان سے
جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان شان سے
اس مکاں سے شاہ جب باہر ہوا
حکم حق سے وہ مکاں جھٹ گر پڑا

شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے
مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے
اس مکاں میں تا نہ یہ دبکر مرے
کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے

مارنے میں اسکے یہ تھا فائدا
تاکہ اس صدمہ سے دے مجھ کو بچا
چاہیے تھا عارف چھٹانا آپ کو
حکم حق تھا مبتلا یہ اور ہو

چاہیے تھا یہ تو کہ ہو بداعتقاد
اور ہو تا شہ کو زائد اعتقاد
صدق دل سے باہزاراں التجا
آ کے شہ عارف کے قدموں پر پڑا

عرض کی اے پیشوائے عارفاں
لطف کا تیرے کروں میں کیا بیاں
کیا کروں احساں کا تیرے شکر میں
جور میں تیرے ہزاروں لطف ہیں

خضرؑ نے کشتی جو توڑی جور سے
تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے
اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر وار
کر دیا سو ورطۂ قاتل سے پار ۲۹

جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا
کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا
دل میں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا
مرضی حق تو اب یاں آ پھنسا

مرضی حق پر ہی رہنا چاہیے
زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہیے
یعنے خواہش پر خدا کی برملا
چاہیے راضی رہے صبح و مسا

مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
زہر بھی چکھئے ذرا بہر خدا
الغرض کہنے سے عارف شاہ کے
شہر میں آیا نکل کر غار سے

شہ نے عارف کیلئے باعز و جاہ
کر دیئے تیار محل اور خانقاہ
اور نعمت بھی ہر اک موجود کی
واسطے درویش کے باصد خوشی

وہ فقیر پاک جان و راست باز
ہو گیا ظاہر میں اندر عز و ناز
عیش دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا
لیک باطن میں تھا وہ سب سے جدا

پوستیں اور دلق کو پہنے ہوئے
نفس پر کرتا جہاد ہر دم وے
ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر
کرتا تھا یاد خدا شام و سحر

باخوشی رہتا تھا اس گدڑی میں وہ
فقیر پر کرتا تھا محکم آپ کو
کچھ نہ اس دولت سے حاصل تھا اسے
پر فقیروں کو دیا کرتا تھا لے

گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل
پر ہے مومن کیلئے بیت العمل
مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
نیک ہے گر خرچ ہے اسکو نیک جا

نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر
ورنہ تو کتا سا ہے مردار پر
مال دنیا کو بقا گرچہ نہیں
خوب ہے گر خرچ ہے اندر کار دیں

واسطے دانا کے دنیا خوب ہے
اور نادانوں کو بد اسلوب ہے
جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے
سانپ ہووے دوست اسکا دیکھ لے

گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار
سانپ کے منہ گرد پھر تو زینہار
تا نہ دھو دے ہاتھ اپنی جان سے
یاد رکھ یہ بات میری مان لے

مال دنیا کے نہ ہرگز گرد جا
جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا
الغرض درویش کم رہتے ہوئے
ہو گئے دس سال پاس اس شاہ کے

دس برس اسکو سے یوں ہی گذرے
پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر
زہد و قناعت میں آیا کچھ بھی فرق
گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں غرق

تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوار
سیر نظم ملک یا بہر شکار
الغرض اک دن اُسی معمول پر
اُسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور
ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی
سامنے سے دوسری بار آگئی
عرض کی اُسنے کہ اے سلطان جان
تجھسے میں ہوتی ہوں رخصت اس زماں
تو دغا دے ہے ہر اک کو پر جو دد
ہو ترا تابع تو اُس سے دور ہو
پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں
میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤں میں
ہوگئی غائب نظر سے سُن یہ ذکر
اُسکے فتنے کا ہوا عارف کو فکر
معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا
آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جدا
شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے
دیکھئے رسوا کرے کیونکر مجھے
جو قضا آوے تو ہو برعکس کار
ہوویں سب تدبیریں باطل درزار
ایکدن تقدیر سے ناگاہ یار
شاہ جنگل کو گیا بہر شکار
رنج بیحد پایا اور تکلیف سخت
دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت
گر کے قدموں پر وہ اُس درویش کے
پاؤں پر بوسہ دیا سو صدق سے ۲
شدتِ گرمی تھی رستے کی تکان
کچھ ہوا آسودہ شہ اُس جا سے واں
شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں
خنجرِ سلطاں نکل کر از میاں
جا پہ تھا اُس کے شکم پر سے اٹھا
الطرف رکھدو بس غافل بادشاہ
دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا
پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا
اور کرے آ قتل اس کو بر ملا
تاکہ دیکھے فعل کی اپنے سزا
کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو
کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو
کر کے اپنے لطف و احساں پر نظر
جان بخشی اسکی کرائے نامور
چھین کر اُس سے یہ سب مال و منال
کر کے ننگا شہر سے باہر نکال
مت ہو نازاں لطف پر انکے کبھی
دم میں ہوں شیطان اور دم میں ولی
ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ
ہو گیا بدظن اُسی عارف سے آہ
دل لگا اُس شاہ سے اے بیوفا
جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا
چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو
اُس سے زائد بیوقوف اور کون ہو
مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا
دل لگانا اُس سے ہے بیشک خطا

دفعتہً بیٹھنے کے وہ سلطان اٹھے
آکے زیارت کرتا اُس ...
اور اسی حالت میں وہ پیر ہدا
یاد میں اللہ کی مشغول تھا
پوچھا عارف نے کہ تو کسواسطے
آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے
یوں کہا چل دور ہو اے بے حیا
مکر سے تیرے خدا رکھے بچا
دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی
پوستیں اور دلق مجھ پاس ہے وہی
دور ہو یاں سے تو جلدی بیحیا
کب تلک دے گی مجھے تنہا دغا
دیکھئے کس طرح ہووے گا جدا
مال و دولت دنیوی مجھ سے بھلا
دیکھئے تقدیر سے ہو کیا سبب
تیل کھل سے ہو جدا کس طرح اب
پڑھ کے پھر لاحول ہو شاغل برب
ہو گا جو حکم خدا سر پر ہے اب
جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب
غیب سے کرتا ہے اُسکا کچھ سبب
جستجو کی اور محنت بے شمار
پر ملا اُسکو نہ واں اُسدن شکار
واں سے ہٹ کے شہ اُسی معمول پر
خدمتِ عارف میں آیا دوڑ کر
آیا تھا گرمی میں گھبرایا ہوا
اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا
اک طرف تکیہ لگا دیوار کا
جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا
ننگا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا
دیکھ کر یہ عارفِ دینِ خدا
چونک اٹھا یکبارگی شہ خواب سے
ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے
بولا غصے سے کہ جھٹ آوے وزیر
نا کرے درویش کو اسدم اسیر
کیا کیا تھا میں کہو اُس کا برا
پاؤں پر رکھا تھا سر اُسکے سدا
جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا
پڑھ کے استغفار یوں شہ سے کہا
شاہ بولا تجھ کو بخشی اُس کی جاں
پر تجھے لازم ہے اسکو اس زماں
ہو ہے یہ صدق و وفائے اہل دل
وہم سے بس صدق میں آیا خلل
اعتقادِ اہلِ دولت پر کبھی
دل نہ دیجو کوئی اے میرے اخی
دشمنِ جاں اسقدر اسکا ہوا
جس طرح بکری کا ہووے بھیڑیا
دیکھ کر کے سب وہ جرم و گناہ
دے ہے روزی لطف سے شام و پگاہ
سو خطائیں کر کے تو آدے جو پھر
خاص ہو درگاہ میں اُسکی تو پھر
جاں سلامت اپنی عارف لیگیا
کیونکہ دنیا پر نہ اُس نے دل دیا

جو دغا کھاتا وہ اسکے مکر سے ۔ قتل ہوتا ہاتھ سے سلطاں کے
زیر تیغ بے دریغ شاہ دوں ۔ ہوتا عارف بے شبہہ زار و زبوں

کی تھی اس نے احتیاط حد سے بدر ۔ مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
جان و تن اپنا سلامت لیگیا ۔ مکر سے دنیائے دوں کے وہ بچا

حیف ہے صد حیف اے صاحب سلوک ۔ تو تو یوں نازاں بتعظیم ملوک
خاص لذت اسکے جو وقت خطاب ۔ ہے نہ آوے وہ زصد خم شراب

شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے ۔ یہ ندا سنکر کے تو مدہوش ہے
مست و مدہوش اس خطاب شہ سے ہے ۔ ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے

پوجتا ہے گویا تو اس شاہ کو ۔ کچھ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو
اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دیں ۔ شرک ہے یہ تو برب العالمیں

جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر ۔ آیت لا تشرکوا پر گوش کر
ساقیا اب آ کہیں مت دیر کر ۔ دل مرا تجھ بن ہوا زیر و زبر

عیش کے سامان سب موجود ہیں ۔ تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں
آ کہیں دے بہر حق اک بھر کے جام ۔ عیش و عشرت جس سے ہو دے پر تمام

اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دنیائے دوں ۔ گر دمت جا اسکے تو اے پرفنوں
اس سے آلودہ کئے تو نے اگر ۔ ہاتھ اور منہ اپنے اے نیکو سیر

روئے آسائش کو دیکھے گا تو جاں ۔ اک سر مو ہے کہیں اندر جہاں
منصب دنیا نہیں تو جانتا ۔ ہے وہ کیا سن لے تو اب مجھسے ذرا

راہ حق سے دور جو تجھ کو کرے ۔ اور ڈالے کوئی فرقت میں تجھے
ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن ۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مایہ بدنامی اس کا نام ہے ۔ سر بسر ناکامی اسکا کام ہے
یہ نہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے ۔ زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے

واسطے اس زہر کے تو دن اور رات ۔ ہوگا تو کب تک خراب اے نیکذات
منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا ۔ خرمن دیں کو ترے بالکل جلا

منصب دنیا ہے وہ اے پرفنوں ۔ اس طرح جس نے کیا تجھ کو زبوں
خوش ہے وہ مقبول جس نے یاں کبھو ۔ ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو

اور اس حلوا دناں سے اے فنا ۔ منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا
خوش ہے وہ دانا کہ جو یاں چھوڑ کر ۔ منصب دنیائے دوں کو سربسر

مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا ۔ خلد میں جوں شاہ مرداں لیگیا
مثنوی میں مولوی معنوی ۔ نکتہ اک فرماتے ہیں سن اے اخی

ترک دنیا گیر تا سلطاں شوی ۔ ورنہ ہم چوں چرخ سرگرداں شوی
چھوڑ دنیا کو کہ تا سلطاں ہو تو ۔ ورنہ مثل چرخ سرگرداں ہو تو

زہر دار د در درون دنیا چو مار ۔ اگرچہ دارد از بروں نقش و نگار
زہر ایں مار منقش قاتل ست ۔ می گریزد زو ہر آں کو عاقل ست

زہر قاتل ہے یہ مار نقش وار ۔ بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار
زیں سبب فرمود شاہ اولیاؒ ۔ آں گزین انبیاؑ و اولیاؒ

اس سبب کہتے ہیں شاہ اولیا ۔ ہیں وہ مقبول ولی و انبیاؑ
حب دنیا راس کل خطیئۃ ۔ ترک دنیا راس کل عبادۃ

حب دنیا سب خطاؤں کا ہے سر ۔ ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر
چھوڑ دنیا کو جو تو ہشیار ہے ۔ عاقلوں پر جان یہ مردار ہے

پہلے تو تحصیل میں اسکے تو یار ۔ کھینچے محنت اور ذلت بیشمار
بعد اسکے چھوڑ کر پھر راہ لے ۔ حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے

اس میں اول تو ہزاروں محنتیں ۔ اور آخر میں ہوں حاصل حسرتیں
اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں ۔ محنت اور حسرت میں ہینگے بیگماں

یاالٰہی مجھ کو بھی بہر خدا ۔ الفت دنیائے دوں سے رکھ بچا
حب منصب حب جاہ و حب مال ۔ واسطے اپنے مرے دل سے نکال

حب مولیٰ حب حق حب خدا ۔ مجھ کو اب بہر محمدؐ کر عطا
غیر کی الفت سے کر کے مجھ کو دور ۔ ہر دم و ہر لحظہ تو رکھ اپنے حضور

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے بُرے کہنے پر خیال نہ کرے اور موافق حکم خدا اور رسولؐ کے کئے جاوے

گر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب	بد زبانِ خلق سے چھٹتا ہے کب	کون ہے بد زباں سے ہو بچا	حق پرست ہو یا کہ ہووے خود نما
گو کہ ہوں تجھ میں کراماتیں ہزار	اور ہو گھوڑے پہ گر تو بھی سوار	گر زمیں سے آسماں تک تو اڑے	پر نہ طعنِ خلق سے ہر گز بچے
گر سکے کوشش سے نالہ بند تو	پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو	جمع ہوں اہلِ نفاق آپس میں جب	اہلِ تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ	کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ	چاہئے راضی ہو بندے سے خدا	غیر کی راضی و ناراضی سے کیا
حق سے بد اندیش کب آگاہ ہے	خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہے	چھٹ سکے ہے ان سے کب اے دلی	گو کرے سو حیلے اور از حد سعی
چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا	گرچہ تدبیریں کرے تو لاکھ ہا	جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار	اختلاطِ خلق سے رکھتا ہے عار
یوں کہیں اسکو کہ ہے یہ مکر و ریو	آدمی سے بھاگتا ہے مثلِ دیو	اور جو ہووے خندہ رُو و خوش ادا	اسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا
اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں	اسکو بولے ہیں یہ فرعونِ زماں	اور جو کوئی مرد درویش نکو	فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو
یوں کہیں اس کو جو یہ ناچار ہے	اسکی بدبختی کا یہ ادبار ہے	اور جو کوئی کامراں تقدیر سے	رتبہ شاہی سے اپنے گر پڑے
خوش کہیں کب تنک ہو یہ گردن کشی	ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی	اور جو کوئی مفلس و مسکیں فقیر	تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر
۳۲ کھولیں حق میں اسکے کینے سے زباں	ہے یہ دوں پرور فرومایہ زماں	ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کار	سمجھیں تجھکو بس حریص اور دنیادار
اور جو بیکاری کرے تو اختیار	سب گدا پیشہ کہیں اور پختہ خوار	اور جو تو باتوں میں ہو بولیں تجھے	یہ حق حق و بق بق سدا کرتا ہے یہ
اور جو خاموشی کرے تو اختیار	نقشِ دیواری کہیں تجھ کو پکار	اور کہیں نامرد جو ہو بُردبار	ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار
اور دلیری مردمی گر تو کرے	تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے	اور کم کھاویں کریں طعنہ اُسے	مال اُسکا ہے یہ اوروں کیلئے
اور جو ہو خوش خوراک و خوش لباس	تن شکم پرور کہیں اسکو یہ ناس	بے تکلف ہو جو کوئی مالدار	یہ کہ زینت با تمیزوں پر ہے مار
اسکو یوں طعنہ کریں یہ بے حیا	ہے یہ بد قسمت نہ پہنے اور نہ کھا	اور جو گھر اچھا بناوے نقشدار	خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار
اُس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جواں	رکھتا ہے آراستہ مثلِ زناں	جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر	مرد اُسکو کب کہیں اہلِ سفر
یعنی ہے زن کی بغل میں یہ پڑا	کس طرح عقل و ہنر آوے بجا	اور کریں اہلِ سفر کو یوں خطاب	بخت برگشتہ پھرے ہے یہ خراب
یعنی یہ صاحب نصیب ہوتا اگر	پھرتا کیوں شہر و بشہر و در بدر	مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ بیں	اسکے پھرنے سے ہے رنجیدہ زمیں
اور کرے گر زن کوئی کہتے ہیں یوں	پڑ گیا دلدل میں سر سے خر کے جوں	گر کسی سے بُردباری تو کرے	یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے
اور سخی کو یوں کہیں کہ اب تو بس	ہاتھ تیرے ہونگے کل کو پیش و پس	جو ہوا قانع بنانِ خشک و دلق	رات دن کرتی ہے طعنہ اُسکو خلق
باپ کے جوں یہ بھی آخر سفلہ مرد	جائیگا دنیا سے باافسوس و درد	کون ہے جو زباں سے جو بچا	باخوشی کنجِ سلامت میں رہا
جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی	دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی	ہے خدا بے مثل بے انباز و جفت	کیا کہا ترسا نے اُسکو ناگفت

جورو اور بیٹا مقرر کر دیا
مریم و عیسیٰ کو اُس کا بَر ملا

پاک ہے وہ ذات از وجہ ولد
لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ اَللّٰہُ الصَّمَدْ

کب چُھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے
مبتلا کو صبر ہر دم چاہئے

کب کوئی یاں جَور مردم سے بچا
نیک ہو یا بد بُرا ہو یا بھلا

کہنے سُننے خلق پر مت کر دھیان
صبر کر کے مجھ سے سُن یہ داستان

گر سُنے تو دل سے یہ میرا بیاں
خلق کے ہاتھوں سے جب پاوے اماں

حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور
عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور

ناگہاں عزمِ سفر اس نے کیا
ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا

ایک گھوڑی پاس تھی اُس پیر کے
ہو سوار اُس پر کیا رستے کو طے

تھا پسر اُسکا پیادہ در رکاب
ہر دو باہم در کلام و در خطاب

مل گیا جو اک گروہ رہ رواں
یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میاں

خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو
رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو

باری باری چاہئے ہونا سوار
تا نہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار

پیر نے جب یہ سُنا اُسکا کلام
ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام

کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار
خود پیادہ ہو لیا زار و نزار

سامنے اک اور خلقت آگئی
دیکھ اُس کو مارنے طعنے لگی

یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور
ہے یہ خبطی یا کہ مجنوں بالضرور

طفل کو بے عذر راکب کر دیا
خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا

راہ طے آساں کرے طفل اور جواں
پیر ہو اک کوس میں بس ناتواں

یہ نصیحت جو سُنی اُس پیر نے
طعنہ پہلوں کا بھی یاد آیا اُسے

کر کے دونوں قول کے برعکس کار
ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار

سوچ یوں گھوڑے کو اب تکلیف دیں
تا کہ پھر طعنہ سے اور دق کے بچیں

اتنے میں اور اک جماعت آگئی
جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی

اُے ستمگر رحم کر بر بے زباں
بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں ۱۰۲۳

چاہئے اک اسپ ہو دے اب سوار
رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار

یہ ستم اِس بے زباں پر کب روا
گر ہے حیواں پر ہے مخلوقِ خدا

شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی
مہربانی کر تو اس پر اے اخی

جو سُنا بوڑھے نے یہ انسے بغور
دل میں کی نادانی سے تدبیر اور

یعنی دونوں پھر تو گھوڑے سے اُتر
پا پیادہ ہو لیے بہر سفر

گرتے پڑتے جاتے دونوں پائے ریش
جا رہا تھا گھوڑا خالی پیش پیش

اور اک فرقہ ملا آکر براہ
دیکھا اُس بوڑھے کو با حالِ تباہ

گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پسر
اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر

ہے سواری ساتھ موجود انکے پر
ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر

پہلے تو اُسکے بڑھاپے پر ہنسے
بعدہٗ پھر اُس کو یوں کہنے لگے

کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار
تا نہ ہوں محنت سے پا تیرے فگار

حیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر
رنج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر

تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں
نے سُنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں

اُلٹے ہوں سب کام جب آوے قضا
عقل و ہوش و فکر سب ہو ویں فنا

عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی
فہم روشن پر ہو مائل تیرگی

پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا
اور ہمراہی ہوئے مثلِ ہوا

جا کے منزل پر کیا سب نے مقام
وہ رہا رہ میں پڑا با عقلِ خام

گر نہ سُنتا یہ کبھی قولِ فضول
راہ چلتا بے ملامت وہ ملول

جو کیا ہر قول پر اس نے عمل
راہ چلنے میں پڑا اُسکے خلل

رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال
کام میں اسکے ہوں پھر سو قیل و قال

لغو سے بچتی ہے کب خلقِ خدا
آپ کو امداد تو اُن سے بچا

خلق کے اچھے بُرے کہنے سے تو
رنج و غم میں ڈال مت بس آپکو

کہتے سننے پر نہ کر اُن کے خیال
کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال

نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر
کام کا جو کام ہے وہ کام کر

ساقیا آ کھو غم دنیا و دیں
اس سبب سے تا میں ہوں فارغ کہیں

ہو نہ دنیا میں خیال اکتساب
اور نہ عقبیٰ میں غم اجر و ثواب

شغل ہو ہر دم خیال یار سے
بے خبر ہوں اپنے کاروبار سے

ہوں میں یوں اندر خیال عشق یار
غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

اس میں بیان ہے خاموشی کا جو ہنر ہے سب خوبیوں اور علامتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال
یہ جو ہے بیحال تیری قیل و قال

کھول کان اور بند کر لب از مقال
ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال

گر تو خاموشی کی عادت اختیار
حبس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار

ہو وے بعضی گفتگو اے نیک پے
ہو کے وہ زنار گردنمیں پڑے

خوش نصیب ہوتے ہیں مردان خدا
بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا

کر کے خاموشی بہت سی اختیار
کرتے ہیں دل سے وہ یاد کردگار

خامشی بس ہے مقال اہل حال
گر بلا دیں تو وہ ہو جاتے ہیں لال

بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جواں
تا خموشی ہو تری نطق و بیاں

یوں رہیگا کب تلک اے بیفروغ
تو گرفتار دروغ اندر دروغ

ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا
آپ کو گفتار باطل سے بچا

بیٹھ کر خاموش مجھ پاس اے جواں
گوش دل سے سن ذرا یہ داستاں

تا کہ ہو معلوم تجھ کو زینہار
فائدہ اور نفع خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

۴۳ تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب
ایک بیٹا اسکا تھا نائب مناب

شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذو فنون
تا ولی عہد اسکو میں اپنا کروں

اک معلم باہنر تعلیم کو
کر دیا شہ نے مقرر نیک خو

تا کہ اس سے سیکھ لے بیٹا ضرور
ہر طرح کے علم و فن اے باشعور

چند عرصے میں غرض اسکا پسر
عالم و فاضل ہوا باکرّ و فر

حل معلومات و مجہولات کے
بحث منقولات و معقولات کے

عقل کامل جو کرے کسب کمال
ذو فنون دہر ہو وے لامحال

چند برسوں میں غرض اے نیکنام
ہو گئی تحصیل اس کی اختتام

دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام
کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام

لیک وہ شہزادہ والا حسب
رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب

وصف خاموشی کا تھا اسنے پڑھا
اسلئے خاموش رہتا تھا سدا

علم سے دل پر تھا لب خاموش تھا
مثل دریا زیر لب در جوش تھا

بادشاہ نے جو کمال اس کا سنا
پاس اپنے جھٹ لیا اس کو بلا

سامنے اپنے بٹھا کر باخوشی
گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی

وہ پسر خاموش تھا اندر جواب
سنتا تھا سب کچھ صواب و ناصواب

بادشہ اس بات سے حیران ہوا
اور معلم کو بلا کر یوں کہا

کر بیاں باعث ہے کیا اے باہنر
رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر

عرض کی اس نے کہ جسدن سے شہا
وصف خاموشی کا اس نے پڑھ لیا

ہو گیا خاموش جب سے یہ پسر
کچھ نہیں اچھی بری کہتا خبر

شاہ نے اس پر معیّن کر دیئے
چند مردم تا سخن اس کا سنے

کہدیا سب سے یہ جب بولے کلام
پاس میرے لاؤ اس کو والسلام

الغرض اکدن گیا شاہ جہاں
دست میں بہر شکار وحشیاں

تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار
درشہ جنگل میں مشغول شکار

صید گہ میں ایک تیتر تھا نہاں
چھوڑا اس کو شہ ہوا آگے رواں

ناگہاں بولا وہ تیتر ایک بار
شاہ نے جھٹ کر لیا اسکا شکار

شاہزادہ دیکھکر یہ ماجرا
ہنس پڑا اور یوں ندیموں سے کہا

جو یہ اسدم جانور رہتا خموش
بند رکھتا لب نہ کرتا کچھ خروش

صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا
کھولا جو لب ایکدم میں سر دیا

گر نہ اسدم بولتا یہ جانور — قطع کیوں ہوتا اب اسکا نہ سر
شاہ نے خوش ہو کے اکرام تمام — سامنے اُسکو بُلایا لا کلام
ہو پشیماں اُس سخن سے وہ پسر — رہ گیا خاموش لب کو بند کر
غصے سے بولا وہ شاہِ بے خبر — مار واُس کو تازیانے بے شمر
ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا واں — قطع سر اُسکا ہوا اور ہیں یہاں
اک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب — تازیانے تن پہ سو کھائے ہیں اب
تو بھی اے امداد اب باہوش رہ — سو حکایت گر سُنے خاموش رہ
کیونکہ اس عالم میں ہے سود زیاں — ہوں زباں سے آفتیں اکثر یہاں
ساقیا آہ ہے کہاں تیرا خیال — بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال
خم سے بھی تسکین ہونی ہے محال

جا کے جاسوسوں نے دی شہ کو خبر — ہو مبارک آپ کا بولا پسر
یوں کہا شہ نے پسر سے میر یہاں — جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیاں
شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی — شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
اس پسر نے پھر ندیموں سے کہا — کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا
اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا — اے سخن گو ڈر تو از روزِ جزا
حق حق ولق لق لق میں جو رہتے ہیں یہاں — دیکھئے کیا حال ہو اُن کا وہاں
خامشی کا ہے قلعہ مضبوط تر — صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
تا دمِ آخر زاوّل دم مزن — از دمِ خود کارِ خود برہم مزن
آ کہیں دے خم کے خم منہ سے لگا — جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا
آج قفلِ میکدے کو توڑ ڈال

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے ہیں ظاہر میں ساتھ فقراء کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں ۲۵

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے — جبہ پشمیں ردائے شال ہے
اس ردا و جبہ پر تیرے اخی — مجھ کو یاد آئیں دو بیت مثنوی
از بروں طعنہ زنی بر بایزید — واز درونت ننگ میدارد یزید
اور تیرا اندر و نہ اے پسر — ہے بھرا قہرِ خدا سے سربسر
اور باطن سے ترے اے جاں پلید — سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید

یہ مقامِ فقر خورشید اقتباس — ہو وے کب حاصل کسی کو در لباس
ظاہرت چوں گورِ کافر پُر حلل — واندروں قہرِ خدائے عزوجل
ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا — جسطرح ہو گورِ کافر پُر بلا
رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا — بایزید پاک پر اے بے حیا
سن ریا کو آپ سے کر کے بعید — پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بایزید — جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب — عرض کی اُس نے کہ اے مقبولِ رب
خشک ہوں گر میں تو ہے کپڑا بھی پاک — اور جو تر ہوں تو دھو لیجے پاک
سات دریاؤں سے بھی دھو دو تم اگر — پاک کب ہو اُس سے تو اے بہرہ ور
آ کریں آپس میں ہم تم دوستی — خوب گذرے گی بہم میری تری

ناگہاں آنکلے برابر آگیا — اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا
اپنے دامن کو بچایا کس لئے — مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے
اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر — وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر
یہ لگے کتے سے کہنے بایزید — تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
عرض کی کتے نے اے سلطانِ دیں — دوستی کے میں ترے قابل نہیں

میں ہوں مردود اور تو مقبول ہے | تیری میری اب بھلا کیونکر بنے | دیکھتا ہے تجھ کو جو کوئی بشر | دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص و عام | کرتے ہیں تعظیم بیحد اور سلام | اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں | کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مٹکا ہے بھرا | آرد گندم کا اے مرد خدا | مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو | میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکخو
رو پڑے سنکر کے یہ وہ پاک دیں | دائے میں گتے کے بھی قابل نہیں | آہ کیونکر ہونگا پھر میں بے خلل | قابل درگاہ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے | اور یوں تیرا خبیث اب فال ہے | میرا ثانی کوئی عالم میں نہیں | عالم و زاہد و ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا | جس سے شیطاں بھی اماں چاہے سدا | دست بر تسبیح و در دل گاؤخر | ای چنیں تسبیح کے دارد اثر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤخر | ایسی کب تسبیح رکھنی ہے اثر | ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر | ذکر دلبر سے تو دل معمور کر
پھونک دے اس جبّہ ناپاک کو | اور عصا و شانہ و مسواک کو | ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو | پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر | تیرا ہو جاوے جہنم میں مقر | تو بھی اسے امداد اب حق کیلئے | بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جبتلک بیخود ہے تو | ہو تو بیخود پھر تو خود ہے ہو بہو | خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو | تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے | غیر کو کر ترک مل اس یار سے | معرفت پیدا است از عرفان خویش | گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
ساقیا وہ بیخودی کا جام لے | جس سے ہیں آپے میں آؤں آپ سے | آپ کھو کر محو ہوں در حسن یار | محو اندر محو ہوں میں زینہار
| نام عین رسم آثار اپنا سب | ہو فنا اندر فنا یک لخت اب | ۳۰

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو سرشت | یہ عبادت ہے نری بہر بہشت | ہے یہی نزدیک اہل دل مقر | دین گھٹا نا جان تو اے بہرہ ور
یعنی مزدوری عبادت پر یہاں | مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں | جا حدیث ما عبدتک اے پسر | تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یوں حضرت علیؓ | عاشق حق نائب حضرت نبیؐ | اے خدائے خالق ہر دو جہاں | ہے تو ہی مطلوب تجھ کو ہر زماں
پوجتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے | طمع جنت اور نہ خوف نار سے | پوجتا ہوں تجھ کو تیرے واسطے | ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا | پوجنے کے لائق اے میرے خدا | پس میں پوجا تجھ کو یکتا جان کر | غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ | رکھتی ہے اجرت کی طاعت پر شکوہ | آرزو اجرت کے عملوں پر اگر | رکھتا ہے تو ہے یہ گمراہی نتر
واسطے حق کے ہے کب اے پر خلل | طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل | یاد آئی اک مثال اس پر مجھے | ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو | یہ دیا طعنہ کہ اے مرد نکو | ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال | جیسا تو عاشق ہے یوں اے باکمال

سنتے ہی اِس بات کے محمود شاہ ‏ اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک شاہ
اُسکی خوئے نیک پر ہوں میں فدا ‏ اور نہ عاشق اسکے رنگ و رُوپ کا

نقل ہے ایکدن کہ وہ جاتا تھا شاہ ‏ ایک کوچہ تنگ کو عزّ و جاہ
ساتھ اُسکے تھے جواہر سے بھرے ‏ چند صندوق اونٹوں کے اوپر دھرے

اتفاقاً کھا کے ٹھوکر اک شتر ‏ اُس گلی میں گر پڑا اے بہرہ ور
گرتے ہی اُس اونٹ کے ایکایکے ‏ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے صندوق کے

ہوگئے اک لخت واں اُس سے بدر ‏ لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر
دیکھ کر اِس حال کو محمود شاہ ‏ لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا

سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے ‏ یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے
چھوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار ‏ لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار

اور رہا ہمرہ نہ کوئی شاہ کے ‏ رہ گیا پر اِک ایاز اے نیک پے
دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز ‏ تونے بھی لوٹا ہے کیا مجھ سے تو راز

عرض کی اُس نے کہ اے سلطانِ دیں ‏ جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہوں میں
دُور ہو کر اب تری خدمت سے میں ‏ کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں

قربتِ سلطان حاصل ہو جسے ‏ چھوڑ اسکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے
ہے طریقت کیخلاف اب یہ کہ یار ‏ غیرِ حق کو حق سے مانگے زینہار

اُس سے زیادہ کون ہے بس بے ادب ‏ جو سوا حق کے کرے حق کی طلب
نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر ‏ دوست سے جو دوست کے احسان پر

تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار ‏ واسطے حق کے ہے کب اے نابکار
نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور ‏ یعنی بہرِ جنت و حور و قصور

خواہشاتِ نفس ہیں یہ سب کے سب ‏ زہد کے پردے میں کرتا ہے طلب
کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو ‏ خواہشاتِ نفس کو پوجے ہے تو

اجر عابد چاہے طاعت پر اگر ‏ ہے وہ طاعت گر سمجھ اے بیخبر
اجر پر کب تک تو ہے امیدوار ‏ بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار

اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو بنا ‏ اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا
باوجودِ آلودگی کے قد ترا ‏ اپنی قدرت سے مزیّن کردیا ۷۵

اور اِس قد پر ترے اے باوفا ‏ خلعتِ عرفاں کیا آراستہ
ساقیا آدے وہ جامِ بیقرار ‏ جس سے ہوں میں محو اندر روئے یار

ہوں میں یوں دنیائے دُوں سے بیخبر ‏ نے امیدِ خلد نے خوفِ سقر
خلد اپنی مظہرِ لطف و جمال ‏ دوزخ ہم کو ہے ظہوراتِ جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے۔ مُراد اِس سے محبت الٰہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی ‏ اے ندیم اب بہرِ حق اٹھ تو سہی
تاکہ پہچانوں میں اپنے وقت کو ‏ رائگاں گذرا ہے جو اے نیکخو

کر عطا بہرِ خدا اک بھر کے جام ‏ اُس شراب پاک سے اے نیکنام
ہے خوشی کے درد کی بیشک کلید ‏ اُس سے مت رکھ بہرِ حق مجھ کو بعید

اور رہا ساقیا ارواح کو ‏ قید سے رنج و الم کے جلد تو
اور چھڑا جلدی خدا کیواسطے ‏ تن بدن کو رنج و غم کی قید سے

اس خراب آباد ویراں میں مرا ‏ خانقاہ و مدرسے سے دل اٹھا
نے تو مجھ کو نفع خلوت سے ملا ‏ اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا

دیر و کعبہ میں پھرا سر مارتا ‏ نے ملا مقصودِ دل کا کچھ پتا
اب بہت بیچین ہوں اے ساقیا ‏ ہو مری مشکل کا تو مشکل کشا

بس شرابِ بیخودی مجھ کو پلا ‏ قید سے تا یاں کی دل چھوٹے مرا
وہ جو عالم ہے اِس عالم کے سوا ‏ ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا

ایک عالم چاہوں اِس عالم سے اور ‏ ہو نرالا اِس سے اُس عالم کا طَور
تاکہ ہوں مقصودِ دل سے بہرہ ور ‏ خاک ڈالوں ہستیِ موہوم پر

آہ و نالہ شور و غل ایسا کروں | خلق میں اک حشر سا برپا کروں
وہ شراب اب ساقیا مجھ کو تو دے | استخواں کہنہ کو جو زندہ کرے

آتش موسیٰ سے اک شعلہ ہے یار | اس شرابِ پاک کا نور آشکار
طور ہے اس نور کا سینہ مرا | ختم ہے اسکا قلب اپنا اے فتا

پس پلا لاکر کے وہ مجھ کو شراب | جس سے واپس ہو مرا عہد شباب
ہو وہ ایسی جو پئے اسکو ذرا | دو جہاں کی قید سے ہو وہ رہا

اٹھ کہیں بہر خدا ہو جلوہ گر | صبح ہونے آئی اب مت دیر کر
ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے | اور صدا میں مرغ بھی دینے لگے

مطربا کچھ کہہ یہ میری التجا | رائگاں گذری ہے در رنج و عنا
عیش ہے بے عیش میرا مطربا | بے غنا کے کچھ غنا مجھ کو سنا

کر بیاں کچھ یار کی باتوں سے آ | دل مرا اس بن ہے غم میں مبتلا
دور کر مجھ سے اب ایام فراق | ہوگئی طاقت مری دوری سے طاق

بادف و نے سے نوا اٹھکر مطربا | مجھ کو اشعار عرب سے کچھ سنا
تاکہ ہوں ہم پر یہ سب اے نیکنام | عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام

آہ کب تک میں کروں آہ و فغاں | ایک بھی سنتا نہیں وعجان جاں
آہ واویلا دریغا حسرتا | حسرتا صد حسرتا صد حسرتا

پھر سنا مجھ کو وہ نظم مستطاب | جو کہی تھی میں نے در عہدِ شباب
عمر سب گذری مری در قیل و قال | اپنی غفلت سے ہوا میں پائمال

مطربا اب بہر حق اٹھ تو سہی | کچھ بھی طاقت اب نہیں مجھ میں رہی
پھر کوئی شعر عجم مجھ کو سنا | تاکہ دل قیدِ الم سے ہو رہا

اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی | از حکیم مولوی معنوی
بشنو از نے چوں حکایت میکند | وز جدائی ہا شکایت میکند

بشنو از نے بشنو از صاحب نفس | کز جمادے نالہ نشنید ست کس
نے سے مت سن سن تو صاحب نفس سے | کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے

ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہرہ ور | سب زباں سے تو مجھے آگاہ کر
وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو | خواب و خور سے تاکہ دل بیدار ہو

دل مرا غافل ہے اپنے حال سے | ہے سدا مشغول قیل و قال سے
بندِ آہن میں پڑا ہے تس اوپر | جہل سے بھی اپنے قائل ہے مگر

اور کہتا ہے کہ ہو اس سے سوا | یعنی پا میں بیڑی ہے حرص و ہوا
سر بسر گمراہ ہوا اے نیک خو | اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو

ہے مے غفلت سے مدہوش اسقدر | آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر
ایک مدت گذری ہے اسکے تئیں | ہے بہ بتخانہ میں یوں گوشہ نشیں

قہقہہ مارے ہیں کافر برملا | دین اور اسلام پر اسکے سدا
اب بھی اے امداد تو بہر خدا | خوابِ غفلت سے ذرا تو چونک جا

غیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر | جلوۂ دلبر سے دل معمور کر
ماسوا دلبر کے دلمیں ہے جو شے | جان لے تیرا وہی معبود ہے

یعنی یہ حرص و ہوا و حبِ غیر | سب یہ بتخانے ترے ہیں اور دیر
ہو سکے جتنا انھیں دل سے نکال | اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقام

دلمیں جب تک تیرے حبِ غیر ہے | مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے
غیر سے ہے بیر اسکو اے جواں | غیر ہو جس گھر میں وہ اسکا کہاں

غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر | نور دلبر تا ہو اس میں جلوہ گر
ہو کے تو خاموش قیل و قال سے | ہو خبردار اب تو اپنے حال سے

الغرض امداد تو اپنی کتاب | ختم کر واللہ اعلم بالصواب
سال ہجری بھی ہوئی جب ختم یار | یکہزار و دو صد و شصت و چہار ۱۲۶۴ھ

جب ہوئی یہ مثنوی یارو تمام | رکھدیا اسکا غذائے روح نام

خاتمۃ الکتاب

بعد اسکے سن لو اب اے دوستاں | کر دیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیاں
شاعری سے کچھ کو کچھ بہرہ نہیں | علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

چاہئے مقصود دل اُس یار سے	ہے نہ مطلب خوبی اشعار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے مجھ کو کلم	چاہتا ہوں یہ کہ ہووے فیض عام
سُنکے یہ زیادہ ہو عشق عاشقاں	اور ہووے دور فسق فاسقاں	شاعروں سے کچھ نہیں ہے التجا	عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اس میں کچھ سہو وخطا	دین بنا اپنے کرم سے بر ملا	کر کے اپنے لطف واحسان پر نظر	اسمیں دیں اصلاح بیخوف وخطر

تمّت

نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار　　یک ساز زیادہ وسہ چنداں بشمار
پس از طرح ششم جو باقی ماند　　در بست و دوم ضرب کردہ اللہ بر آر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شئے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحساب ابجد نکالیئے اور اُن اعداد کو دو چند کیجیئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجیئے اُس کے بعد چھ ۶ سے تقسیم کیجیئے جو باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دیجیئے۔

اعداد ذات باری ہویدا ہوں گے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھیالیس ۴۶ ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانوے ۹۲ ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ ۶ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے وعلیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناهیة المستخرجة محمد جعفر علی نگینوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم وعارف شہ عبد الغنی　　کرد چوں جملہ مراتب عمر طے
ایں ندا آمد زہر سو غم فزا　　داد جاں عبد الغنی با جلوہ حے　　سنہ ۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست وہشتم ذیقعدہ جمعہ کو　　چلدیئے جناں کو یعقوب
رو کے کہا سب نے کہ جہاں سے　　ماہ ہدا ہوا آہ غروب　　سنہ ۱۲۸۲ھ

رسالۂ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنو یارو عجب قصہ ہمارا — بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا
سناتا ہوں تمہیں اُس کو سراسر — گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال — نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال
پڑا سوتا تھا میں خواب عدم میں — نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
سوا آکر عشق نے مجکو جگایا — جگا کر سو مصیبت میں پھنسایا
کچھ ایسا اسنے پھر نقشہ دکھایا — کہ جس نے مجکو سودائی بنایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی — کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی
مرا اِک دلبر سے دل گیا مل — ہوا تیغ نگہ سے اس کے بسمل
اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا — بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسایا
یکایک لیگیا وہ جانِ جاناں — قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھکو — کیا بیخود بھلایا مجھ سے مجھ کو
ہوئی زلف اُسکی آمیری گلوگیر — کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسایا — گویا قید دو عالم سے چھڑایا
شراب شوق کا اِک گھونٹ دیکر — کیا رسوا مجھے عالم میں در در
جنوں نے آلباس تن کو کر چاک — پنہائی مجھ کو عریانی کی پوشاک
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر — رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر
غم و درد و الم کی فوج کر ساتھ — دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ
خراب آباد کے قلعہ میں لاکر — بٹھایا بیخودی کے تخت اوپر
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ — بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

ہزاروں غم کی لا آتش لگائی
مری سب عیش کی پونجی گنوائی

گیا اس دن سے سونا اور کھانا
ہوا ہیں غم کے تیروں کا نشانا

اجی جس کے ہو دل میں درد فرقت
اسے کیا ہووے خواب و خور کی فرصت

وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو
نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو

اٹھا چھاتی میں دردِ عشق جس کی
اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی

پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آ ٹوٹ
متاع صبر و تسکیں لیگیا لوٹ

تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا
صبح سے شام تک رو رو کے مرنا

وہ جن آنکھوں میں خارِ ہجر ہووے
بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے

گیا سب بھول کھانا اور پینا
پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا

لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ
کسی نے درد کو میرے نہ جانا

سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے
کیا ٹھٹھا ہر اک پیر و جواں نے

۲ غرض دیوانہ مجکو جان کر کے
ہووے گرد آ مرے لڑکے شہر کے

مرا اک کھیل خلقت نے بنایا
تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا

کہوں میں آہ کس سے اس الم کو
سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو

کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت
کوئی ہمدم نہیں جز درد فرقت

وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو
نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو

وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو
گذر جس دلمیں حضرت عشق کا ہو

جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو
وہی اس دردِ غم سے آشنا ہو

وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت
کہ ہو جو مبتلائے درد فرقت

کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار
غم فرقت سوا کوئی نہیں یار

یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے
نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے

اگر ظاہر کروں حالِ درونی
بناؤں ایک عالم کو جنونی

جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو
کروں شرمندہ دوزخ کو شرر کو

دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر
تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر

جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر
پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤں　　ہنسوں ہیں اور عالم کو رلاؤں
نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں　　نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں
ہوئی ایسے ستمگر سے محبت　　نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت
تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے دن رات　　خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات
ارے یارو کہو ہو جس کو الفت　　مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
محبت نام جس کا یاں رکھا ہے　　بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت　　قیامت ہے قیامت ہے قیامت
ارے یارو کسی کو دل نہ دیجو　　ہو دو امید جینے کی نہ کیجو
کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو　　کہا میں نے یہ اس پیارے سے رو رو
کہ صبر آئے دلِ غمگیں کو کیوں کر　　ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر
نہ دیکھے جب تلک دیدار دلبر　　قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر
سو تیرے عشق میں اے دلکے دلبر　　ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر
کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے　　تلے پاؤں کے پھر دریائے غم ہے ۲
ہے چاروں طرف فوج درد گھیرے　　سدا آہوں کے مارے تیر میرے
یہ آکر ناتوانی نے کیا زور　　کیا تاب و تواں کا مار کر بھور
جنوں نے مجھ پہ کی آکر چڑھائی　　میری سب ہوش کی پونجی لٹائی
کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ　　گئے اس کے سبب ناموس اور ننگ
جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا　　لیا عزت کا سب اسباب میرا
پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قراری　　متاعِ صبر لی ہے لوٹ ساری
ڈبوتے ہیں اُدھر اشکو نکے نالے　　لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے
ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں　　ہے گریاں سیل اشک غم سے داماں
لگاتا ہے سدا سوزِ جگر آگ　　میرے پیارے بتا جاؤں کدھر بھاگ
بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے　　میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیاسے
کروں میں صبر اب کس کس بلا پر　　ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر
کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا　　مرے دل کو پھر اک دشمن بنایا

ابھی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا
بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچارا

خدا کیواسطے جلدی خبر لے
کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے

جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو
نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو

اگر آنے میں ہوگی دیر تجھ کو
نہیں پائیگے زندہ پھر تو مجھ کو

کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو

طبیب درد دل ہے گا مرا تو
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو

جو کوئی عشق کا بیمار ہووے
علاج اس کا نہ جز دلدار ہووے

میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں
خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں

محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو
وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو

خدا کے واسطے جلدی سے آؤ
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ

لگائی تھی جو تو ہم سے پیارے
پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے

جو تھی منظور کرنی بے وفائی
تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی

کوئی ایسا بھی کرنا ہے پیارے
تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے ۴

اگر یہ بیوفائی جانتا میں
تو پھر کیوں خاک در در چھانتا میں

بہت سر ہم نے رگڑا خاک پا سے
نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے

ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا
ولے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا

ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی
جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی

اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو
خدا کے واسطے تم بخشدو جو

نظر مت رکھو مری تقصیر پر تو
کرم پر اپنے پیارے کر نظر تو

میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو
کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو

دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار
ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار

نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو
کیا جینے سے اب بے آس مجھ کو

خدا کے واسطے اب مت ستم کر
خدا کے واسطے اب تو کرم کر

اگر رونا مرا خوش آوتا ہے
یہ درد و رنج تجھ کو بھاوتا ہے

تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا
تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہوگا شعلۂ رخ کا ترے دھیان
تو ہونگا خاک جل بھنکر بس اس آن

جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں
تو پیچ وتاب کھائے گی مری جان

تصور تیری پیشانی کا گر ہو
تو ہو دیوار غم اور میرا سر ہو

جو آئے تیرے گوش وچشم کا دھیان
کروں میں گوہر اشک اُسپہ قربان

خیال اس تیغ ابرو کا اگر ہو
وہیں قربان اسپہ میرا سر ہو

تصور تیری مژگاں کا گر آئے
ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے

در دندان کو تیرے یاد کر کے
بہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے

جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور
سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پُر

جب آوے یاد تیرا قدو قامت
کروں برپا وہیں شورِ قیامت

ترے نازوادا کی یاد کر چال
کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال

وہ تیرا یاد کر آرام وبستر
گذاروں عمر ساری میں تڑپ کر

میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا
تو پروانہ کی صورت جل مرونگا

جو ہو گلزار تن زخم جگر سے
کروں سیراب اس کو چشم تر سے

تری تیغ نگہ کا قتل ہوں گر
نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر

غرض جور وجفا سارے سہوں گا
نہ گھبراؤں گا نے غمگیں ہوں گا

ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا
جو نالہ تھم رہا رویا کروں گا

نہ بیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں
سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں

اگر پوچھے کوئی یہ تجھ سے آکر
کہ کیا گذری ہے اے دیوانے تجھپر

نہ ہرگز حال دل اپنا کہوں گا
سنوں گا اور رد کر چپ رہونگا

نہ چھوڑونگا کبھی الفت تمہاری
اسی میں جان جاویگی ہماری

ذرا اس ناز اور غمزے کو دیکھو
مری جانب ذرا منہ اپنا موڑو

رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے
نہیں صورت ولے اپنی دکھاتے

ذرا بہرے خدا پردہ اٹھادے
وہ مکھڑا چاند سا مجھ کو دکھادے

بہت نزدیک ہوں دلسے تو اے یار
ولے تجھ تک پہنچنا ہی ہے دشوار

ہے بوئے گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت
نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

میں ہوں سایہ نمط ہمراہ تیرے — نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
رہے دل میں مرے پیارے سدا تو — ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ — یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے یار — غضب ہے تس پہ بھی ملنا ہو دشوار
ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا — رواں ہووے بدن سے خون جیسا
اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری — یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری
قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا — نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
یہ پردہ دور ٹک اللہ کو تو — مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو
کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے — ذرہ تو روبرو ہو جا ہمارے
ٹک اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے — کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنا دے
رہو گے کب تلک پردے میں پیارے — کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری — کرو گے جو اٹھا دیں گے وہ ساری
٦ ولے اتنا تو گاہے گاہے جانی — کرو ہم پر کرم سے مہربانی
یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا — نہیں تم بن اسے اک دم گذارا
ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ — پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت — تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت
میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا — کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں — سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
تڑپتا ہے ترے غم سے مرا دل — رہے افسوس پھر غیرونمیں تو مل
رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے — ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا — نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا
کرو غیروں پہ لطف و مہربانی — ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
نہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے — خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
نہ جانے ٹھوکریں کھاؤں گا کب تک — یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا — خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے
نصیبوں میں لکھا میرے یہی ہے

ہے تیرے وصل کی منزل بہت دور
اثر ہے لنگ اور ہمت ہے رنجور

کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا
گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا

جو کرتا شوق میری رہنمائی
تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی

کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت
مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت

نہ میرے درد و غم کا کوئی غمخوار
ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار

کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال
کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال

سنے جو درد کا طومار میرا
نہیں تجھ بن کوئی غمخوار میرا

سو تو نے غم مرا رکھا گوارا
کہ یوں مجھ کو تپ فرقت نے مارا

یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں
سر اشک غم سے منھ دھویا کروں میں

سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے
کئے جاؤں گا پر میں عرض تجھ سے

ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں
دلے سب جستجو میں دن گنواؤں

مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں میں
کروں ذرات تیری جستجو میں

نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں
تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں

کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں
نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں

یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا
جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا

جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر
نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر

کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو
چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھکو

دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا
مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا

اگرچہ ہوں برا پر ہوں تمہارا
نہیں بن تم مرا اکدم گذارا

تمام امداد کر یہ درد نامہ
کہیں ایسا نہو پھٹ جائے خامہ

بہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر
خدا کیواسطے رکھ جی کے اندر

کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر
پھٹا جاتا ہے دل عالم کا یکسر

بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ
کہ بہتر درد دل کا ہے چھپانا

نہو ایسا تری گستاخیوں پر
خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

وہ تیرے حال دل سے ہے خبردار — نہ کر اب شور و شر زنہار زنہار
نہ کر غل صبر کر یہ مان میری — کہ تا امید بر لاوے وہ تیری
بس اب خاموش ہو گفتار کم کر — ملال آوے نہ شاید اسکے دل پر
اسی پر سونپ دے اب کام سارے — وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے
رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں — نہ پڑ ہرگز خودی کی تو بلا میں
وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے — خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے
بس اب خاموش ہو گفتار کر کم — تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے
سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے



گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد وصلوٰۃ یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کمترین مقتبسین حضرت امام العارفین مقدم الراسخین سراج الاولیاء تاج الکبراء زبدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بایزید الدوراں سیدی سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یومی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ **محمد امداد اللہ المہاجر تھانوی** مولداً المکی موطناً الفاروقی نسباً الحنفی مذہباً الصوفی مشرباً ادامہ اللہ تعالیٰ کاسمہ الشریف امداداً من اللہ علی العباد و افاضۃً علی طالبی الرشاد خدمت میں اخوان طریقت و خلّان الحقیقت کے عرض رسا ہے کہ حضرت پیر مرشد محتشم الیہم دام ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اُسکا احصاء و ضبط دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتظاظ و التذاذ دوسرے پیر بھائیوں وغیرہ کے جی میں آیا کہ اُن اوراق کو جمع کر کے اُن کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف ⁘ یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقش قدرت نمودار تیرا

عجب رنگ ہر رنگ ہر رنگ میں ہے
یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا

یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا

ہر رنگ ہر شئے میں جا یہ دیکھو
چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا

تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو
تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا

تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا

الٰہی میں ہوں بس خطا دار تیرا
مجھے بخش ہے نام غفار تیرا

الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری
کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا

ذرا یا رضا کیا کروں میں الٰہی
کہ دار و بھی تیری اور آزاد تیرا

جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے
ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا

خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا

یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب
ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا

نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے
کہ جس جا نہیں ذکر و اذکار تیرا

تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یارب
تو آخر نہیں انتہا کار تیرا

نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا

نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری
میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار تیرا

عرض لاؤں کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
تو مختار میرا میں ناچار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا

سوا تیرے کوئی نہیں میرا یا رب
تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا

کہاں جاوے جبکہ نہ ہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈھے جو ہو طلبگار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور اس کو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو
کہاں جاوے بندہ گنہگار تیرا

گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا
سنا جب سے ہے نام غفار تیرا

رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا
لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا

دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا

سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں
نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا

چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

بُرے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا

نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی
نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا

مری مشکلیں ہوویں آسان اکدم
جو ہو جا کرم مجھ پہ اکبار تیرا

خبر لیجو میری اُس دم الٰہی
کھُلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا

ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا

کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا

لگے کرنے کافر بھی امید بخشش
لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا

گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب
مجھے چاہیئے رحم بسیار تیرا

نہ ڈر دو دشمنوں سے رہا مجھکو جب سے
کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا

تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم
کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا

ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی
ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا

الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری
بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا

نہ کوئی مرا ہے نہ ہوں میں کسی کا
تو میرا ہے میں عاجز دل افگار تیرا

تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا
ترا فضل میرا مرا کار تیرا

نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں
تو ہے نور میرا میں آثار تیرا

میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا
تو مسجود میں ساجد زار تیرا

الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو
کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا

یہ جور و جفا ہم سے ہم پر ہے یا رب
نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا

بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو
کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا

نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں
کہ ہے نام قہار و جبار تیرا

حکومت ہوئی اسکو حاصل جہاں کی
ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا

فنا ہو گیا جو تری دوستی میں
تو ہے یار اُسکا وہ ہے یار تیرا

دو عالم خریدار ہو اُسکا بیشک
جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا

کھلی اُسکی آنکھیں کریں بند جس نے
عیاں ہو نہاں اُس پہ اسرار تیرا

رہے ہوش اُسکو کسی کا نہ اپنا
الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا

الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا
رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا

تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھکو
الٰہی رہوں اک خبردار تیرا

میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں
جو لگ جا محبت کا آزار تیرا

الٰہی وہ جلوہ محبت عطا کر
جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا

الٰہی عطا ذرہ دردِ دل ہو
کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا

بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو
ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا

جو جاگا سو سویا جو سویا سو جاگا
سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا

بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر
کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا

ترا خوان انعام ہے عام سب پر
ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا

بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر
نہیں کرنا معمول انکار تیرا

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے
میں تجھ سے ہوں یا رب طلبگار تیرا

نہیں اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش
ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا

نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھکو مطلب
تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا

ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر
میسر ہو اے کاش دیدار تیرا

دلیں ٹک جلوہ فرما الٰہی
کہ تجھ بن ہے ویران اب دار تیرا

نہیں وصل افسوس قسمت میں میری
میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا

تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے
ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا

ہوں باوصف اس قرب کے دُور ایسا
ستاتا ہے پھر ہجر خونخوار تیرا

یہ قرب و معیت ہے پھر بُعد ایسا
نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا

حجابِ خودی میرا یارب اٹھا دے
کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا

ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو
کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا

تو صیقل آئینہ دل نام حق سے
کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا

زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو
وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا

اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے
تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا

نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے
کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا

اُسی کی تو خدمت میں رو دلسے ہردم
تو چاکر ہے اُسکا وہ سردار تیرا

تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی
کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا

الٰہی قبول ہو مناجات میری
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

نبی کریم آل و اصحاب سب پر
درود اور سلام ہووے ہر بار تیرا

مرے پیر اُستاد ماں باپ پر بھی
الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

غزل نعتیہ

کرکے نثار آپ پہ گھر بار یا رسولؐ
اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ

عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں اُمتی تمہارا گنہگار یا رسولؐ

اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسولؐ

کسطرح آہ میں کروں خدمت میں حال عرض
ہوں خجلتِ گناہ سے سرشار یا رسولؐ

ذات آپکی تو رحمت و الفت ہے سربسر
میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسولؐ

کریئے نہ میرے فعل بُروں پر نگاہ تم
کیجو نظر کرم کی بس اکبار یا رسولؐ

جسدن تم عاصیوں کے شفیع ہو بپیش حق
اُسدن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسولؐ

لیجو خدا کیواسطے اُسدن مری خبر
عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسولؐ ۳

تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
اب جا کہاں بتاؤ یہ ناچار یا رسولؐ

دونوں جہاں میں مجھکو وسیلہ ہے آپکا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسولؐ

کیا ڈر ہے اُسکو لشکر عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جسکا مددگار یا رسولؐ

گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسولؐ

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسولؐ

غزل نعتیہ

ذرا چہرے سے پردہ کو اٹھا دو یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اٹھا کر زلفِ اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ

شفیعِ عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

پیاسا ہے تمہارے شربتِ دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اُس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ

چھپیں خجلت سے جا کر پردۂ مغرب میں ماہ و خور
گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہ

لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشایش
کہ جب حرفِ شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ

یقیں ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میداں میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ

مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا اُمتی عاصی
گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ

ہوا ہوں نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بہت رسوا
مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ

کرم فرماؤ میرا اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہے ہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

مشرف کرکے مجھکو کلمۂ طیب سے اپنے تم
پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بطرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں نہ لائق دانکے پر امید ہے تم سے	کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ	حبیب کبریا ہو تم امام انبیا ہو تم	ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ
شراب بیخودی کا جام اک مجھ کو پلا کر اب	دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یا رسول اللہ	بہت بھٹکا پھرا ہیں وادیٔ فرقت میں جوں وحشی	کرم فرماؤ اب تو مت پھراؤ یا رسول اللہ
مشرف کرکے دیدار مبارک سے مجھے اکرم	مرے غم دین و دنیا کے بھلاؤ یا رسول اللہ	خدا کیواسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر	تب ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
	پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو	بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ	

غزل نعتیہ

مکے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ	دے ہے رخ کعبہ خبر روئے مدینہ	لانے لگی اب باد صبا بوئے مدینہ	دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سوئے مدینہ
پہنچا دے مجھے منزل مقصود کو جلدی	یارب ہے لگی دل کو تگ و پوئے مدینہ	اب تو یہ تمنا ہے کہ یہاں کعبے کیجوں گرد	قربانی ہوں سر ہر کوئے مدینہ
گرچہ ہیں بہت شہر جہاں میں خوش و دلچسپ	لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ	حاصل ہے بہشت اسکو یہاں اور وہاں بھی	جو دل سے ہو ساکن پہلوئے مدینہ
دل غرق حلاوت ہے دہن ہے شکرستاں	تو طی زباں ہے جو ثنا کوئے مدینہ	انہار فیوضات ہیں عالم میں جہاں تک	ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ
وہ چھوٹ گیا بند دو عالم سے سراسر	جو پھنس گیا اندر خم گیسوئے مدینہ	محفوظ ہے آفات دو عالم سے وہ مومن	کی جسنے سکونت تہ بازوئے مدینہ
خوش آدے کب اس کو خوشبوئے دو عالم ۴	ہے جسکے بسی مغز میں خوشبوئے مدینہ	کس ذوق سے لیٹے ہے کلام اپنا زبانسے	جب ہو دے زباں اپنی طرح گوئے مدینہ
ایذا کے عوض دینے دعا سنگدلوں کو	دل نرم تھے کیا سر و خوئے مدینہ	کب پوچھتا عاشق کوئی خوبان جہاں کو	
	امداد سے نت کو ہے صلوٰۃ وسلامی	یا رب ہو نثار ترے نیکوئے مدینہ	

غزل نعتیہ

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لانے لگی ہے انکو نسیم طیبہ نسیم طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے

خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آخر
مرینگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے

شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے درد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے

یہ جذب عشق محمدیؐ ہیں دلونکو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے

جو کفر و ظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں
تو دین اسلام اٹھے یہ کہکر چلو مدینے چلو مدینے

رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے پھرے ہیں شوق نبیؐ سے سینے
صدا یہ مکے میں کو بکو ہے چلو مدینے چلو مدینے

ہلاکت امداد انکو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

غزل

نہ دیکھا داغِ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آ پھر کے سر مارا
نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

تماشائے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا

رُخِ رخشانِ جاناں کی تجلی چاہیئے دیکھے
مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

کفِ پا کی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
اگر آئینہ جوہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا ابرشِ تیغِ نگاہِ یار کو تم نے
اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہماری چشم سے لعل و گہر کی دیکھئے بارش
سماں ابرِ گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

لب و دندانِ دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو
اگر لعل و درِ شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں نوکِ مژہ پر لختِ دل کی دیکھ جانبازی
وہاں منصورِ صاحب دار کو دیکھا تو کیا دیکھا

طبیبوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
نہ دیکھا حالِ دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جدائی کو
فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
نہ دیکھا اوّل آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا

دلِ مضطر میں ظاہر یار کو تھا چاہیئے دیکھا
نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نظر جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ادھر دیکھا اُدھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہمارے شعر امدادِ الٰہی سے ہیں ٹک دیکھو
اگرچہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

غزل

پُر نعم فیضِ توکل سے ہے بس خوان اپنا
پکتا ہے سنگِ قناعت پہ سدا نان اپنا

تلخیِ صبر میں حاصل ہے حلاوت دل کو
شکرِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا

طوقِ تفویض و رضا کا ہے گلے میں اپنے
تیغِ تسلیم پہ سر کرنے میں قربان اپنا

بھوک اپنی ہے خورش پیاس ہے اپنا تربت
پوششِ اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

پامالی ہے ہمیں تاج و سر پر شاہی — فوج غم سرو سامانی ہے سامان اپنا
لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو — کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستان اپنا
خواب گاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر — کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخ پہ ایوان اپنا
دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو — جب ہوا دشمنِ جاں دل سا مہربان اپنا
دردِ و غم کا مرے دردی ہے نہ کوئی غمخوار — غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماں اپنا
آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے — کہ خیالِ رُخِ دلدار ہے دربان اپنا
وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیر اے امداد — کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدان اپنا
کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو — ہو پریشاں جو سُنے حالِ پریشاں اپنا

غزل نعتیہ

ہو جائے مرا شوق ہی رہبر کسی صورت — جوں نقشِ قدم جا پڑوں در پر کسی صورت
ہے بلبلِ دل شائق گلِ روئے پیمبرؐ — بے دیکھے نہ ٹھہریگا یہ مضطر کسی صورت
لھایا کر دل بس ہٹو کریں زوّاروں کی نیرے — اے کاش ہوں در کا ترے پتھر کسی صورت ٦
دیں ساقیِ کوثر جو مجھے بادۂ اُلفت — چھوٹے نہ لبوں سے مرے ساغر کسی صورت

ہے سر میں ہوائے کششِ شوقِ مدینہ — جوں بادِ صبا پہنچوں گا اڑ کر کسی صورت
جوں نقشِ قدم سر نہ اٹھاؤں ترے در سے — گر جا پڑوں مر مر و ہاں پر کسی صورت
اے مادرِ وَش کیجیے گذر یک تو ادھر بھی — ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت
ہو جا کہیں سرسبز مرا نخلِ تمنّا — آجائے نظر گنبدِ اخضر کسی صورت

ہو مغز دو پریشاں وہیں مشکِ ختن کا — کھل جاوے جو وہ زلفِ معنبر کسی صورت

غزل نعتیہ

ذکر کر ذکر خدا اور ہے تذکیر عبث — جز کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریر عبث
حمدِ حق میں ہو و یا نعت پیمبر میں رقم — پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریر عبث
لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسولؐ — جز خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیر عبث
لائی ہے بادِ صبا بوئے قدمِ احمدؐ — کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویر عبث
آئی ہے شاد کی دنیا میں نویدِ مقدم — قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیر عبث
سیکھتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت — یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیر عبث
پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا — پیرِ ایّام ہے دن پیر کا نے پیر عبث
نورِ احمدؐ سے منوّر ہے دو عالم دیکھو — دیکھنے ہو مہ و خورشید کی تنویر عبث
آپ کے عتبۂ عالی کا بیاں ہو کس سے — عرش کی اُس کے مقابل میں ہے توقیر عبث
روئے اسلام سے اُن کے نہ رہا کفر کا نام — یارو اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیر عبث

اٹھ گیا ہے کسی گلرنگ کا پردہ منھ سے
ہے نہ رنگ رخِ گلشن میں یہ تغییر عبث

آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں
ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث

چاہیے عشقِ محمدؐ ہیں مسخر ہونا
کیا کریں ملک سلیماں کی تسخیر عبث

دل میں کافی ہے خیالِ رخِ انوار ترا
شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تنویر عبث

جسم اپنا نہ ہوا ہائے مدینے کا غبار
اس مسِ عیب کے حق میں ہوئی اکسیر عبث

دیکھیے کب ہو میسر مجھے وصلِ محبوب
ہوگئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث

شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہِ محبوب
منع کی حق تے کہ ہے کھینچی تصویر عبث

غزل

ہو کے بس شیفتۂ نقشۂ تصویر عبث
جان بے جان کو دے کر نہ ہو دلگیر عبث

خواہش نام و نشاں یاں کا ہے اے میر عبث
مثل امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث

ہوگئے سیکڑوں گھر مثل بگولہ برباد
بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث

مثل انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ
ہے فلک سے طلبِ عزت و توقیر عبث

چین و آرام ہے کس کو ہوا اس کے نیچے
چرخ سے ہے ہوسِ راحت و تیسیر عبث ۷

دیکھ غنچے کو کہ آخر ہے گلِ پژمردہ
اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیر عبث

بلبلا سا نہ ابھر بحرِ جہاں میں اتنا
دم میں ہوگا یہ ترا نقشۂ تعمیر عبث

مارنا آپ کو تا کیمیا خود بن جانا
مار اگر پارے کو اے صاحبِ اکسیر عبث

لطف جینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا
ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث

کیمیا اپنی ہے خاکِ قدمِ یار اے دل
کس لیے کرتا ہے پھر خواہشِ اکسیر عبث

ڈھونڈھتا پھرتا ہے دو شمع لیے کچھ تو ضرور
یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبث

اے عروضی مری موزوں طبع کے آگے
تیری فعلن فعلاتن کی ہے تقریر عبث

مسکن اس بحرِ فنا میں نہ بنا تو امداد
صورتِ بلبلا پانی میں ہے تعمیر عبث

غزل

ہو کے ہیں شیفتۂ زلف گرہ گیر عبث
لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبث

ہنستے ہو کیا مری گر ہوگئی تدبیر عبث
جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیر عبث

گردشِ بخت سے اپنے ہیں ستائے ہم آپ
پھر تو پھر پھر نہ ستا اے فلکِ پیر عبث

آپ کی چین بہ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے | پابہ زنجیر کو پھر کرتے ہو نخچیر عبث
سر بکف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر بکف | اب شہادت میں مری کرتے ہو تاخیر عبث
تیغ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی | تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث
ضعف تن سے ہوں ہوا سا نہ پھنسونگا ہرگز | زلف پُر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث
خواب غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور | تیرے مستوں کی نہیں نالۂ شبگیر عبث
قوس ابرو سے ذرا تیر نگہ کو چھوڑ دو | لوں گا سینہ پہ بچائے گا نرا تیر عبث
عشق کہتا ہے کہ کر نہر لہو کی جاری | تو رواں کرتا ہے فرہاد جوئے شیر عبث
چشم بد بیں دل بدخواہ میں مارے امداد | چرخ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث

غزل

گرچہ سر مارا بہت سب گئی تدبیر عبث | سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریر عبث
قسمت الٹی نے مری لا اسے در سے الٹا | ہوگئی جذب محبت کی وہ تاثیر عبث
دل میں آئے غم دلبر تو رکھوں آنکھوں میں | ایسے مہمان کی کیوں کر کروں تحقیر عبث
ان کی زلفوں کے تصور میں ہے یہ آہ و فغاں | کب ہے نالہ مرا پابستۂ زنجیر عبث
ضرب اک مارتا خسرو کے دل سنگیں پر | کوہکن تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث
مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں | یارو پانوں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث

غزل

نام اس کا دفتر عشق میں ہرگز رقم نہیں | اوّل قدم پہ جسکا یہاں سر قلم نہیں
بے مرگ زندگی وصال صنم نہیں | موجود کب وہ ہو ہے جو اوّل عدم نہیں
ہے کون ساقیا ترا جس پر کرم نہیں | مخمور تیرے دور سے پر ایک ہم نہیں
کرتا ہے تو کبوتر دل کو جو میرے ذبح | کیا تجھ کو پاس حرمت صید حرم نہیں
ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے | ورنہ طریق یار کا جور و ستم نہیں
پھولا نہ تخم عشق مرا اور نہ چشم و دل | گریہ مرا ابر بہاری سے کم نہیں
غمگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر ہمیں | غم ہے تو بس یہ غم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں
روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر | روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم نم نہیں
اے شمع جان صحبت پروانہ مغتنم | ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازارِ عشق میں
جز نقدِ جان پرسشِ دام و درم نہیں
امداد رکھ کے سر نہ اٹھا در سے یار کے
اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیرِ زمیں ہوں میں
ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں
گر تختِ حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر
اقلیمِ عشق میں شہِ مسند نشیں ہوں میں
مثلِ نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر
باوصف ایسے قرب کے بس دور ہی ہوں میں
ہے بُو و گُل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ
پھر ڈھونڈھتا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں
اے وائے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب
سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں
رہ تیری تکتے تکتے دمِ آنکھوں میں آرہا
آجا نظر کہیں کہ دمِ واپسیں ہوں میں
دامِ بلا میں کس کے تو امداد جا پھنسا
مدت سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہوگئے آزاد ہم
آفریں وہ ہم کو دیں اُن کو مبارک باد ہم
خانۂ ہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر ۹
ڈالتے ہیں اب تو قصرِ عشق کی بنیاد ہم
خاک ہو کر آپڑے ہیں اب تو کوئے یار میں
پر یہی ڈر ہے نہ پڑجائیں بدستِ باد ہم
ہیں وہ ہم صیدِ ہوس پھر جاکے پھنستے دام میں
چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا
ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم
مرغِ دل اپنا جو اُس کے دامِ زلفوں میں پھنسا
پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم
ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو سہاری فکر سے
ذبح کر احساں ترا مانینگے اے صیاد ہم
بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم
ہیں کفن بردوش سر بر کف تامل کیا ہے پھر
قتل کر ہم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم
بال بال اپنا ہے نشتر ہر بنِ مو سے لہو
ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھکو اے فصاد ہم
قصرِ جنت کا رہے تم کو مبارک واعظو
ہوچکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم
زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے نہیں
اور میاں رکھتے ہیں جز فضلِ حق کچھ زاد ہم
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ
اپنے دشمن آپ ہیں پھر کس سے چاہیں داد ہم
ہم نہ شاعر ہیں نہ ملا ہیں نہ عالم ہیں ولے
رکھتے ہیں ہر باب میں اللہ سے امداد ہم

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو | تاکہ جانیں شعر گوئی میں تجھے اُستاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم | یا الٰہی کس سے تجھ بن جا کریں فریاد ہم
آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم | آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم
باغِ عالم میں ہیں باآہ فغاں آزاد ہم | آپ ہم قمری ہیں اور ہیں آپ ہی شمشاد ہم
داغِ دل گلشن ہے اپنا مُرغِ دل ہے نالہ گر | آپ ہی ہم گل ہیں اور ہیں بلبلِ ناشاد ہم
عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار | آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم
ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا | آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فرہاد ہم
قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر | آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلاد ہم
دے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق | آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم
آپ ہی اچھے ہیں اور ہیں آپ ہی سب سے بُرے | الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں جامع اضداد ہم
بے نشاں بے نام ہیں ذیشاں ہیں اور ہیں نامور | جو کہو سب کچھ ہیں پھر نا چیز بے بنیاد ہم
علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے | ہیں اسی دانش سے یارو صاحب ارشاد ہم
اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست | آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم
کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آبِ حیات | ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم
ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار | غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں بس شاد ہم
شادی و غم اپنا محوِ لطف و قہرِ یار ہے | ہے مساوی ہم کو گر ہوں شاد یا ناشاد ہم
ہے برابر ہم کو قہرِ ہجر و لطفِ وصلِ یار | عاشقِ ذاتی ہیں اُن کے ہر طرح منقاد ہم
ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق | یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم
ہیں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ | بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم
ڈر ہے کیا فوجِ گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام | اور نصیر رکھتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

غمِ جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادماں ہو کر | کہ یہ وہ درد ہے دل میں رہے درماں جاں ہو کر
رہو ہو پردہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر | ذرا تو جلوہ گر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سرِ الفتِ جاناں | کہ عظمت اسمِ اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

نہ کیوں ہو تخم ملکر خاک میں سرسبز و بار آور
ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشاں ہو کر

نکالیں بحرِ الفت سے دُرِ مطلوب وہ جن کے
نکل کر بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ رواں ہو کر

اٹھایا بارِ غم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو
لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر

ہمارے غم کے گھر میں خواب راحت آسکے کیونکر
کہ صورت اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر

ادب بند زباں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
کہ دل کے دل ہی میں رہ جاتے ہیں سب شور و فغاں ہو کر

ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
دکھانا داغ دل ہے سیر ہم کو بوستاں ہو کر

کہاں جاوے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے
درِ جاناں پہ آبیٹھا ہو نقشِ آستاں ہو کر

کہاں جائے کسے ڈھونڈے نہ ہو جسکا کوئی تجھ بن
پڑا ہو جب کہ آ در پر ترے بے خانماں ہو کر

ترے قربان پیارے مت اٹھا امداد کو در سے
مریضِ عشق تیرا آپڑا ہے ناتواں ہو کر

ملے ہے گوہر مطلوب بحرِ عشق سے اُن کو
کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ رواں ہو کر

غزل

صوفی نہ شیخ عالم مسند نشین ہوں میں
بندہ ضعیف و عاصی بس کمترین ہوں میں

غافل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش ۱۱
جو کچھ کہ ہوں پہ عاشق ماہ جبیں ہوں میں

گمنام بے نشاں ہوں ذیشاں ہوں نامور
سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں

ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں

سر میں ہُوائے ماہ ہے اَے ناصح اِس لئے
دَر دَر پھرا ہوں اور کبھی خانہ نشیں ہوں میں

مت کر زکوٰۃِ حسن سے محروم بہرِ حق
مسکین غریب و عاجز و اندوگیں ہوں میں

گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد ساولے
انگشتریِ خلق میں مثلِ نگیں ہوں میں

غزل

تپ غم سے جو دیدہ تر میں ہو نا خشک پانی ہے
تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوزِ نہانی ہے

ہوا بازارِ شوق اب گرم ہے وہ شمع رُو کس جا
کہ جان اپنی ہمیں اُس آتشِ رُو پر جلانی ہے

نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
کہ واں آب دم شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے

نہ اپنی آہِ سوزاں ہے دھواں سا رائگاں جاتا
کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکبِ دخانی ہے

میں طورِ عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ اَرِنی
نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ لن ترانی ہے

ادب بندِ زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ
گرہ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

ہمارے کارواں میں کب ہے جرس قیل و قال اہل
کہ راہ کشف میں گمرہ دلیل طے لسانی ہے

ہے آواز جرس گو باجگانا رہزنوں کا بس
زباں کا گھولنا غارت گر سرّ نہانی ہے

صدف کی جوں رہے گا منہ کھلا اسکا قیامت تک
جہاں خامہ سے دائم مثل دریا در فشانی ہے

جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف لیتا صاف پانی ہے

غزل اور اس زمیں میں پڑھکے امداد الٰہی سے
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپ ہجراں میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانی ہے

حریف نفس کب ہو عقل جو بحر معانی ہے
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے

ہے اپنا نطق ہر نکتے میں سونا نگ شکر رکھنا
حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے

ہے بے دردوں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی
کہ نوک خار پا کو نیش کژدم سے اٹھانی ہے

نہیں ہے کسرشاں ہونا مفید بند عزلت میں
مثال اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے

گل آسا صبح پیری میں وہ بے حسرت کے خمیازے
جو کھوتا خواب غفلت میں شب قدر جوانی ہے

جو زر آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے

لئے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں
کہ جو اشک ندامت سے لٹا آنکھوں میں پانی ہے

ہمارے جرم سے چیں بر جبیں کیوں عفو ہو اُس کا
کہ آئینہ کو بدصورت سے کب ہوتی گرانی ہے

سکے ہے دیکھنا بادیدہ کثرت نور وحدت کو
کہ حرف و جسم ہر اک شاہد روح و معانی ہے

نہ کیوں ہو زنگ آئینہ کا رہبر سوئے روشنی گہ
مجھے زشتی سے حاصل کعبہ مقصود جانی ہے

عبث کھاتا ہے فکر رزق میں غم سخت انسان کیوں
کہ تاب خور سے پتھر میں غذا لئے لعل کانی ہے

بڑا اُن قہر سے گر وہ نہیں شکوہ ہمیں اُن سے
بلاویں مہر سے اپنی تو اُن کی مہربانی ہے

بلاویں مہربانی سے بڑا ان کچھ نہیں شکوہ
ہمیں اُن کی ہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے

مثال جان و تن ہے تجھ میں اسمیں قرب پھر دوری
نہیں کھلتا ہے اے امداد کیا سرّ نہانی ہے

نہ دو ناشاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم
اجی اے دل تمہیں کیا عادت ایذا رسانی ہے

غزل

رُخ سے کاکل اٹھا دیا کس نے	رات میں دن دکھا دیا کس نے	لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں	کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے
عرشی اور فرشی سبکو پا نہ سکیں	میرے دلمیں سما دیا کس نے	ڈھونڈھنے نکلے آپ کو کھو یا	مجھ کو اُس میں گما دیا کس نے
ابر گریاں میں برق حسن دکھا	روتے روتے ہنسا دیا کس نے	منھ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے	ہنستے ہنستے رولا دیا کس نے
ہے نہ عالم میں وہ نو عالم میں	شور اُس کا مچا دیا کس نے	نغمۂ سرمدی سُنا کے ہمیں	مست و بیخود بنا دیا کس نے
شعلۂ رُخ دکھا کے اپنا ہمیں	سر سے پا تک جلا دیا کس نے	عشق معشوق عاشق اک کہکر	سرِ وحدت سمجھا دیا کس نے
میں تو نام و نشاں مٹا بیٹھا	شہرہ میرا اڑا دیا کس نے	اوّل آخر عیاں نہاں ہو کر	حرفِ شرکت مٹا دیا کس نے
شخص واحد ہے سیکڑوں میں نام	ایک کو سو بنا دیا کس نے	ہنستے ہنستے جو دم میں رونے لگی	شمع تجھ کو جلا دیا کس نے
	حسن لیلےٰ دکھا کے اے امدادؔ	تجھکو مجنوں بنا دیا کس نے	

غزلیات فارسی

اگرچہ بیخود و مستم ولے ہشیار میگردم	بباطن شاہ کونینم بظاہر خوار میگردم	مرا از طینت جاناں چو نور خور بغرض آں	بصورت زو جدا من گرچہ سایہ وار میگردم
چو دیدم روئے خویش را بہر جائے بہر رنگے	ازیں در بحر و بر در کوچہ و بازار میگردم	عجب بیخود و بدمستم کہ طرفہ ماجرا ایں است	کہ دلدارے ببر دارم پے دلدار میگردم
ز چشمت مے بمیخوراں رسید از لب دستل قند	چو من باایں ہمہ آنم ز حرماں خوار میگردم	چو شد منظور قتل من تغافل چیست اے قاتل	کہ سر بر کف کفن بر دوش گرد دار میگردم
۱۳ شرابِ شوق عالم را تو می طلبی و می بخشی	مگر محروم گرد خانۂ خمار میگردم	مرا نافع نخواہد شد نصیحت ناصحا ہرگز	کہ سودائیش بسر دارم نہ من بیکار میگردم
	بیا نور محمدؐ کن دل امدادؔ را روشن	کہ عکس نور بے کیفم پے انوار میگردم	

جواب خط شاہ سیّد علی احمد صاحب تخلص صلؔ علےٰ احمد انبٹھوی

چو آمد ساقئے مشکل کشا دشوار کارِ من	بیک جرعہ زمے بکشود عقدِ دلفگار من
صبا آورد چوں بوئے گلِ وصلِ نگارِ من	برآمد بر ہوائے شوق ایں مشتِ غبارِ من
بحمد اللہ چہ راحت یافت جانِ بیقرارِ من	کہ آمد ناگہاں نامہ ز کوئے شہر یارِ من
خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد	دلم حیراں کہ باشد بر کدامی جاں نثار من
بایں شکرانہ بر دیدہ نہادم پائے قاصد را	کہ از نامہ منوّر کرد چشمِ انتظارِ من
چو من منظور جذب اشتیاقم در جنابِ تو	بجرمِ دوستاں گوئید و بس عزّ و وقارِ من
پس از مدت برآمد آرزوئے جان و دل یعنے	سحر گردید از مہر خطت شبہائے تارِ من
بوئے ذوق حیاتِ من بسا تلخ از غمِ ہجراں	خوشا ایں طالعِ شیریں کہ گشتے غمگسارِ من
بدیدہ گریہ لب نالاں بجانم سوز تن لرزاں	ہمیں تسکینِ دل بودے ہمیں صبر و قرارِ من
ببین گریہ من خنداں و ہم در خندہ من گریاں	بہارا اندر خزاں بود و خزاں اندر بہارِ من
گہے گریاں و گہہ خنداں گہے حیراں گہے نالاں	بجز ایں شغل یک لحظہ نبودے روزگارِ من

نمیگردد بیانِ شوق وصل و شکوۂ ہجراں	غرض جز ذکر و فکر تو نبودے ہیچ کارِ من
کہ آمد نامۂ خوش ناگہاں صلّ علیٰ احمد	یکایک رفت غمہائے دلِ اندوہ گارِ من
ادائے شکرِ آں ساقی نہ گردد از زباں و دل	کہ از یک جرعہ زاں مے برد کل رنج و خمارِ من
بیاد خود نگہدارش ز مشغولی غیرِ حق	باحسانیکہ یادم کرد ائے پروردگارِ من
ز لطف چشم آں دارم کہ دایم ہمچنیں جاری	بماند دولت یادِ دلِ امیدوارِ من
کنم تحریر ائے امداد تا کے شوق وصل او	رسد ائے کاش جائے نامہ آں نامی نگارِ من

غزل شوقیہ ارکان حج

رفتم چو بمکہ ہوس کوئے تو کردم	دیدم رخ کعبہ ذکر روئے تو کردم
چوں حلقہ در کعبہ بصد عجز گرفتم	در گردنِ خود سلسلہ گیسوئے تو کردم
در سعی و طواف و بہ حطیم و بمقامے	ہر سمت تمنائے رخِ نیکوئے تو کردم
در عرصۂ عرفات بپا حشر نمودم	چوں یاد من آں قامت دلجوئے تو کردم
محرابِ حرم گرچہ بہ پیش نظرم شد	من سجدہ ولے در خم ابروئے تو کردم
سر میبد ہر عالم پے بوسہ حجر اسود	من میل بخال سیہ ہندوئے تو کردم
لبیک و دعا خواں ہمہ مخلوق بعرفات	چوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو کردم
قربانی حیواں بمنیٰ میکند عالم	قرباں سرِ خود من بسرِ موئے تو کردم

عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبداللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب	رحمتِ حق بر تو بادا روز و شب
عونِ حق بادا تو بود ائے ابنِ عون	باد خوش از تو غذائے ہر دو کون
لنگرِ انعامت اے شاہ کرم	ہست جاری دائما بر ہر امم
نیست فوتش شد کنوں محتاج سخت	عین رحمت بر کشا اے نیک بخت
	نام ممدوحت چو خواہی اے امیر
یا الٰہی دار سایش را درّا ز	فیض بخش بر سرِ اہل حجاز
دوستت خوش دشمنت برباد باد	اہلِ حرمین از تو بس دل شاد باد
ایں دعا گو ہم ز خوانِ عام تو	بود نعمت خوار از انعام تو
در دما کن جاری دہ لقمہ مرا	نعمتِ دارین بخشد حق ترا
حرف اوّل از سرِ ہر مصرع گیر	

شجرۂ قادریہ قمیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمامی حمد اے محبوبِ مطلق	بذاتِ تو سزاوار است و لایق
خداوندا بحق ذات پاکت	پذیرا کن مناجاتم برحمت
بآنکہ اسمہٗ احمد محمدؐ	امامِ انبیا سلطان سرمد
بحقِ مرتضیٰ شاہِ ولایت	خداوندا نما راہِ ہدایت
پس از حمد و ثنا صلوات بیحد	بدرگاہِ تو بندہ عرض دارد
خداوندا بحق شاہ لولاک	مرا کن از غمِ دنیا و دیں پاک
عطا فرما طریقت با شریعت	دلم روشن کن از نورِ حقیقت
بحقّ شیخ حسن بصری الٰہی	ز سرِّ خویش کن آگہ کماہی

بحقِ شیخ حبیب عجمی شہِ دیں	دُعا را بفضلِ خویش گزیں	بحق حضرتِ داؤد طائی	مرا از قیدِ ہستی دہ رہائی
بحق خواجۂ معروف کرخی	مرا محفوظ دار از شرِّ چرخی	خداوندا بحق سرّی سقطی	شتابانم دہ براہِ نیک بختی
بحق شہ جنید آں شیخ بغداد	ز قیدِ دو جہاں ما را کن آزاد	بحق خواجۂ بوبکر شبلی	بکن بر عاشقانِ خود تجلّی
بحق عبدِ واحد بوالفضل شاہ	خداوندا کن از اسرار آگاہ	بحق بوالفرح آں شاہ طرطوس	بکن باز از رحمتِ خویش مایوس
بحق بوالحسن ہنکاری باحق	بہ تیغِ عشقِ خود کن سینہ ام شق	بحق بوسعید آں شاہ بوالخیر	بکن محو از دلِ من الفتِ غیر
خداوندا بحق شاہِ جیلاں	محی الدین غوثِ قطبِ دوراں	بکن خالی مرا از ہر خیالے	ولیکن آنکہ زو پیداست حالے
بتاج الدین شاہِ عبدِ رزاق	بدہ چالاکیم در راہِ عشاق	بحق شاہ زین الدین والا	مزیّن کن مرا از دین و تقویٰ
بحق شیخ یحییٰ زاہدِ حق	مشرف ساز از دیدارِ مطلق	خداوندا بحق شاہ موسیٰ	بمانم بر درت دائم جبیں سا
بآں عبدالوہابِ بحرِ ثانی	مرا کن غرق در موجِ معانی	بہ عبدالقادر راسی آنہا	بملکِ معرفت کن شاد ما را
بحق احمدِ قدسی عاقل	نشانِ ماسوا مگذار در دل	بحق شاہ مولانائے مغرب	بگرداں مدفنم در خاکِ یثرب
بحق شاہ عبدالحق عالی	دلم را کن ز حبِّ غیر خالی	خداوندا بحق شاہ الیاس	پناہ خواہم بتو از شرِّ خناس
بحق حضرت قمیص الاعظم	بکر یہ چشمم راہِ عشق باہم	بحق بو محمد شاہ محمدؐ	عطا فرما مرا عرفان بے حد
بحق شاہ محمد غوث ثانی	بدہ دردو غم و سوزِ نہانی	بحق شاہ عبدالحق کامل	جمالِ خویش چشمم ساز شامل
بحق شاہ سید عبدِ رزاق	بوصلِ خویش ما را دار مشتاق	خداوندا بحق رحم علی شاہ	باسرارِ لدنّی ساز آگاہ
بشیخ عبدالرحیم آں شاہ شہدا	شہیدم کن بہ تیغِ عشق شاہا	بحق حضرتِ نورِ محمدؐ	منور کن دلم از نورِ بیحد
خداوندا بحق جملہ پیراں	مرا ہم در طریقِ شاں بمیراں	بحق آل و ازواج و صحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقطاب
بغوث و فرد و ابرار و باوتاد	بعشاق و عباد و زہّاد	ز دستِ نفسِ کافر کیش خونخوار	الٰہ العالمین ما را نگہدار
بخود مشغول دار اندر حیاتم	اگر میرم بدہ یارب نجاتم	بعصیاں میشوم بر باد اللہ	بیا و جلد کن امداد اللہ
خداوندا بایں پیرانِ عظام	بوقتِ مرگ کن بالخیر انجام	ہر آں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند	مرا ہم از دعائے یاد آرد

رباعی

ہے بُرا اچھا جو سمجھے آپ کو — اور بالا سب پہ کھینچے آپ کو
مردمِ دیدہ سے سیکھ امداد تو — سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عیدی

عید گاہِ ما غریباں کوئے تو — انبساطِ عید دیدن روئے تو
صد ہلالِ عید قربانت کنم — اے ہلالِ عید ما ابروئے تو

تمت

رسالہ دربیان وحدۃ الوجود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بعد حمد وصلوٰۃ وافیات وبتقدیم سلام وتحیات مودت سمات بخدمت مکرم ومعظم درویشاں وقدوۂ ایشاں حقائق آگاہی معارف دستگاہی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہٗ مبرہن ومکشوف باد معاوضہ سامی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یادآوری بہا فرمود بلحاظ ہم مشربی وہم طریقی دربارۂ مسئلہ وحدۃ الوجود ما یتعلق بہا استدراکی شدہ است وبطلب جوابش مبالغہ رفتہ مخدوما فقیر ایں لیاقت کجادارد وخود را در زمرۂ عارفین حقایق شناس کجا می شمارد کہ متصدی چنیں امر خطیرہ گردد۔ اما از انجا کہ جناب بکمال جوشش وکوشش جواب طلب فرمودہ اند وپیامہا گفتہ فرستادہ لاعلاجا امتثالاً للامر قلم برداشت وہرچہ حق ست درفہم رسید از رطب ویابس نگاشت واللہ الموفق والمعین رجامی بدارم کہ اگر سہوی وخطای ویابند بپوشند بلکہ باصلاح آں کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر ہیچمداں راجز منصب ترجمانی ہیچ نیست۔

آغاز

فقرۂ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آں سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید وشاگردشاں مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچناں میگویند واقوال ضیاء القلوب را ماؤل میدانند تاویل واں آں جو خود دیگرے را نمی شمارند ومولوی رشید احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمریں مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند ومشرب اہل چشت میدارند خلاف مشائخ چشت سخناں می گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق وصحیح ست دریں مسئلہ شکے وشبہے نیست معتقد فقیر وہمہ مشائخ

فقیر و معتقد کسانیکہ با فقیر بیعت کردہ و تعلق میدارند ہمیں ست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب و غیرہم از عزیزاں این فقیر اند و تعلق با فقیر میدارند ہیچگاہ خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکی نخواہند پذیرفت مگر باعتماد کیفیتے است قلبی کہ تبدہ راز کمال علم و یقین صدق براسری ور دل مستحکم گردد ایں را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی ست ایں مسئلہ وحدۃ الوجود چناں نیست بلکہ در ینجا نہ تصدیق قلبی و تیقن و کفّ لسان واجب ست چراکہ اسلام شرعی تعلق باخدا و باخلق میدارد اسلام حقیقی محض تعلق باخدا دارد آنجا تصدیق باقرار ضرورست اینجا فقط تصدیق باید۔ سوائے آں در استفسار ایں مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت ایں مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ از اصطلاح عرفا عاری اند قوت درک آں نمی دارد چہ علماء بلکہ صوفیائیکہ ہنوز سلوک خود تمام ناکردہ باشند و از مقام نفس گذشتہ بمرتبہ قلب نارسیدہ ازیں مسئلہ ضرورتی یابند و از مکر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاہ اباحت و قعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گروہ ہا افتادہ اند کما شہر ناقصھم نعوذ باللہ من ذالک جناب ہم نیکو میدانند کہ ایں مسئلہ خاصیت عجیب می دارد ع

بعض را ہادی و بعض را مضل ہر چند نعت خوشگوار است اصحار از آں لذت حلاوت حاصل مرضی را تلخ و ناگوار و در حق شاں او زہر قاتل برای ہمیں فرمودہ من صرح اسرار الربوبیۃ فقد کفر استتار آں لازم افشای آں ناجواز اوّل ۲

کسیکہ درایں مسئلہ خوض فرمود شیخ محی الدین ابن عربی ست قدس سرہٗ اجتہاد او درایں مسئلہ و اثبات آں ہمراہیں واضحہ بر گردن جمیع موحداں تا قیام قیامت منت نہاد لطف اینجا است کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہٗ ہمعصر و ہم بلد او بود مردماں حال شیخ اکبر از وے پرسیدند گفت فہو زندیق مردماں از صحبت او احتراز می کردند چوں وفات یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمودہ مات قطب الوقت من کان ولی اللہ ہمہ مردماں تعجب کردند پرسیدند کہ چرا او را زندیق گفتے مارا از استفادہ محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود ما جذبہ قوی داشت ہر چند مقرب بارگاہ بود لاکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شدہ بود زبان او در افشای اسرار بے اختیار شدہ اگر شما در صحبت او میرسیدید گمراہ می شدید چراکہ از غلبۂ حال سخناں کہ می گفت در فہم شما نمی آمد و عوام را زیاں دارد اگر دانید بر شما منّت نہادم پس اینجا غور باید فرمودہ کہ مردماں را چہ می رسد کہ باکس و ناکس بازار مسئلہ وحدۃ الوجود گرم داریم و عوام را کہ چندی از ایمان تقلیدی میدارند از آں ہم بی نصیب سازیم درا ینجا گفتگوے حاصل است دقت خود اعتقاد عوام ضائع کردن ست معارف آگاہ ہا برائے ہمیں احتیاط احباب فقیر شل فقیر زباں از ایں قبیل و قال بستہ میدارند و احتراز میکنند سائلاں را اشارت بتاویلات می نمایند تا انکار آں مسئلہ نگردد بسیار مردم بدنہاد ایں مسئلہ سر بیشی بر داشتہ مجلسہا می آرایند خود گمراہ شدہ گروہ مسلماناں را گمراہ می سازند چنانچہ مشاہدہ می افتد پس ازیں قیل و قال چہ فائدہ اگر بیاید مردماں را بطلب حق و ترک تعلق و نہاد

وکثرت ذکر و فکر تحریص باید فرمود و دراں باید کوشید پوں ازیں سلوک تزکیۂ نفس و تصفیہ قلب حاصل گردید خود ضرورت آں قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود رہبری میکند وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی ست بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ ایں راز رفتنی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار ست خدائے تعالےٰ ما و احباب ما را شما و احباب شما را دریں راہ از ذلّتِ پا نگہدارد۔ پیر و شیخ اکبر حضرت جامی قدس اللہ سرہٗ السامی میگوید

قطعہ از ساحت دل غبار کثرت رُفتن ٭ خوشتر کہ بہرزہ دُرِ وحدت سُفتن ٭ مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم و بتعمق نظر در حقیقت ایں مسئلہ نگریم جز حیرت در حیرت بروں فنا در فنا ہیچ بدست نمی آید چہ خاک بوئیم کہ چنیں ست و چناں ست ع آں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد ناطقہ در تشریح ایں اسرار وجدانی لال ست مثل نابینائی مادرزاد کہ در خواب رنگہا و چیزہائے عجیب می بیند با مردماں چہ تواں گفت کہ چنیں بود یا چناں بود چرا کہ در محسوسات چیزے ندیدہ است کہ بداں مشابہ کند و فہماند اگر احیاناً گوید و فہماند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فقرہ ۲ دو بطریق انتخاب از مضامین مکتوب ۳

سوال ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بورزش لاموجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست بتصریح تاکید است و ہم در مراقبہ ہمہ اوست ملاحظہ معنیٰ لازم گفتہ پس ایں مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نبندد و نیز جائے دیگر ضیاء القلوب درج ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی است ازیں مضمون معلوم شد کہ در عابد و معبود فرق کردن شرک است۔ جواب ۲۔ شک نیست کہ فقیر ایں ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہر چہ گفتنی شود چگونہ نوشتہ شد گوئیم اکابر دین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق را فہمانند نہ آنکہ کما ہو گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند و در بیان آں عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود و دراں حال بدست او اگر رسن دہند و گویند کہ آیا چنیں بود گوید ہاں چنیں بود ابنیست تفہیم بہ تمثیلات ازیں قبیل است تحریرات پیشینیاں برائے آگاہی پس آیندگان تا افاضہ برقرار ماند و وقت حاجت رفع شکوک گردد اسرار یکہ سینہ بسینہ می آمد حوالہ القلم کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشادہ دانستند و گفتند تا آں کسانیم کہ ما اہل راہ در کتاب ما نظر کردن حرام است حقیقت حال اینست فقیر ہم بتقلید ایشاں قول ایشاں را ترجمانی کردہ است با وجود آنجناب استفسار می فرمانید و انکشاف چگونگی آں می خواہند لاعلاجاً تنتالاً للامر بلبیذی الایضاح آں ضروری افتاد تا خاطر نشین آں حقائق شناس گردد و اطمینان دست در اتردد نمائید خلاصۂ اینکہ۔ از بیان ما سبق مبرہن گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین ست صدق

آں انگاہ معلوم گردد کہ طالب از محنت ددز شہا دممارست استغراق و ترک خطرات ماہوا از خودی خود ددر شود چوں از خیال خود گذشت ہیچ شئے در نظر او و خیال او نماند ہمہ ہستی حق معائنہ کند و تتلیکہ از نظر سالک تعینات و ہستی او سوا مرتفع گردید جز خدا ہیچ نہ بیند و بیخبر گردد بلکہ شعور ایں معنی ہم مرتفع شود ہر چہ بیند خدا بیند ہر ہو گفتن چہ معنی انا گوید

ایں مرتبہ را فنا در فنا گویند ایں گفتہا راز نی نباید فہمید بلکہ نائی میگوید مولانا قدس سرہٗ است ؎

نی کہ ہر دم نغمہ آرائی می کند ؎ فی الحقیقت از دم نائی کند ؎ بے فنائی خویش و بے جذب قوی ؎ کی حریم وصل را محرم شوی

ایضًا عارفی گفتہ تو مباش اصلا کمال اینست و بس ؎ تو دراں گم شو وصال اینست و بس۔ از ایں وقت خود خبر دار سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل و از خواص امت وی گفت بایزید بسطامیؒ سبحانی ما اعظم شانی منصور حلاج انا الحق ایں ہمہ از ایں ہمہ باب است

باوجود ایں ہمہ غریب اعتباری کہ اصطلاحی ست از میان عبد و رب مرتفع نہ شد ہر چند در حالت فنای شعور در نظر سالک نماندہ باشد زیراکہ چوں از بے شعورے باز بشعور در آمد دانست کہ من از خود بیخبر شدہ بودم مثل آں آہن پارہ کہ در آتش سرخ شدہ نعرہ زد کہ من آتشم انکار ایں قول وے کردہ نمی شود اما واقعی آتش نشدہ است ایں حالتی ست بہ پارہ آہن عارض شدہ دگر نہ آہن آہن ست آتش آتش ایں ست سمکار حقیقت وحدۃ الوجود دریں جا کیفیت عینیت و غیریت اند کہ دانستن از واجبات ست تا آنکہ از ایں آگاہی نہ باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفہوم نگردد در ورزش مراقبہ ہمہ اوست و ملاحظہ عینیت صورت نمی بندد کسانیکہ بمجرد خوض در مسئلہ وحدۃ الوجود در زندقہ ۴

افتادہ اند از نادانستن مسئلہ عینیت و غیریت بودہ است ہر کہ اول بیش دو امر بہ تحقیق دانست دانستن ہمہ مسائل برا او آسان گردد اگرچہ تحقیق ایں مسئلہ عینیت و غیریت متعلق ست بدانستن تنزلات ستہ اما فقیر باطنات آں ہمہ پرداختن نمی تواند مختصر می نگارد و آں اینکہ در عبد و رب عینیت و غیریت و ہر دو ثابت و متحقق ست آں بوجہی و ایں بوجہے اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال مینماید الضدان لا یجتمعان صحیح ست اما ایں دو ضد لغوی ست ضد اصطلاحی جمع میشود برای ہمیں ست کہ محققین را جامع الاضداد می گویند کہ اصطلاح صوفیان دیگر می باشد مثل آنکہ نور و ظلمت ضد لغوی ست ایں ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیراکہ معنی ایں دو لفظ بر وضع خود قائم ست اگر بر وضع خود قائم نباشد اجماع آں جائز ست مثل آں سایہ را اگر ظلمت گویند مجازًا از روئے استعارہ بتواند شد و ایں سایہ را کہ ظلمت نام نہادہ شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود زیراکہ سایہ ظلمت اصطلاحی بود پس ازیں تمہید معلوم شد کہ در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی نیست و ہم غیریت حقیقی لغوی نیست۔ اجتماع ایں ہر دو ضد در شئی واحد محال ست کہ پس ضد کہ در علم معقولات ممنوع واقع شدہ آں بمعنی لغوی ست نہ اصطلاحی ایں قوم محققین ازیں جہت جامع الاضداد اند کہ دو ضد را جمع نمی کنند آں دو ضد

بمعنی لغوی نیست زیراکہ اجتماع ضدین لغوی نزد ایشاں ہم محال ولایجوز ست بمثال دیگر تفہیم اینکہ اگر شخصے گرداگرد
خود آئینہ ہا گذارد در ہر آئینہ بذات خود وصفات خود کاملاً نمودار شود نموداری صفات آنست کہ ہر حرکت وسکون
وہر ہیات شادمانی وغمگینی وخندہ وگریہ شخص در عکس ہویدا میشود ازیجہت شخص عین عکس ست عینیت حقیقی اصطلاحی
است اگر لغوی بودی ہر کیفیتے کہ بر عکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چراکہ عکس در ہزارہا آئینہ ست ایں کثرت در وحدت
شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینہ و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازاں متضرر ونجس نمیشود بحال خود ست وازیں
نقصانات منزہ ومبرا است ازیں در غیریت حقیقی اصطلاحی بہ ثبوت میرسد پس در شخص وعکس عینیت وغیریت ہر دو مستحقق
شد بدانکہ در عبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد وغیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق ست ازیں عقیدہ در عابد
ومعبود وساجد ومسجود ہیچگونہ فرقے نمی ماند ایں غیر واقع ست نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق
ومخلوق اعتبار کنند وہیچ نسبت وتعلق عینیت در عبد ورب جز نسبت خالقی ومخلوقی ثابت نہ نمایند مثل نسبت کلال
باظروف اگر کلال بمیرد ظروف ساختہ او بجائے خود ماند ایں بسبب غیریت لغوی ست در ظروف وکلال ایں قسم غیریت در
عبد ورب باقی نیست بدیں غیریت کہ قائل اند علماء ظاہر ومتکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شدہ می ترسند کہ عبد
ورب یک میشود نمیدانند کہ موجب اصطلاح محققین وعکس وشخص با وجود ثبوت ہر دو جہت گاہے ایں آں نشد وآں
ایں نگردید عکس عکس ست شخص شخص عکس مخلوق وحادث وناقص ست وشخص قدیم وباقی وکامل پس اینست حقیقت ایں مقدمہ ۵
بیت جامیؒ ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؛ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی وبمصداق مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان
ہمیں بحرین حدوث وقدم ست نیز اینجا یک تمثیل لطیف یاد آمد اعنی بندہ قبل وجود خود باطن خدا بود خدا ظاہر بندہ گُنتُ
کنزاً مخفیا بریں معنی گواہ ست حقایق کونیہ کہ نتائج علم الٰہی اند در ذات مطلق مندمج ومخفی بودند وذات بر خود ظاہر بود چوں
ذات خود است کہ ظہور خود بر نہج دیگر شود اعیان وبلباس قابلیات شان بجلوۂ تجلی خود ظاہر فرمود خود از شدت ظہور خود
از چشم بصیر ایشاں مخفی گردید مثل تخم کہ شجر با تمام شاخ وبرگ وگل وثمر دراں پوشیدہ بود گویا تخم بالفعل بود وشجر بالقوہ
چوں تخم باطن خود را ظاہر نمود وجود خود پنہاں گردید ہر کہ بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم بلباس
شجر ظہور فرمودہ تخم بالقوہ شد شجر بالفعل شد ہر چند از وجہی تخم وشجر یک ست جدائی نیست عینیت یافتہ
می شود اما دلائل غیریت وجدائی نیز در وپیدا و واقعی است حفظ مراتب ضرورت زیراکہ صورت وشکل
تاثیر وخواص تخم دیگر واجزائے شجر دیگر ست وجوہات غیریت ہم کثیر ست مرد صاحب فطانت انکار آں نخواہد کرد
از روئے عینیت تخم وشجر اگرچہ واحد ست ایں وحدت اعتباری واصطلاحی ست در ینجا اول ست نہ اتحاد معنی
بالفعل وبالقوہ شراکت دارد پس ہر چہ بالفعل بود بالقوہ شدہ وآنچہ بالقوہ بود بالفعل گردید فَہِمَ مَنْ فَہِمَ جَلَّ
حِکْمَتُہٗ وَعَظُمَتْ شَانُہٗ بیت تراز دوست بگویم حکایتے بے پوست ؛ ہمہ از دوست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

فائدہ ۔ چوں نسبت دوجہت در عبد و رب ثابت و متحقق گردید لازم آمدکہ برائی ارتقاء از مرتبہ پست ترین نزول و صول و قرب و وصال و رسیدن بدرجہ عبدیت حقیقی کارہا ضرور افتاد وآں مجاہدہ و مراقبہ است وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ وِ عبادت کردن اعنی عبد شدن ست در حقیقت عبداللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ست عبد شدن دشوار است تا از دہم الوہیت خود تماما و کمالا نگذرد بدیں مرتبہ نرسد بنابراں مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حصص نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تاذکر فکر بدرستی و راستی بظہور رسد چوں اول بمصقلہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق رو بترقی آرد دل از خطرات باایستد وقت مراقبہ لاموجود الا اللہ در آمد چوں دریں مراقبہ از ہمہ اوست اغماض نظر کردہ ہمہ اوست را پیش نظر دارد دریں استغراق فیض باطنی و جذبۂ غیبی مدد میفرماید از ہر چہ جز اوست بے خبر گردد شعور ایں بی خبری ہم نمی ماند نبیند ہرچہ بیند داند ہرچہ داند گوید ہرچہ گوید معذور ست ۔ اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش گرفتہ نعرۂ انا النار زد و آنکہ بانقلاب حقیقت آتش شدہ ایں از حال تعلق دارد نہ از قال مقام غور ست اعنی در حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالۂ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش برخود مستولی گردد و رنگ خود بخشد دریں تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق دے شرک ست کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحظہ ساقی در آمدہ کہ در مراقبہ وہمہ اوست تاوقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست بوئی شرک باقی ست وَاللّٰہُ اَعْلَمُ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا گرامی قدرا از فقیر بے مایا طول لسانی کرد چہ کند کہ بدون آں سخن تمام نمی شود ہرچند ازیں تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددۂ جناب ادا گردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندۂ ضعیف را بدعائی خیر خاتمہ یاد دارند ورنہ باز فقیر را نیاز ارند والسلام وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۵

دریں مشہد بگویائی مزن دم سخن را ختم کن واللہ اعلم

محررہ ۲۱ ۔ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ در مقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا



نمونہ مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی ۸۴ سال تین ۳ مہینے بیس ۲۰ روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقتہً ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تقلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخواں تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخر میں اس قدر

ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلنا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشۂ لقا میں سرشار تھا اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بحال و تربیت طالبانِ خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتّٰی کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخرےٰ ۱۳۱۷ھ روز چہار شنبہ وقت اذانِ صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلّٰی (مقبرہ اہلِ مکہ) میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحبؒ مہاجر کے رکھے گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ راجعون۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہو گا۔ اللّٰھم ارفع درجتہ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللّٰھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ آمین یا رب العالمین۔ حقیر نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حیٌّ دَخَلَ الخُلدَ کہ قول اولیاء اللہ لا یموتون سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلہ کے ہے اسپہ ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جسمیں حضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ؎

آئینۂ ہستی چہ باشد نیستی :: نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت
8 ہے اوّل مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ ورفعناہ مکاناً علیاً و حدیث کثبان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیۃ مقصورات فی الخیام نعیم جنت سے ہے۔ سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالوان البیاض اونحوہٗ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے پنجم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بدولت اس نیستی و نیستی کے جو خاص مشرف و مذاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولتیں ملی ہیں اسی لیے اِس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم مثنوی شریف کے مضامین میں (کہ حسب قول اہل حقیقت کے معنی کلام حق ہے) آپ کی روحِ مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی معنویؒ ہے اور حسب آیۂ مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قرب الٰہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے ظہور مضمون لاتخافوا ولاتحزنوا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے افاضۂ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی ہے جسی کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب میں ارشاد نبوی ہے یراہا المسلم او تُریٰ لہ والحمد للہ تعالےٰ علیٰ ذالک۔

ختم شد

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی عزت وشرف ہے۔ عبادت مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے اور عبادت کا فائدہ مخلوق ہی کو پہنچتا ہے، عبادت اسی وقت درست ہوسکتی ہے جب وہ رب کی وضع کردہ شریعت کے موافق ہو اور خالص اسی ذاتِ اقدس کیلئے ہو، ہر قسم کے شرک کے شائبہ سے بالکل پاک ہو، عبادت کے لئے ایک اہم عنصر صفائی وطہارت قلب ہے جب تک انسان علائق دنیا سے تعلق توڑ کر رب کی طرف مکمل توجہ نہیں کریگا عبادت کی تکمیل نہ ہوگی۔ تکمیلِ عبادت کے اسی زینے کا نام **تصوف** ہے۔ غرض تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکامِ شریعت پر بندے کے عمل کرنے کا ماحاصل ہے بشرطیکہ اس کا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔

سید الطائفہ **حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ** کی ذات ایک ایسا چشمۂ فیض تھی جس سے نہ صرف برصغیر بلکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہوتے تھے جنہوں نے اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل وغش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا اور شریعت وطریقت کا حسین امتزاج اپنے قول وفعل اور تعلیم وتربیت کے ذریعے عام کیا۔

زیرِ نظر کتاب **"کلیاتِ امدادیہ"** حضرت اقدسؒ کی تصوف وسلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ اخلاق میں بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور دس کتابوں ضیاء القلوب، فیصلہ ہفت مسئلہ، نالۂ امداد غریب، ارشادِ مرشد، جہاد اکبر، مثنوی تحفۃ العشاق، غذائے روح، دردِ غمناک، گلزارِ معرفت، وحدۃ الوجود کا مجموعہ ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

